

غیر مقلدین کے لیے محرف فکر یہ

تالیف

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

پاسبانِ حق @ یاہو ڈاٹ کام

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

غیر مقلدین

کیلئے

لمحہ فکریہ



تالیف

حضرت مولانا محمد ابو بکر غازی پوری مدظلہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ
تالیف	مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
ضخامت	169 صفحات
تاریخ اشاعت اول	فروری 2000ء
تاریخ اشاعت دوم	جون 2001ء
تعداد	گیارہ سو
قیمت مجلد	45/- روپے
ناشر	ادارہ خدام احسان 285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور
	فون-042-6862816:6846529

﴿.....چند ملنے کے پتے.....﴾

☆	مکتبہ قاسمیہ الفضل بازکیٹ اردو بازار لاہور
☆	مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆	کتب خانہ رشید یہ رنجہ بازار اوپنڈی
☆	ظفر یک سنٹر، باغبانپورہ لاہور
☆	مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆	مکتبہ مصفوریہ مخزنہ گھر کوثر انوالہ
☆	مکتبہ امدادیہ ہری پور
☆	مکتبہ امدادیہ ملتان
☆	کتب خانہ مجید یہ بوہڑکیٹ ملتان
☆	ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆	کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد
☆	مکتبہ صفحہ نور محل روڈ بہاول پور
☆	عمران اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور
☆	مکتبہ امام اعظم یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی



فہرست

صفحہ

۲

۱

شہ

نہ در حوت

فرستہ سلخ کو بلیج کا شوق

۱۲

فرستہ سلخ گاؤں کے پودھی سے حوت

۲۱

گراہک کے راستے سے بات نہیں ہو سکتی

۲۸

فرستہ دین سے پختہ تمام کے یہاں الٹی ہو چکی حوت ہے

۳۸

الہ فرق بھی تھیک کے سکر ہی

۴۰

فرستہ بی سلف کے طریقہ پر نہیں ہی

۴۱

مہلک کے قتلہ فعل کو حوت : نا انا ان پر بد اعتدلی کا اچار ہے

۴۱

مہلک کے قول : ص کا اچار بنی صا پر مہلک ہے

۴۲

فرستہ دین : ص سے مہلک کو فاسن کہا ہے

۴۳

کسی فتنہ کا فتنہ جینی نام رکنا بدعت ہے

۴۴

فرستہ دین کی جماعت حقیقت میں مستندین کی جماعت ہے

۴۵

ذرا مہلک کے سوس گاؤں کے پودھی کا فرستہ سلخ سے متنا

۴۵

ذرا مہلک کے بارے میں فرستہ دین کا عمل تکیا ہے

۴۵

ذرا مہلک کے بارے میں حضرت عہد شوق مہلک عمل

۴۰

گھڑی کا پانی روایت کر کہ بیشک کے خطف عمل کر کے نہ سکا گیا ہے

صفحہ	عنوان
۴۰	کوئی صحابی قول رسول اور فعل رسول کو ثبات اور غیر منسوخ مانتے ہوئے ہے
۴۱	اس کا عہد تارک نہیں ہوتا ہے۔
۴۱	صحابہ کا ڈاڑھی کے بارے میں عمل
۴۱	ڈاڑھی کے بارے میں تابعین کا عمل
۴۱	ڈاڑھی کے بارے میں جمہور کا تعامل
۴۱	ڈاڑھی کے بارے میں غیر مقلدین نے اپنے علماء کی تقلید کی ہے
۴۲	صحابہ کا باطل پر اتفاق کرنا محال ہے
۴۳	غیر مقلدوں کا اعتراض وہ درود پانی کے مسئلہ میں خولہ خولہ کا اعتراض
۴۵	اعفاء الحیہ کے بارے میں غیر مقلد مبلغ کے استدلال پکاؤں کے چودھری
۴۵	کا مناقشہ
۴۶	جس طرح مسائل میں تقلید حرام ہے اسی طرح اصول میں بھی حرام ہے
۴۶	یہ اصول کہ روای کی روایت کا اعتبار ہو گا نہ کہ اس کے عمل کا متفق علیہ نہیں
	نہ یہ عقل کے مطابق ہے
۴۶	اگر روای اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اس حدیث پر عمل نہ ہو گا
۴۶	اگر صحابی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو وہ روایت کا بل استدلال ہے
۴۶	اعفاء کا معنی اہل لغت محدثین کے نزدیک
۴۶	امام ترمذی پر غیر مقلدوں کو اعتماد نہیں
۴۶	رفع یدین کے مسئلے کی حدیث
۵۱	غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہم تقلید نہیں کرتے جھوٹ ہے
۵۲	غیر مقلدین کا صحیح حدیث کو ضعیف قرار دینا

صفحہ	عنوان
۵۴	صحیح حدیث کو رد کر کے غیر مقلدین نے انکار حدیث کا راستہ کھول دیا ہے
۵۵	امام ترمذی کے بارے میں علماء اہل حدیث کی تضاد بیانی
۵۸	ظہر کی نماز جلد پڑھنے والی روایت ضعیف ہے
۵۸	ائمہ حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کی تضاد بیانی
۶۲	گاؤں کے چودھری کا چیلنج
۶۳	غیر مقلدین کے اصول پر کوئی حدیث ثابت نہیں ہو سکتی
۶۳	احادیث کو رد کرنے کیلئے غیر مقلدوں کا اصول
۶۵	غیر مقلدین کے اصول پر بخاری و مسلم کی روایتوں کا بھی اعتبار نہ ہوگا
۶۸	بخاری و مسلم کو امت کی قبولیت عامہ حاصل ہے یہ کہہ کر بخاری و مسلم کی صحت کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔
۶۸	غیر مقلدین کے مذہب میں اجماع کا اعتبار نہیں
۶۹	بخاری و مسلم کی تمام روایتوں کو غیر مقلدین صحیح نہیں سمجھتے
۷۲	غیر مقلدین اہل قرآن بھائی بھائی ہیں۔
۷۳	احناف نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ انکا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہے
۷۳	احناف مختلف صحیح حدیثوں میں حتی الامکان تطبیق پیدا کرتے ہیں
۷۴	تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنا کسی کیلئے بھی ممکن نہیں
۷۴	مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی مثال
۷۴	احناف نے قرأت خلف الامام کے سلسلے میں مختلف احادیث کو جمع کرنے کا مذہب اختیار کیا ہے
۷۵	قرأت خلف الامام کے بارے میں احناف اور جماعت اہل حدیث کے عمل کی وضاحت

صفحہ	عنوان
۷۷	قرأت خلف الامام کے سلسلے میں اخاف کے اشکالات
۸۲	هل قرأ من قرأ کافرق
۸۳	مناعت فی القرآن جہراً قرأت کرنے پر موقوف نہیں
۸۴	انبیاء علیہم السلام کی قوت ادراک کو عام انسانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا
۸۴	حل استفہام انکار ہی سے نفی فعل پر انکار ہوتا ہے
۸۶	سکات والی حدیث پر کلام
۸۸	مَنْ كَانَ لَكَ اِمَامٌ والی حدیث صحیح ہے
۸۹	جو حدیث قواعد قطعیہ کے خلاف ہو اس پر عمل نہیں ہوگا
۹۰	غیر متعلین کے اصول پر ہر صحیح حدیث سے حکم قطعی ثابت ہوتا ہے
۹۰	خاتمی الناس کی بحث
۹۳	امازہری کے بارے میں مولانا مبارکپوری کے بلند کلمات
۹۶	اصل موضوع کی طرف رجوع
۹۷	اخاف کا چھٹا اعتراض
۹۸	قرأت خلف الامام کے بارے میں اخاف کے مذہب کے مطابق نہ کسی اصل
۹۹	کی قربانی دینی پڑتی ہے نہ حدیث و قرآن کا رد لازم آتا ہے
۹۹	اخاف اور تقلید
۱۰۰	اخاف کا قرأت خلف الامام کے بارے میں مسلک صحابہ کرام کے
	مسلک کے مطابق ہے
۱۰۲	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے فہم پر مولانا مبارکپوری
	کا عدم اعتماد

صفحہ	عنوان
۱۰۴	حضرت جابر بن عبد اللہ کو زمرہ صحابہ سے خارج کر نیکی مبارکپوری کی کوشش
۱۰۷	مولانا مبارکپوری صاحب کا تضاد
۱۰۸	حضرت عبداللہ بن عمر اہل لغت میں سے تھے ان کا قول لغت میں جوڑتے
۱۰۹	ضعیف حدیث کے استدلال کی بحث
۱۰۹	تمام ائمہ فقہ و حدیث کا عمل ضعیف حدیث پر بھی ہے
۱۱۰	محدثین کا عمل ضعیف حدیث پر ہونے کی مثالیں
۱۱۲	مولانا مبارکپوری ضعیف حدیث سے قانونی کلی اخذ کرتے ہیں
۱۱۹	غیر مقلدین صندی ہوتے ہیں اس کی مثال
۱۲۳	غیر مقلدین علماء کا صحیح حدیثوں کا ترک کرنا
۱۲۳	محمد بن اسحق کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی صریح بددیانتی
۱۳۴	امام ابو حنیفہ کو ضعیف قرار دینے میں مبارکپوری کا کھلا تعصب
۱۳۶	امام اعظم پر کی گئی جرحوں پر گفتگو
۱۳۹	لیس بالقوی و لیس بالقوی فی الحدیث دونوں کا مطلب ایک ہے
۱۳۹	مبارکپوری کا امام نسائی پر غلط باب قائم کرنے کا الزام
۱۴۰	امام ابو حنیفہ کے موثقیں اور حدیث میں امام عالی مقام کا مقام
۱۴۶	امام ابو حنیفہ صاحب جرح و تعدیل تھے
۱۵۱	ائمہ فقہ و حدیث کے بارے میں طعنہ زنی رد و انقض کا عمل ہے
۱۵۱	امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا مذہب دینی و شرعی مسائل میں قریب قریب
۱۵۳	حقیر عبداللہ بن مسعود فی الشرح کے بارے میں غیر مقلدین کی عصیت کی مثال

صفحہ	عنوان
۱۵۵	{ حضرت مجدد الشریعہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسیان کے بارے میں ایک حنفی کا جواب
۱۵۶	{ مولانا مبارکپوری کا حضرت ابن مسعود کے بارے میں نسیان کا قول حافظ زلیحی کی طرف منسوب کرنا صریح خیانت ہے
۱۵۸	مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے دورے پن کی ایک اور مثال
۱۶۲	کتابوں میں علمی خیانت والا شوشہ
۱۶۲	کتابوں کے نسخوں کے اختلاف سے عبارتوں کا اختلاف ہوتا ہے
۱۶۳	مولانا مبارکپوری کی علمی خیانتوں کی چند مثالیں

مقدمہ

از قلم مولانا نور الدین نور اللہ الاعظمیٰ مددگار ہستم مکتبہ اتریاہ غازی پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش نظر کتاب "غیر مقلدین کے لئے ایک لمحو فکر" فاضل گرامی قد
حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہ کی رد غیر مقلدیت میں
پانچویں کتاب ہے، مولانا موصوف کے قلم سے ایک سال کے مختصر عرصہ
میں اب تک دو عربی اور دو اردو میں چار کتابیں شائع ہو کر ہندوپاک
کے علاوہ ممالک عربیہ میں بھی پھیل گئی ہیں (۱) اہل علم اور عوام مسلمین ان کتابوں
سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور غیر مقلدیت کے جال کا ایک ایک دھاگہ ٹوٹتا
جا رہا ہے۔

حضرت مولانا غازی پوری مدظلہ کا خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں کو

(۱) مولانا موصوف کی رد غیر مقلدیت میں اب تک شائع شدہ چاروں کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) وقفة مع الامم الذهبية في شبه القارة الهندية۔

(۲) وقفة مع معارضی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب والامراء السعودین۔

(۳) مسائل غیر مقلدین کتاب دست اور مذہب جمہور کے آئینہ ہیں۔

(۴) غیر مقلدین کی ڈائری۔

سمجھانے کے لئے نیا ڈھنگ اختیار کرتے ہیں، اور غالیس علمی اور دقیق باتوں کو بھی ایسی عبارت میں پیش کرتے ہیں کہ ہر عام و خاص اس کو کسی دقت کے بغیر سمجھ لے، مولانا موصوف کی اب تک کی چاروں مطبوعہ کتابوں میں ان کا یہ صنف خاص اہل علم محسوس کرتے ہوں گے۔

اور ایک خاص بات جو ہیں ان کتابوں میں ملتی ہے وہ موصوف گرامی کی دینی غیرت صحابہ کلام اور اسلاف امت سے ان کی بے پناہ عقیدت و محبت، صاف گوئی اور بلا کی خود اعتمادی ہے، ان باتوں کی وجہ سے مولانا موصوف کی تحریر میں بڑی قوت بدھنگلی اور برجستگی نظر آتی ہے، مولانا کی ہر بات ٹھوس اور مستند حوالوں سے ہوتی ہے، جس سے جہاں ایک طرف حضرت موصوف کی وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے وہیں کسی بھی غیر مقلد عالم کے لئے ان کی بات کا رد کرنا آسان نہیں ہو سکتا ہے، ان مستند حوالوں سے مولانا موصوف جو بات لکھتے ہیں اس سے تاریخین کو بڑا اطمینان ہوتا ہے۔

اور حق یہ ہے کہ مولانا غازی پوری کی ان کتابوں سے خود جماعتِ احفاد میں بڑا اطمینان پیدا ہوا ہے، اور اب کسی غیر مقلد کے لئے (اگر شرم و حیا اس میں پائی جاتی ہے) مذہبِ حنفی پر حملہ کرنا آسان نہیں رہ گیا ہے، اور نہ اب دوسروں کو گمراہ کرنے کے لئے اس کی کوئی چال کامیاب ہو سکتی ہے۔

مولانا موصوف کی طبیعت اور ان کا مزاج صحابہ کرام، اسلاف امت ائمہ فقہ و حدیث اور موفیائے کرام کے بارے میں بڑا حساس ہے، وہ اسلاف اور صحابہ کرام کے بارے میں کسی کی بھی ادنیٰ سی گستاخی برداشت کرنے کے روادار نہیں ہیں، آج کے دور میں جب اسلام کا نام عام طور پر صرف فیشن کے طور پر لیا جانے لگا ہے، اور صحابہ کرام سے تعلق ظاہری کی نمائش متدین قسم کے لوگوں کا بھی مزاج بن گیا ہے، اسلاف کی شان میں گستاخیاں ہوں، بدکلامیاں

ہوں، صحابہ کرام کی خدمات قدسیہ کو مطعون قرار دیا جائے ان پر سب وستم ہو، ان کے ہمارے دل پر کوئی جھوٹ نہیں لگتی، اب ہمارا فیشن یہ بن گیا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ رواداری رکھو، کسی سے حکموادمت، کسی کا جواب مت دو حق بھی دی ہو جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، کسی کا رد نہ ہونا چاہئے، دوسرا تمہارے بارے میں کچھ بھی کہے تمہارے دین و ایمان پر اس کا حملہ خواہ کتنا ہی شدید ہو، تم فاعلوں رہو، وقت کا یہی تقاضا ہے، امت کی فلاح اسی میں ہے، اتحادین المسلمین میں تمہاری باتوں سے فرق نہ پڑے۔

مگر مولانا غازی پوری اس قسم کی رواداری جو فی الاصل ایک قسم کی بکواسیہ قسم کی دینی مہینت ہے۔ کو پسند نہیں کرتے، مولانا موصوف اس صفت کے علمائے میں سے ہیں جو باطل کو اسی کے انداز میں ختم کر دینا چاہتے ہیں، اگر تم کو خدا و رسول، صحابہ کرام، اسلاف امت، مجاہدین اسلام اور اللہ کے لئے جینے مرنے والوں کا پاس دلچاظا نہیں ہے تو تم ہم سے بھی توقع نہ رکھو کہ ہم تمہارا کسی بھی درجہ میں پاس دلچاظا رکھیں گے۔ مولانا غازی پوری کا یہی کہنا ہے اور ان کا اسی پر عمل بھی ہے۔

اپنی ذات کے بارے میں تو آدمی رواداری برت سکتا ہے، دوسروں کا ظلم برداشت کر لے گا، لیکن دین و ایمان، عقیدہ و مسلک، مذہب و مشرب کے سلسلہ میں کسی طرح کی رواداری برتنا مولانا غازی پوری کے مزاج کے بالکل خلاف بات ہے، وہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر عقیدہ و مسلک پر حملہ، اکابر امت کی شان میں گستاخیاں قطعاً نہیں برداشت کر سکتے۔ موجودہ زمانہ کے مولفین و مصنفین اور اصحاب دعوت و عزیمت کے مابین مولانا غازی پوری اپنے اس وصف خاص میں ہماری جماعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

مولانا غازی پوری مدظلہ کی بیش نظر کتاب ”غیر مقلدین کیلئے لمحوں کی“

جو صرف دو ہفتہ میں مکمل ہوئی ہے، رد غیر مقلدیت میں ان کی پانچویں اور پانچویں انداز کی بالکل انوکھی کتاب ہے، اس کا اسلوب بھی مولانا نے عوام کی خاطر سوال و جواب کا رکھا ہے۔

ایک غیر مقلد صاحب کو تبلیغ کا شوق ہوا، انھیں پتہ چلا کہ خدائی پورہ نامی گاؤں میں مسکین حدیث کی آبادی ہے اور یہ وہی مسکین حدیث ہیں جو کمی غیر مقلد تھے، تقلید کا انکار کرتے کرتے وہ مسکین حدیث دست ہو گئے ہیں۔ انھیں مسکین حدیث کو پھرے "جماعت الحمد للہ" میں لانے کا جذبہ تھا، وہ غیر مقلد صاحب اپنے تبلیغی ساز و سامان کے ساتھ خدائی پورہ گاؤں میں پہنچے اور گاؤں کے چودھری سے ملاقات کی، گاؤں کے چودھری اور ان غیر مقلد مبلغ صاحب کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اسی گفتگو کو مولانا غازی پوری کے پربہار وسیال قلم نے ضبط کیا ہے۔

اس گفتگو میں کیسے کیسے علمی نکات اٹھائے گئے ہیں، گاؤں کے چودھری نے کس طرح سے بات میں سے بات پیدا کی ہے، غیر مقلدین علماء کی کتابوں سے کیسی کیسی نایاب باتیں ڈھونڈ نکالی ہیں، ان کی علمی خیانتوں کو گاؤں کے چودھری نے کتنے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے، احناف کے خلاف غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات کتنے علمی انداز کے اور مسکت ہیں، صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کے عقیدہ و عمل کی تفصیل، محدثین کرام کے بارے میں ان کے دور خپن کی گفتگو پر سیر حاصلی بحث ضعیف حدیث سے استدلال کی بحث، غیر مقلدین علماء کی محدثین کے بارے میں متغداد باتیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں مقام ان کے ضعیف کہے جانے پر گفتگو، ان تمام امور پر گاؤں کے چودھری نے مفصل اور ٹھوس بحث کی ہے۔ اور بالآخر وہ مبلغ صاحب جو تبلیغ کا جذبہ لے کر اس گاؤں میں پہنچے تھے اس اعتراف کے ساتھ اس گاؤں سے واپس ہوئے کہ

ان کے علماء اور جماعت اہل حدیث کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں، نہ سب
 اہل حدیث، متفاد خیالات، غلط افکار اور باطل عقیدوں کا مجموعہ ہے۔
 غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کے مابین مناظرہ گفتگو کی یہ روداد
 بڑی دلچسپ ہے پڑھئے اور لطف اٹھائیے، اس روداد کو ضبط کرنے والا مولانا
 غازی پوری کا تسلیم ہے جس کی کاٹ سے فرقہ غیر مقلدین کا ہر شخص گھبرایا ہوا ہے۔
 غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کا یہ مناظرہ حقیقی ہے یا محض تصوراتی
 اس بحث میں آپ نہ پڑیں، مولانا غازی پوری کے اس اچھوتے انداز کی داد
 دیں جنھوں نے اپنی اس تحریر میں بہت سی خالص علمی باتوں کو پانی کر کے
 حق کو دن کے اُجلے کی روشنی میں رکھ دیا ہے۔

مولانا غازی پوری مدظلہ نے اپنی اس کتاب میں بطور خاص تحفۃ الاحوذی
 جو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی ترمذی کی مشہور شرح ہے اور انھیں کی ایک
 دوسری کتاب البکار المنین جس کو مولانا مبارکپوری صاحب نے عارف باللہ علامہ
 شوق نیسوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آثار السنن اور التعلیق الحسن کے جواب
 میں لکھا تھا، کو سامنے رکھا ہے اور مبارکپوری صاحب کی انھیں مذکورہ دونوں
 کتابوں کی روشنی میں گفتگو کی ہے۔

تحفۃ الاحوذی اور البکار المنین یہ دونوں وہ کتابیں ہیں جن کو جماعت
 اہل حدیث کے لوگ یہی غیر مقلدین کا فرقہ علم و تحقیق کی دنیا میں شاہکار سمجھتے
 اور ان کتابوں کے بارے میں ان کے خیالات بڑے غلو آمیز ہیں، وہ ان دونوں
 کتابوں کو فن حدیث میں بحث و تحقیق کا آخری اور انتہائی معیار قرار دیتے ہیں۔
 مگر یہ دونوں کتابیں کتنے علمی معیار کی ہیں اس کا اندازہ آپ اس پیش نظر
 کتاب غیر مقلدین کے لئے ملے گا۔ سب سے کہیں گے، گاؤں کے چودھری
 نے ان کتابوں کی حقیقت کو خوب خوب وضع کیا ہے، جو لوگ اس کتاب کو

غور سے پڑھیں گے اور گاؤں کے چودھری کی بات کو کھلے ذہن سے سنیں گے ان کی نگاہ میں ان کتابوں کا وہ معیار باقی نہیں رہے گا جس کا غیر مقلدین فرقہ بہت شور مچائے ہوئے ہے۔

محض دو ہفتہ کی مختصر سی مدت میں اتنی قیمتی، دلچسپ معلومات آفریں اور اسلوب و لہجہ کے اعتبار سے بالکل نئے انداز کی کتاب کا پیش کر دینا یہ مولانا غازی پوری مدظلہ کا ایسا علمی کمال ہے جس کی نظیر موجودہ اہل مسلم اور اہل علم جماعت میں نایاب اگر نہیں تو کیا بضرور ہے۔

مولانا موصوف جب اپنی بیٹھک میں قلم لے کر اور کتابوں کے ڈھیر کے بیچ بیٹھ جاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں، پسندہ پسندہ گھنٹہ گھنٹہ لکھنا اور پڑھنا ان کا معمول بن جاتا ہے، مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تقریباً موقوف رہتا ہے، انکی تازہ عربی کتاب دفعۃً مع معارضی شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب والامراء السعودیین جکی اس وقت عرب دنیا میں دھوم ہے اس کو انھوں نے صرف بائیس روز کی مختصر سی مدت میں کھدیا تھا، ان کی پہلی دونوں کتابیں دفعۃً مع الامذہبیہ اور مسائل غیر مقلدین ان دونوں کا حجم تقریباً چار چار سو صفحات کا ہے۔ تین تین ہرینہ کی قلیل مدت میں ان کے قلم سے وجود میں آگئی تھیں اور بچہ ماہ کے اندر اندر یہ دونوں کتابیں کتابت و طباعت کے سارے دشوار گزار مراحل کو پار کر کے اہل علم کے حلقوں میں پھیل گئیں اور آج ان کتابوں کی گونج ہندوپاک بلکہ کہئے کہ عرب و عجم کے علمی حلقوں میں ہے، غیر مقلدین کی ڈائری نامی کتاب بھی اس بیچ تیار ہوگئی ادب وہ بھی شائع ہو کر عوام کے ہاتھ میں ہے۔

ایک سال کی مختصر سی مدت میں پانچ علمی کتابوں کا (طویل سفر کے باوجود) وجود میں آجانا اور ان کا علمی حلقوں میں اس سرعت سے پھیل جانا یہ مولانا مدظلہ

کے ساتھ خاص عنایت الہی کی بات ہے ، علم و قلم کی دنیا میں بہت دنوں کے بعد اگر طرح کا نمونہ دیکھنے کو ملا ہے۔

یقیناً کوئی غیبی طاقت و قوت ہے جو مولانا موصوف سے اس انداز میں کام لے رہی ہے ، بعض رویائے صالحہ اور مبشرات سے اس کی تائید بھی ہو رہی ہے۔

مکتبہ اثریہ غازی پور کوئی تمہارتی ادارہ نہیں ، نہ اس کا اپنا کوئی سرمایہ ہے اس کی کل پونجی تو کل علی اللہ اور اکابرین کی دعائیں ہیں ، یہ محض نصرتِ غیبی اور تائید الہی ہے کہ ایک سال میں مکتبہ اثریہ سے پانچ کتابیں شائع ہو گئیں ہم خدام مکتبہ اثریہ اس تائید الہی اور نصرتِ غیبی پر اپنے خالقِ مالک کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا غازی پوری مدظلہ کی صحت و عافیت میں برکت دے ، ان کے قلم کی تازگی و شادابی باقی رکھے اور ان کو ہر طرح کے فتنوں اور کائیدین و حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے۔

ہم اپنے ناظرین سے بطور خاص درخواست کریں گے کہ وہ مولانا موصوف کی درازی عمر و صحت و عافیت میں برکت کی دعا فرمائیں۔

نقطہ

نور الدین نور اللہ غلپسی

خادم مکتبہ اثریہ غازی پور

۱۶ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء

مقدمہ از مؤلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک غیر مقلد مضمون نگار نے بنارس سے شائع ہونے والے پرچہ محدث میں میرے ایک مضمون کا جواب لکھتے ہوئے عمر و ماضی کی مشہور علمی شخصیت، مشہور محدث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے خاص غیر مقلدانہ انداز میں نہایت ناروا تبصرو کیا اور ان کی علمی تحقیقات کا استہزاء کے انداز میں ذکر کرتے ہوئے مذاق اڑایا۔

حضرت محدث اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام اہل علم سے مخفی نہیں، صرف ان کے علمی مقامات ہی کی نہیں بات ہے وہ دور ماضی کے کالمین میں سے تھے، پوری زندگی ان کی خدمت حدیث کرتے گزر گئی، دن رات وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے محو گفتگو رہے، دنیا ان کی نگاہ میں محض ہرج مہج، قناعت و توکل علی اللہ ان کا سرمایہ تھا، ان کے جنازہ میں لوگوں کی لاکھوں کی تعداد میں ماضی اس بات کی کافی شہادت ہے کہ وہ اللہ کے محبوب و مرضی تھے۔ ایسے اللہ والے کا مذاق اڑانا اگرچہ غیر مقلدین کے نزدیک معمولی اور عابث بات ہو مگر اہل بعیرت کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اور کمال یہ ہے کہ اس مضمون نگار نے جس شامی غیر مقلد محدث امام الدین ابابائی نامی کے مقابلہ میں حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا سمریہ کیا تھا، حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مختصر سی تحریر، الابابائی شد ذودہ و اخطا فہ، نے عرب نیایش

اس کی ایسی مٹی پلید کی کہ کل کا وہ مشہور محدث آج گمنام ہو کر رہ گیا ہے ،
اور اب کسی کو اس کی کسی تحقیق پر بھروسہ باقی نہیں رہا ۔

ایک طرف غیر مقلدین دوسری جماعت کے علماء کے خلاف ہر طرح کی بدتمیزی
رہا رکھتے ہیں اور دوسری طرف اپنے علماء کے بارے میں انکا زعم یہی ہوتا
ہے کہ ان کی تحقیقات بڑی اونچی اور علمی ہوتی ہیں ، ان کی تعریف میں زمین
و آسمان کے قلابے ملانا ان کی عادت ہوتی ہے ۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے بارے میں غیر مقلدین کا یہ تصور ہے
مگر کیا ان کا یہ تصور سونی صد درست بھی ہے ؟ میں نے اپنی اس کتاب میں
اسی کو ظاہر کیا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی ۔ تحقیقات
حدیثیہ کا معیار وہ نہیں ہے جو غیر مقلدوں کا گمان ہے ۔ مولانا مبارکپوری
کے علم و کمال کی بات تو الگ ہے دیانت و ثقاہت میں بھی ان کا مقام بہت
فرد تر ہے ۔ ان کے اصحاب پر غیر مقلدیت پورے طور پر چھائی ہوئی تھی ،
جس کی زد میں صحابہ سے لے کر تابعین و تبع تابعین سب ہوتے تھے دیگر محدثین
و علماء امت کی بات تو الگ رہی ۔

احادیث کے رد و قبول اور محدثین کی توہین و تعدیل کے بارے میں
ان کے یہاں انصاف کی بہت کمی نظر آتی ہے ، ان کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ان پر صرف ایک فکر چھایا رہتا ہے کہ وہ صرف اسی بات کو قبول
کریں گے جس کو ان کا مزاج قبول کرے گا ، خواہ وہ بات کتنی بھی نامعقول
ہو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے اس مزاج کو سمجھنے کے لئے ان کی تحفۃ الاحوذی
اور بطور خاص ابکار المنن کا مطالعہ کرنا چاہئے ۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی تحریرات میں جو ان کی علماء شان کے بالکل
خلاف بات نظر آتی ہے ، وہ دوسروں کے مقابل میں ان کے لب و لہجہ کا

انداز ہے ، دوسروں کا ذکر اور خصوصاً احاف کا ذکر وہ بہت مختصر کے انداز میں کرتے ہیں۔ جو ہم جیسوں کے لئے تو نہیں کہ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا مگر مولانا مبارکپوری جیسے باوقار عالم کی شان کے بالکل خلاف بات ہے مثلاً دیکھئے ایک جگہ اپنی ابکاریں احاف کے بارے میں لکھتے ہیں :

قلت : کل من خصص هذا الحديث فله دليل من
الاحاديث النبوية الا الحنفية ، فلا دليل لهم الا الروا
(ابکار ۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جس نے بھی اس حدیث کو خاص کیا ہے اس کے پاس حدیث نبوی سے کوئی نہ کوئی دلیل ہے ، بجز حنفیہ کے کہ ان کے پاس کچھ نہیں بس رائے ہے۔
ایک جگہ علامہ نیوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

واما قوله : بينهما محمد بن اسحق ادعاء محض
لادليل عليه بل هو عندى كذب صريح (ابکار ۴)
یعنی نیوی کا یہ کہنا کہ ان دونوں کے درمیان محمد بن اسحق ہے محض ایک دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہے بلکہ وہ مرتجح جھوٹ ہے۔

حالانکہ مولانا مبارکپوری کی علامہ نیوی کے خلاف یہ محض شعور آشوری اور ابن ترائی ہے ، اس لئے کہ علامہ نیوی کی یہ بات بلا دلیل نہیں با دلیل ہے ، اور ان کی یہ بات مرتجح جھوٹ نہیں مرتجح سچ ہے۔ اور اگر یہ مرتجح جھوٹ ہے تو یہ مرتجح جھوٹ علامہ نیوی نے نہیں بلکہ حافظ ابن حجر نے بولا ہے ، دیکھئے ابکار کا غیر مقلد محشی مسلح کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے ،

قلت قال بالحافظ ابن حجر في تهذيب التهذيب (۱۲/۳):
وقيل بينهما محمد بن اسحق (ابکار ۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر تہذیب میں کہا ہے کہ -
 .کہا یہ گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان محمد بن اسحق ہے ۔
 ایک جگہ لکھتے ہیں :

قلت : قول النعمی فی اسنادہ نظر مبني علی سوء
 فہمہ (ص ۳۴۰ ابکار)

یعنی میں کہتا ہوں کہ نعمی کا یہ کہنا کہ اس کی اسناد میں نظر ہے اگلی
 پر مبنی پر مبنی ہے -
 ایک جگہ علامہ حافظ عینی کے متعلق لکھتے ہیں :

وهذا العيني الذي يجمع بين الغث والسمين (ابکار ص ۳۸۶)
 یعنی یہ عینی ہے جو ہر طرح کی اور ادھر ادھر کی باتیں جمع کرتا ہے -
 ایک جگہ لکھتے ہیں :

لم يدر معنى المعاصرة فلذا لك تفوذا ما تفوذا (ابکار ص ۴۷۵)
 یعنی نعمی کو معاشرہ کے معنی کا پتہ نہیں لگا ، اسی وجہ سے جو کچھ لکھا
 ایک جگہ فرماتے ہیں :

قلت : قول النعمی هذا مبني علی قوط تعصبه بلامرية (ابکار ص ۴۵۰)
 یعنی میں کہتا ہوں کہ نعمی کی یہ بات بلاشبہ بہت زیادہ تعصب
 پر مبنی ہے -

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ :

فلاستيناس للقول المذكور فعل من

لا النسبة له بفن الحديث (ابکار ص ۴۰۶)

یعنی نعمی کا قول مذکور سے نسبت حاصل کرنا اس آدمی کا کام ہے
 جس کو فن حدیث سے کوئی نسبت نہ ہو -

غرض اس طرح کی غیر علمی اور دقت کے خلاف باتیں احناف کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی کتابوں میں جگہ جگہ ملتی ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ مولانا مبارکپوری کی ان دونوں مایہ ناز کتابوں تحفہ بیکار پر ایک نظر ڈالی جائے، تاکہ مولانا مبارکپوری صاحب کی خود علمی قابلیت کا ادب علم حدیث و فن حدیث سے ان کی انسیت کا قارئین کو کچھ اندازہ لگے، اور ان کتابوں کے بارے میں جماعت غیر مقلدین کا جزم علم ہے وہ کتنا باطل ہے، اس کا احساس خود اس جماعت کے لوگوں کو بھی ہو جائے۔

اس لئے اس کتاب میں غیر مقلدین کے لئے ملحوظ کردہ ہے، میں میں نے خاص طور پر تحفہ اور بیکار ہی سے استفادہ کیا ہے۔

اس کتاب میں بہت سے نئے مباحث آگئے ہیں جن کا ذکر غیر مقلدیت کے رد کے سلسلہ کی میری سابقہ چاروں کتابوں میں نہیں ہے، انشاء اللہ قارئین ان مباحث سے محفوظ ہوں گے۔

اس کتاب کا انداز بھی میں نے بدل دیا ہے کہ خالص علمی گفتگو کا بارعام ذہنوں پر کم سے کم پڑے اور قارئین کی طبیعت کی تازگی و نشاط باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کیسے شکر ادا کروں کہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی یہ کتاب صرف دو ہفتہ بلکہ دو ہفتہ سے ایک روز کم ہی میں مکمل ہو گئی۔

اللہم لا احصى ثناء عليك انت کما اشیت علی نفسك
اب خدا نے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو عامۃ الناس کے لئے
مفید بنائے، اور غیر مقلدیت جو سلفیت کے نا پرادر بدیسی سرمایہ کے بل بوتہ پر بڑی تیزی
سے پھیل رہی ہے اس کا زور کم کرنے کیلئے اس کتاب کو ایک اچھا ذریعہ بنادے۔

آمین یا رب العالمین
محمد ابو بکر غازی پوری
۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء شنبہ

غیر مقلد مبلغ کو تبلیغ کا شوق

ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے ایک غیر مقلد بھائی کو تبلیغ کا شوق پیدا ہوا۔ اشارۃً ایک بڑے جامعہ سلفیہ کے فارغ التحصیل مدیث ہیں ڈاکٹریٹ کی بھاری بھر کم ڈگری بھی ان کے پاس تھی۔ شکل و صورت بھی اس لائق تھی کہ وہ تبلیغ کا اہم فریضہ انجام دے سکیں۔ لباس بھی وہ عام غیر مقلدین علماء کے خلاف عالمانہ پہنتے تھے۔ یعنی سر پر عمامہ رکھتے تھے۔ قمیص ان کی ناف سے ذرا نیچے رہا کرتی تھی۔ تہ بند عین سنت کے مطابق کالا اور نصف ساق تک۔ ڈاڑھی بھی غیر مقلد علماء کی عادت کے برخلاف قابل لحاظ حد تک دراز بلکہ دراز در دراز تھی یعنی اتنی دراز کہ قمیص کے دامن کو چھونا چاہتی تھی، غرض شکل و صورت اور لباس و ہیئت کے اعتبار سے وہ مبلغ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ ان کو بھی تبلیغ کا شوق پیدا ہوا لیکن سوال یہ تھا کہ تبلیغ کس کو کی جائے۔

ان کے گھاؤں کے پاس ایک دوسرا گھاؤں تھا۔ گھاؤں تو لوگ اسکو یہ کہہ دیتے تھے حقیقتاً وہ ایک قصبہ تھا کسی زمانہ میں گھاؤں رہا ہو گا۔ غیر مقلد مبلغ بھائی کو معلوم تھا کہ اس گھاؤں میں کسی زمانہ میں خالص "اہلسنت" یعنی "اہل حدیث" یعنی غیر مقلد لوگ رہتے تھے۔ لیکن ادھر چند سالوں سے گھاؤں کے تمام غیر مقلدین اہل قرآن یعنی مسکین حدیث ہو گئے ہیں۔

اس کا چرچا دوسروں تک تھا کہ خدائی پورہ نام کا گاؤں جو کسی زمانہ میں غیر مقلدین کا گڑھ تھا اب منکرینِ حدیث کا گڑھ بنا ہوا ہے۔

ہمارے غیر مقلد بھائی کو یہ خبر تھی۔ چنانچہ انھوں نے اپنا شوقِ تبلیغ پورا کرنے کے لئے اس گاؤں کا انتخاب کیا۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ چونکہ اس گاؤں کے لوگ انکار، تقلید سے، انکار سنت، کی طرف آئے ہیں اس لئے ان کو پھر سے اپنے دین میں بزورِ تبلیغ واپس آسانی سے لایا جاسکتا ہے۔ حدیث میں پی ایچ ڈی کی جو ڈگری میرے پاس ہے وہ ہمارے لئے اور ہماری تبلیغ کیلئے ایک مضبوط سہارا ثابت ہوگی۔

غیر مقلد مبلغ کی تبلیغ کیلئے منکرینِ سنت کے گاؤں میں قدم رنجہ فرمائی

چنانچہ ایک روز وہ پورے تبلیغی ساز و سامان کے ساتھ یعنی بخاری مسلم، قاضی شوکانی کی نیل الاوطار، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری محدث کی تحفہ الاحوذی، اور ابکار المنن اور مولانا امرتسری شیخ الاسلام کی کتابیں نیز نواب وحید الزماں حیدر آبادی مرحوم کی نزل الابرار، کنز الحقائق، ہدیۃ المہدی وغیرہ وغیرہ جن سے تبلیغ کی جاسکتی تھی (۱) وہ غیر مقلد مبلغ صاحب نے کہ اس گاؤں خدائی پورہ میں پہنچے۔ انھوں نے گاؤں کے کچھ مقتدر لوگوں سے ملاقات کی، ان کی باتیں سن کر ہمارے مبلغ غیر مقلد بھائی

۱) کسی خاص مصلحت سے وہ قرآن پاک اپنے ساتھ نہیں لے جاتے تھے جس کا ان اہل قرآن نے بہت برا مانا تھا کہ آپ بندوں کی ساری کتاب اٹھا لائے اور خدا کی کتاب کو بھول بیٹھے۔

کو یہ معلوم کر کے بڑا رنج ہو اگر یہ گاؤں جو کبھی انکار تقلید کی آواز سے گونجا کرتا تھا اور یہاں کی انٹی فیصد آبادی ۔ اہل حدیث ، یعنی منکرین تقلید کی تھی آج یہ پوری اسی فیصد کی آبادی اہل قرآن یعنی منکرین سنت و حدیث کی ہے اور اس بستی کے بیس فیصد مسلمان جو کسی مذہب خاص کے مقلد تھے اور ان میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو مذہب حنفی کے مقلد تھے ۔ بس یہی بیس فیصد مسلمان دین اسلام پر قائم ، مسجدوں کو آباد کرنے والے ، نماز روزہ کے پابند رہ گئے ہیں ۔ ان پر منکرین حدیث کا کوئی جادو نہیں چل سکا ۔ اپنے دین سے مرتد ہونے والے اور شریعت اسلام اور سنت رسول اللہ کا مذاق اڑانے والے یعنی ۔ اہل قرآن ، صرف یہی ہوئے جو کبھی ” انکار تقلید “ کی نعمت سے محروم تھے ۔

ہمارے اس غیر مقلد مبلغ بھائی کو ان باتوں کے جاننے سے بڑا شاک لگا اور ان کا عزم تبلیغ پختہ ہو چکا تھا اور انھوں نے ٹھان لی کہ ان منکرین حدیث کو پھر سے منکرین تقلید بنا کر ہی دم لوں گا ۔ اور اس وقت تک اپنے سرے تبلیغ والا عامہ اتار دوں گا نہیں جب تک کہ میں اس ہم کو سر نہ کر لوں (۱)

غیر مقلد مبلغ کی گاؤں کے چودھری سے ملاقات

ہمارے ان غیر مقلد مبلغ بھائی نے اپنے اس پختہ عزم و ارادہ کے ساتھ اور تبلیغ کے پورے ساز و سامان کے ساتھ (یعنی انھیں کتابوں کے ساتھ

(۱) ناظرین کلام کے ذہن میں رہے کہ ہمارے غیر مقلد بھائی ” انشاء اللہ “ کہتا بھول گئے تھے کسی مصلحت خاص سے قصداً نہیں کہا آخر حدیث میں H-D-P تھے ۔

جودہ اپنی تبلیغی ہم سفر کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تھے) گاؤں کے ان ذمہ داروں سے ملنے کا ایک نقشہ مرتب کیا جن سے اس مسئلہ خاص میں گفتگو کی جاسکتی تھی۔ انھیں معلوم ہوا کہ گاؤں کا چودھری اگر قابو میں آجائے تو پورے گاؤں کے لوگوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤں کا یہ چودھری نہ کہیں کا فاضل ہے نہ اس کے پاس حدیث میں ڈاکٹریٹ کی کوئی سند ہے۔ یہ جان کر ان کو خاصا اطمینان ہوا انھیں یقین تھا کہ جاہل چودھری کو قابو میں کر لینا اور اپنی علمی و حاکم سے اس کو مرعوب کر کے اپنی بات منوا لینا کوئی بڑا مشکل کام بھی نہیں ہوگا۔ چنانچہ غیر مقلد مبلغ بمقام نے چودھری سے ملاقات کی اور اپنی بات یوں شروع کی۔

غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کی ملاقات

چودھری صاحب میں آپ کے پڑوسی گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ہندوستان کے مشہور جامعہ سلفیہ کا فارغ ہوں۔ اور میں نے علم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یعنی P. H. D. ہوں۔

چودھری۔ جی ہاں آپ کے بڑے جامعہ سلفیہ سے فارغ ہونے اور صاحب علم ہونے کا اندازہ تو آپ کے اس بڑے عمامہ اور ریش دراز اور آپ کی شکل و صورت ہی سے ہو رہا ہے۔ فرمائیے کیسے تشریف لائے۔

غیر مقلد مبلغ۔ جناب چودھری صاحب میں نے سنہ ۱۹۸۰ء سے کچھ روز پہلے اس گاؤں کی اکثر آبادی، اہل حدیث، کئی لیکن آج میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ جتنے اہل حدیث تھے وہ سب کے سب منکرین حدیث اور منکرین سنت ہو گئے ہیں۔ آخر یہ حادثہ کیسے رونما ہوا۔ دین حق کو چھوڑ کر دین باطل اختیار کرنے کا سبب کیا بنا۔ لوگ روشنی میں تھے۔ انھوں نے اس تاریکی کو

۱۔ مبلغ صاحب کو کسی نے چودھری کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی۔ اگر مبلغ صاحب بی بی بی ڈی تھے تو وہ منکرین سنت کے جامعہ قرآن کا بہت آہنی قسم کا فاضل تھا۔

کیسے پسند کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ”اہل قرآن“ کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہے۔ وہ حدیث رسول کا انکار کرتی ہے۔ رسول اللہ کی سنت سے منہ موڑتی ہے۔ نام قرآن کا لیتی ہے لیکن اس کا عمل قرآن پر بھی نہیں ہوتا ہے۔ قرآن میں صاف صاف ہے۔ ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“ وہ قرآن کے پہلے جز کو مانتی ہے لیکن اس کے دوسرے جز کو نہیں مانتی۔ جس میں اطاعت رسول کا حکم ہے وہ حدیث و سنت کا انکار کر کے مرتکب حکم خداوندی کی مخالف بنی ہوئی ہے۔ ہدایت کے بعد گمراہی کا یہ راستہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے بھی اختیار کر رکھا ہے۔ کیوں آپ لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ گمراہی سے نکلے۔ ہدایت کا راستہ اختیار کیجئے۔

پہ جو دھری صاحب آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ اگر گمراہی کا راستہ آپ نے چھوڑ دیا تو مجھے یقین ہے کہ گھاؤں کے بہت سے لوگ آپ کی تقلید کریں گے اور سب اندھیرے سے روشنی کی طرف، ضلالت سے ہدایت کی طرف، بدعت سے سنت کی طرف، باطل سے حق کی طرف آجائیں گے۔ اور ان سب کے ہدایت پانے کا ثواب آپ کو ملے گا۔

پہ جو دھری۔ جناب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت فرمائی۔ مگر مولانا مجھے آپ کا تبلیغ کا یہ انداز پسند نہیں آیا۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کتاب و سنت کے ماننے والے ہیں مگر آپ نے اپنی اس دعوت و تبلیغ میں نہ کتاب اللہ کی ہدایت پر عمل کیا اور نہ سنت رسول اللہ کی رعایت کی۔ دیکھئے قرآن کہلے۔ اذْعِ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ فَنُجَادِلْهُمْ بَالِغِي الْأَحْسَنِ۔

آپ نے مجھے تبلیغ کرنے میں قرآن کے اس ارشاد کی صریح خلاف ورزی کی۔

آپ نے ہم اہل قرآن کو جو سراسر ہدایت پر ہیں گمراہ کہا۔ ہمارے مذہب کو باطل کہا۔ ہمیں تاریکی میں مبتلایا حالانکہ ہم از سر تا پا روشنی میں ہیں آپ نے سنت رسول اللہ کی بھی مخالفت کی۔ رسول اللہ تو اپنے مخالفوں سے بڑی نرمی سے پیش آتے تھے۔ گمراہوں کو بھی وہ ڈائریکٹ گمراہ نہیں کہتے تھے۔ اور آپ نے ہم اہل حق اور ہدایت یافتہ جماعت کو گمراہوں کی جماعت قرار دے دیا۔ ہمارے یہاں نظام الدین دہلی کی تبلیغی جماعت بھی آتی ہے۔ اس میں علماء بھی ہوتے ہیں۔ جدید علوم کے ماہرین بھی ہوتے ہیں۔ آپ جیسے ڈاکٹرس بھی ہوتے ہیں۔ مگوان کے تبلیغ کا انداز تو بہت معصوم ہو تلہے نہ کسی کو گمراہ کہتے ہیں نہ کسی کو اہل باطل قرار دیتے ہیں۔ بہت نرم انداز اور محبت کے لب و لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ مولانا مجھے معاف فرمائیں۔ غالباً آپ اس تبلیغ کے میدان میں نئے اترے ہیں۔ آپ نے جو گفتگو فرمائی ہے اس میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اہل قرآن کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہے، تو جب قرآن والوں کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہو سکتی ہے تو پھر حدیث والوں کی عمت گمراہوں کی جماعت کیوں نہیں ہو سکتی۔ آپ کو تو خود معلوم ہے کہ قرآن کا نمبر خدا کے دین میں اول ہے اور حدیث کا نمبر دوسرے درجہ میں ہے تو اگر نمبر اول والے ہدایت یافتہ نہ ہوں گے تو نمبر دوم والے کیوں کہ ہدایت پالنے والے ہوں گے۔

آپ نے ہمارے اوپر ایک الزام یہ بھی رکھا ہے کہ ہم حدیث اور سنت کا انکار کرتے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو ہمارے مذہب کا پتہ ہی نہیں۔ ہم لوگ تو حدیث و سنت کو دانتوں سے پکڑتے ہیں بشرطیکہ وہ حدیث و سنت ثابت بھی ہو۔ اور اس کے ثبوت میں کوئی شبہ نہ ہو۔ دلیل قطعی سے

معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ کے رسول کی حدیث یا اللہ کے رسول کی سنت ہے آپ ہمارے سامنے قطعی ثبوت کے ساتھ کسی حدیث کو پیش کیجئے۔ بلاشک و شبہ طریقے سے کسی سنت کو ثابت کیجئے۔ جس طرح قرآن متواتر طریقے سے بلا کسی شک و شبہ کے خدا کی کتاب ثابت ہے۔ اسی طرح اگر حدیث و سنت کا بھی ثبوت مل جائے تو ہم اس پر ضرور عمل کریں گے۔ یہ ہمارے خلاف اور جماعت اہل قرآن کے خلاف بالکل جھوٹا پردہ بگنڈہ ہے کہ ہم حدیث و سنت کو نہیں مانتے۔ ہمیں پورے ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث بھی اور پورے ذخیرہ سنت میں ایک سنت بھی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ملی کہ وہ حدیث رسول یا سنت رسول ہے کہ ہم لوگ اطمینان قلب اور انشراح صدر کے ساتھ اس پر عمل کر سکیں۔

گمراہی کے راستے سے ہدایت نہیں مل سکتی

اور مولانا آپ کی گفتگو کا آخری حصہ تو میرے لئے بڑا تعجب خیز ثابت ہوا جس نے میرے ہوش و حواس گم کر دیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے خیال کے مطابق گمراہی کا راستہ چھوڑ دوں تو دوسرے بھی میری تقلید کریں گے اور سب کے سب ضلالت سے ہدایت کی طرف تاریکی سے روشنی کی طرف باطل سے حق کی طرف، بدعت سے سنت کی طرف آجائیں گے۔

ایک طرف تو آپ حضرات تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے نزدیک تقلید کے یہ بیش بہا فوائد بھی ہیں۔ براہ کرم ذرا اس کی وضاحت فرمائیے کہ شرک کے راستے سے جو ہدایت ملے گی کیا اسے ہدایت کہا بھی جائے گا۔ ؟

آپ کو جیسا کہ معلوم ہے اور آپ جس کو حادثہ قرار دے رہے ہیں

ہم سب لوگ منکرین تقلید تھے۔ اور اب بھی ہم منکرین تقلید ہیں۔ مگر اب ہم روشنی میں ہیں، اہل حدیث نہیں، اہل قرآن ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام اہل حدیث ہو کر گزارے۔ ہم نے دیکھا کہ مذہب اہل حدیث تقادات کا مجموعہ ہے۔ نام یہ لوگ حدیث کا لیتے ہیں۔ مگر ان کا عمل کسی صحیح حدیث پر ہے نہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت ہیں مگر سنت سے ان کو بغض ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سلف کے طریقے پر ہیں مگر آج تک ان کے سلف کا یہ ہی نہیں لگا کہ یہ سلف کون لوگ ہیں جن کے طریقہ پر اہل حدیث ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ تقلید حرام ہے مگر یہ سب بڑے مقلد ہیں۔ ہم نے پرک پرک کر دیکھ لیا کہ غیر مقلدین نایاب گروہ سے بڑا کوئی مقلد ہے ہی نہیں۔

غیر مقلدوں نے اپنے متعدد نام رکھے جو اہل حق ہوئی علیٰ ہین

ہم نے دیکھا کہ آج تک خود ان کو پتہ نہیں کہ آخر ہم کیا ہیں۔ کبھی اپنے کو موحّد کہا، کبھی محمدی کہا، کبھی غیر مقلد کہا کبھی اہلسنت کہا کبھی اہل حدیث کہا کبھی سلفی کہا، کبھی اشری کہا، تو جماعت آج تک اپنا نام رکھنے میں اس قدر مضطرب ہو رہے ہیں کہ اپنے دین، اپنے مسلک اور اپنے مذہب میں کس قدر مضطرب ہو گئی، اور جس دین و مذہب میں اضطراب ہو اس کو اختیار کرنے میں اطمینان و الشرح کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔

اہل قرآن بھی تقلید کے منکر ہیں

ہم اہل قرآن ہیں۔ تقلید کا ہم بھی انکار کرتے ہیں۔ تقلید کو ہم بھی شرک سمجھتے ہیں۔ تقلید سے بری ہمارے نزدیک کوئی دوسری چیز نہیں، لیکن ہم آپ۔ اہل حدیث، لوگ کی طرح دوڑ خا پن اختیار نہیں کرتے کہ فقہار کی

تقلید کو تو شرک سمجھیں اور حرام کہیں اور محدثین کی تقلید کو جائز قرار دیں۔ اور
 دین سمجھیں۔ تقلید حرام ہے تو سب کی تقلید حرام ہوگی۔ فقہاء کی بھی اور محدثین
 کی بھی، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد کی بھی اور بخاری و
 مسلم ابن ہدیٰ اور ابونعیم بیہقی اور عالم محدثین کی بھی، تقلید کے انکاری اصل
 ہم ہیں اور ہماری جماعت اصل غیر مقلدین کی جماعت ہے۔ آپ لوگ جو خود
 کو غیر مقلد کہتے ہیں اس کا پجائی سے دور دور کا تعلق نہیں۔ ہم خدا کا شکر
 ادا کرتے ہیں کہ ہم اہل ہدیٰ ہیں اہل قرآن ہیں۔ ہمارے پاس دین معلوم
 کرنے کا جو ذریعہ ہے وہ قطعی و ناقلاً تردید اور بلا شک و شبہ ہے۔ اسلئے
 ہمارے بچنے کے کا کوئی سوال نہیں۔ مگر ابھی میں ہم نہیں آپ ہیں۔ تاریکی میں
 ہم نہیں جماعت اہل ہدیٰ ہے۔ خدا کیلئے مولانا ہم اصلی غیر مقلدین پر رحم فرمائیں
 اور ہم نقلی غیر مقلدین بنانے کی کوشش سے آپ باز آجائیں۔ ہمیں آپ کے
 مذہب و عقیدہ میں صرف تضاد نظر آتا ہے اور آپ لوگ کتاب و سنت کی
 پیروی نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں، کتاب و سنت کا نام تو
 آپ صرف دھوکہ دینے کیلئے زبان پر لاتے ہیں۔ ہم بھی اہل ہدیٰ تھے مگر ہم نے
 اپنی عقل اپنا ذہن کھلا رکھا تھا اور ہم نے بارہا تجربہ کیا کہ آپ لوگوں کا مذہب
 صرف تضاد اور ضد پر قائم ہے۔ اور پھر اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور آج ہم
 سب اور میرے گاؤں کے اکثر لوگ قرآن کی سیدھی راہ پر ہیں۔ آپ ہمیں
 راہ ہدایت سے ہٹا کر پھر مہلالت کے راستے پر اور ضد اور تضاد والے مذہب
 پر بلا رہے ہیں۔

غیر مقلد مبلغ:- آپ ہمارے مذہب حق کو بار بار تضاد اور ضد والا
 مذہب کہہ رہے ہیں حالانکہ ہم سلف کے طریقہ پر ہیں۔ کتاب و سنت کے
 ماننے والے ہیں۔ صحابہ کرام کے طریق پر ہیں۔ ہم اللہ کے رسول کی ہر سنت

کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ بدعت سے دور رہتے ہیں۔ تمام صحیح حدیثوں پر ہم عمل کرتے ہیں آپ ہمارے اس صحیح اور سچے مذہب کو تقنا و الا اور ضد والا مذہب کہتے ہیں۔ آپ نے ہمارے مذہب میں کیا تقنا دیکھا، اہل حدیث مذہب میں ضد کا عنصر آپ کو کہاں نظر آگیا؟

چودھری۔ مولانا ہم نے اہل حدیث مذہب میں وہ آپ لوگوں کو خوب جاننا اور پرکھنا ہے۔ آپ کا یہ دعویٰ کہ ہم سلف کے طریقہ پر ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ لوگ آجکل اپنے کو سلفی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ آپ کے مذہب میں جو تقنا اور اہل حدیثوں میں جو ضد ہے میں اس کو بعد میں ثابت کر دلا گا پہلے آپ کے اس دعویٰ پر نظر کرتے ہیں کہ آپ سلف کے طریقہ پر ہیں۔

غیر مقلدین سلف کے طریقہ پر نہیں ہیں

بتلائیے کہ صحابہ کرام کو سلف میں سے آپ شمار کرتے ہیں کہ نہیں۔ اور اگر وہ سلف نہ ہوں گے تو پھر کون سلف ہوگا۔ لیکن جماعت اہل حدیث کے بڑے علماء یہ اعلان کرتے ہیں کہ صحابہ کا قول و فعل حجت نہیں۔

نواب صاحب بھوپالی جن کا نام آپ لوگ بڑے بڑے القاب کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کو دین کا مجدد شمار کرتے ہیں۔ اپنی کتاب التاج المکمل کے صفحہ ۲۹ پر صاف صاف لکھتے ہیں۔ (دفعۃ المعابی لا یصلح حجة) یعنی صحابی کا فعل قابل حجت نہیں ہوتا۔

فتاویٰ تدریہ میں آپ کے شیخ اکل فی اکل مولانا سید نذیر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ :

زیرا کہ قول صحابی حجت نیست۔ ص ۲۲ جلد ۱

یعنی صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔
 تو آپ بتلائیے کہ جب آپ لوگوں کے یہاں نہ صحابی کا قول حجت
 ہے اور نہ ان کا فعل حجت ہے اور سلف کا جب نام لیا جائے تو اول نمبر پر
 نہی صحابہ کرام سلف ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ثابت ہوتا ہے
 کہ آپ سلف کے طریقہ پر ہیں۔

صحابہ کے قول و فعل کو حجت نہ ماننا ان پر بد اعتمادی کا اظہار ہے

مولانا صاحب ! آپ لوگ نام تو سلف کا لیتے ہیں۔ مگر ہمیں محسوس
 ہوتا ہے کہ سلف کا آپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں دیکھے آپ کے علماء کہتے
 ہیں کہ صحابہ کا قول و فعل حجت نہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ ان کو
 صحابہ کرام پر اعتماد نہیں نہ ان کے قول پر اعتماد ہے نہ ان کے فعل پر اعتماد ہے
 آپ صحابہ کرام کو مجرد الشہادۃ قرار دیتے ہیں اس سے بڑھ کر
 ان کی جناب میں گستاخی اور کیا ہو سکتی ہے۔

صحابہ کرام کے قول و فعل کا انکار بغض صحابہ کا منظر ہے

صحابہ کرام کے قول و فعل کا انکار شیعوں کا طریقہ ہے۔ شیعہ کھلے طور
 پر صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں۔ اور آپ کا صحابہ سے بغض رکھنا ڈھکے
 انداز کا ہے مگر بغض صحابہ کی بابت آپ اور اہل تشیع میں کوئی فرق نہیں۔
 صحابہ کرام کے قول و فعل کا وہ بھی انکار کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اسے حجت
 تسلیم نہیں کرتے۔ بتلائیے کہ آپ اور شیعوں میں اب کیا فرق رہا۔ حقیقت
 یہ ہے کہ صحابہ کے قول و فعل کو حجت نہ ماننا بغض صحابہ کا منظر ہے۔

غیر مقلدین علمائے صحابہ کرام کو فاسق کہا ہے

اور آپ لوگوں کو یہ بھی بتانا چاہیے کہ آپ کے علمائے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو فاسق کہہ دیا ہے یہ جواب اپنے ساتھ اپنی کتابوں کا ایک ستر گھڑ لائے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں ایک کتاب کا نام نزل الابرار بھی لکھا ہے یہ وہی کتاب ہے جس کے بارے میں آپ کے جامعہ سلفیہ بنارس کی مطبوعہ کتاب - جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمت - میں باریں الفاء تعارف کرایا گیا ہے۔

• نزل الابرار من فقہ النبی الختم ارسلہ اول قد لو صفحات ۲۹۲۔ مصنف الشیخ العلام نواب وحید الزمان حیدرآباد مطبع سید لطیف بندس مطبع اول ۱۳۲۸ھ یہ کتاب بھی فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہے اور علوم میں بہت مقبول ہے۔ اس فقہ اہل حدیث دلی اہل احکام میں بہت مقبول کتاب میں لکھا ہے دمنہ یعلم ان من العصاة من هو فاسق کالولید و مثله یقال فی حق معادیہ و عمر و معنیرۃ و سمرۃ ۱۳۲۹ھ

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسے ولید اور اس کے من کہا جائے گا معادیہ، عمر، معنیرہ، اور سمرۃ کے حق میں (کہ یہ تمام صحابہ بھی فاسق ہیں)۔

بتلائیے کہ صحابہ کرام کے بارے میں آپ کے عقیدہ اہل شیعوں کے عقیدہ میں کیا فرق ہے۔ صحابہ کو شیعہ بھی بُرا بھلا کہتے ہیں اور جماعت اہل حدیث کے لوگ بھی۔ تب تو یہ ہے کہ آپ کے علماء مشائخ سلف کے طریقہ پر ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ اس کتاب کے مصنف کو شیخ اعظم کہتے ہیں۔ یعنی صحابہ کرام کو فاسق کہنے والا آپ کا ممد و مدد ہے اور اچھی جماعت

کے لوگ فخر یہ اس کو۔ الشیخ العلامؒ کے شرف سے نوازتے ہیں۔ کس قدر افسوس اور جائے شرم ہے۔ اور جامعہ سلفیہ کی اسی شائع شدہ کتاب کے بارے میں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ کتاب فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہے اور عوام میں بہت مقبول ہے

نزل الابرار کتاب میں مذکور مسائل کی نسبت رسول اللہؐ کی طرف کزنایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر افتراء اور بہتان ہے اس گندی کتاب میں جو کچھ ہے اس کا ایک نمونہ تو میں نے ابھی آپ کے سامنے نقد پیش کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس میں جو مسائل ہیں وہ اتنے گندے ہیں کہ ان کا زبان پر لانا بھی شریف آدمی گوارہ نہیں کرے گا۔ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا سراسر افتراء نہیں ہے کہ آپ ان مسائل کو اللہ کے رسول کی طرف منسوب کریں۔

اسی کتاب کی اسی جلد میں جس کا تعارف جامعہ سلفیہ بنارس کے لوگوں نے اہل حدیث کی تعینفی خدمات میں کرایا ہے۔ یہ مسئلہ دکھا ہے۔
جسم پر مکھیوں کا پانچواں لگا ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے اس میں

حرج ہے۔ نزل الابرار جلد اول

اس مسئلہ کو آپ تو حدیث میں P. H. D ہیں کسی حدیث سے ثابت کر دیں میں آپ کو ایمان دار سمجھتا ہوں آپ خود انصاف سے فرمائیں کہ اس مسئلہ کو استغفور کی طرف منسوب کرنا اور اس کو من فقہ البیہائم بتانا کیا استغفور پر سراسر افتراء اور بہتان نہیں ہے۔

اس کتاب کی اسی جلد میں یہ مسئلہ بھی ہے۔

عورت نے کسی خچرے جماع کر لیا تو غسل فرض نہیں ہے ۲۲/۱۶

اور یہ مسئلہ بھی ہے :

فلسفہ اور منطق اور کلام کی کتابوں سے استیجا کرنا جائز ہے ص ۲۲

اور یہ مسئلہ بھی ہے

کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی دودھ وغیرہ بھی پاک ہے ص ۲۱

اور یہ مسئلہ بھی ہے ۱

ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے۔ ص ۲۹

یہ اس کتاب کے جواب کے اس وقت ہاتھ میں ہے پہلی جلد کے چند مسئلے ہیں اس طرح کے سیکڑوں مسئلے اس کتاب میں ہیں۔ آپ حدیث میں امتحارٹی ہیں P. H. D ہیں ان مسئلوں کو آپ قرآن و حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں ؟ ان مسائل کو خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر افتراء نہیں ہے ؟ مگر آپ لوگ انکار ہے کی نفقہ دشمن ہیں اس معنوی نفقہ کو جس کا آپ نے فقہ النبی اور اہل حدیث کا نفقہ نام رکھا ہے اس کو آپ تعریف کی بجائے ہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں فراڈ اور دھاندلی کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ کے رسول کا ارشاد آپ لوگ بالکل بھول گئے کہ جس نے میری طرف تصدّٰی جھوٹ بات منسوب کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

کسی نفقہ کا نفقہ النبی نام رکھنا بدعت ہے

آپ لوگ ایک طرف تو نفقہ اور نقیصہ کے دشمن ہیں۔ تمام قہوں کا آپ مذاق اڑاتے ہیں۔ اور ان کے مسائل کو فرضی اور اختراعی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف خود اپنے لئے ایک نفقہ بھی گڑھ لیتے ہیں۔ یہ کوئی انصاف پسندی ہے۔ اور پھر آپ حضرات کی جرأت یہاں یہ ہے کہ اپنے نفقہ کو نفقہ النبی المنحدر اور

فقہ اہلحدیث کہتے ہیں - سورج کی روشنی میں اتنا بڑا جموٹ تو شاید ہی کسی جماعت نے اجتماعی طریقہ پر بولا ہو -

اگر فقہ النبیؐ اور فقہ اہلحدیث ، نام کے کسی فقہ کا اس آسمان کے نیچے کبھی وجود ہا ہے تو نواب وحید الزماں کی اس کتاب سے پہلے اس کا نام لیجئے ، صحابہ و تابعین کے زمانہ میں اس کا وجود بتلائیے - بیعت تابعین کے زمانہ میں اس کا وجود بتلائیے ۱۸۸۶ء سے پہلے کی پوری اسلامی تاریخ میں اس کا وجود بتلائیے - کسی کتاب کا نام لیجئے جس کو فقہ النبیؐ المختار یا فقہ اہلحدیث کہا گیا ہو - طبقات احناف کا ہم نے نام سنا ، طبقات شافعیہ کا نام سنا ، طبقات مالکیہ اور طبقات حنابلہ کا ہم نے نام سنا مگر آج تک ہمارے کان میں کسی طبقات اہلحدیث کا نام نہیں پڑا -

آپ لوگ تو دوسروں کو بدعتی کہتے ہیں اور خود بدعت ایجاد کرتے ہیں - کس قدر انوس اور شرم و حیا کے ماوراء بات ہے کہ ائمہ اربعہ کا فقہ جو خیر القرون یا قریب بعد خیر القرون مدون ہوا ہے اس سے تو آپ کی دشمنی ہے - اور آپ اس جدید اور چودھویں صدی کے فقہ کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عوام میں بہت مقبول ہے - عوام آپ نے کس کا نام رکھ رکھا ہے - عوام اسی اہلحدیث جماعت کا نام ہے ؟ عوام مسکین نے تو نہ کبھی اس فقہ اہل حدیث کا نام سنا اور نہ جانا -

غیر مقلد مبلغ چودھری صاحب آپ تو نان اسٹاپ بولتے چلے جا رہے ہیں - مجھے تو آپ کچھ کہنے کا موقع دیتے ہی نہیں - آپ نے جو باتیں اب تک کی ہیں یہ وہی باتیں ہیں جو جماعت حقہ اہلحدیث کے خلاف مقلدین بکا کرتے ہیں - کیا آپ بھی اہل تقلید سے ہیں ؟ گاؤں کا چودھری .. مبلغ صاحب بات اس وقت آپ کی

اور آپ کی جماعت کی ہے۔ ہم الحمد للہ اہل قرآن ہیں۔ ہم مقلد کسی کے نہیں۔ نہ ہم تقلید کو جائز سمجھتے ہیں۔ ہم تو آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کی جماعت جس کا نام آپ نے جماعت اہل حدیث رکھ رکھا ہے اور آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں یہ سب جھوٹ بے حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ سب سے بڑے مقلد ہیں۔ تقلید کا انکار محض ظاہری دکھاوا ہے۔ غیر مقلد مبلغ..... چودھری صاحب آپ کس دنیا کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کا یہ الزام کہ ہم جماعت حقہ حدیث اور سنت پر عمل کرنے والے مقلد ہیں یہ ہم پر بہت بڑا الزام ہے۔ آپ کو ہم پر تقلید کا گھناؤنا الزام لگانے سے باز آنا چاہئے۔ کیا آپ کسی طرح بھی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت تقلید کے قائل ہیں۔ اور ہم کسی کی تقلید کرتے ہیں؟

گادس کا چودھری.... جناب والا آپ خفا نہ ہوں میں نے آپ پر کوئی الزام نہیں لگایا ہے۔ بلکہ جو واقعہ ہے میں نے اس کا اظہار کیا ہے۔ اگر یہ کسی طرح ثابت ہو جائے کہ آپ تقلید نہیں کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ہم اہل قرآن کے لئے خوشی کی بات کیا ہوگی۔ ہمارا تو یہ مشن ہی ہے کہ ہم عوام الناس کو تقلید کی لعنت سے باہر نکالیں۔

غیر مقلد مبلغ..... چودھری صاحب۔ ہماری جماعت حقہ کا غیر مقلد ہونا تو اظہر من الشمس ہے دنیا میں یہ مشہور ہے کہ اہل حدیث صرف کتاب و سنت کو قابل عمل جانتے ہیں کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ اور آپ ہم پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ جماعت اہل حدیث مقلدین کی جماعت ہے۔ کیا آپ اپنے اس الزام کو کیا اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں؟

غیر مقلدین کی جماعت حقیقت میں مقلدین کی جہت ہے

چودھری جناب من میں نے شروع ہی میں عرض کیا تھا کہ آپ لوگوں کا مذہب تقنادات کا مجموعہ ہے۔ کہنے کچھ ہیں اور عمل کچھ ہوتا ہے۔ آپ زبان سے تو ضرور تعلید کا انکار کرتے ہیں۔ مقلدین ائمہ پر آپ خطرناک بارش کی طرح برستے بھی ہیں۔ مگو عمل کی دنیا میں ہمیں آپ سے بڑا کوئی مقلد نظر نہیں آتا۔

ڈاڑھی کے مسئلہ میں گاوؤں کے چودھری کا غیر مقلد مبلغ سے احتساب

آپ کا مقلد ہونا میں خود آپ کے عمل سے ثابت کر دوں گا۔ دیکھئے آپ نے جو یہ ڈاڑھی دراز دراز والی رکھ رکھی ہے یہ محض آپ نے تقلید رکھی ہے اور سنت کے خلاف رکھی ہے۔ اس دراز دراز ڈاڑھی رکھنے کی جس نے آپ کا حیلہ بگاڑ رکھا ہے کوئی سند آپ کے پاس ہے؟ پیش کیجئے۔ اس دراز دراز ڈاڑھی کے جواز پر کتاب اللہ سے کوئی سند۔

غیر مقلد مبلغ ہم نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے عمل کی ہر دلیل کتاب اللہ سے ہوتی ہے۔ دراز ڈاڑھی دیکھنے کا حکم حدیث رسول میں ہے۔ دیکھئے ترمذی تریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ انحضرتؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :

احفوا الشوارب واعفوا للہی (رواۃ الترمذی)

یعنی مونچھوں کو بالکل صاف کر دو اور ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دو دیکھئے اس حدیث میں ڈاڑھی کے افعار کا حکم دیا جا رہا ہے یعنی بالکل چھوڑنے کا مگر آپ لوگ تو حدیث کو ملتے نہیں۔ اس حدیث کی روشنی

میں ڈاڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا واجب ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے ایک بال کا کاٹنا بھی حرام قرار پاتا ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں غیر مقلدین کا عمل تقلید ہے

چودھری مبلغ صاحب مجھے یہی تو بتلاتا ہے کہ آپ لوگ نام تو حدیث کا لیتے ہیں۔ احادیث آپ کی زبانوں پر ہوتی ہیں لیکن عملاً آپ لوگ حدیث کے منکر ہیں۔ اگر ہم اہل قرآن پر آپ کا یہ الزام ہے کہ ہم منکرین حدیث ہیں تو انکار حدیث کے میدان میں آپ اور آپ کی جماعت ہم اہل قرآن سے پیچھے نہیں۔

اب میں آپ کو ذرا وضاحت سے بتلاتا ہوں کہ آپ نے جو یہ ریش دراز در دراز اپنے چہرہ اور سینے پر سجاکھی ہے یہ تقلید ہے نہ کہ حدیث کی روشنی میں۔

ڈاڑھی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل

سنئے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں اور خود عبداللہ بن عمرؓ کا عمل یہ تھا۔ آپ کے محدث مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری اپنی مشہور کتاب تحفۃ الاخوان میں فرماتے ہیں۔

اخرج البخاری فی صحیحہ مکان ابن عمر اذا حج ادا عقر قبض علی لحیته فما فضل اخذاً (تحفۃ الاخوان ج ۲ ص ۱۱)

یعنی امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی (بال بنانے کے وقت) اپنی سٹھی سے پکڑتے اور جو بال سٹھی بھر سے نیا دہرتے اس کو تراش دیتے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہی معمول موطا امام مالک میں بھی مذکور ہے۔

عن نافع بن کان ابن عمر اذا حلق راسه في حجة او عمرة اخذ من
لحيته وشاربه۔ (تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۱۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر جب حج یا عمرہ میں سر کا بال بنواتے تو
اپنی مونچھ اور ڈاڑھی کی کچھ مقدار ترشوالیتے۔

اور ابھی اوپر کی حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابن عمر ڈاڑھی
کے انھیں بالوں کو ترشواتے جو ایک قبضہ (مٹھی) سے زائد ہوتے۔

اب آپ ذرا ازراہ انصاف غور فرمائیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی کی
وہ حدیث بھی ہے جسے آپ نے ذکر کیا۔ اور جس میں اعفار لحيہ کا ذکر ہے۔
اور جس سے آپ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کو اپنی اصلی حالت پر رکھنا
واجب ہے اور اس سے ایک مٹھی سے زائد کا بال تراشنا حرام ہے۔

اور بخاری کی اور مؤطا کی ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عبداللہ بن عمرؓ اپنی ڈاڑھی کا بال جو ایک مشت سے زائد ہوتا اس کو تراشتے
تھے تو اگر اعفار لحيہ کا وہی مطلب ہے جو آپ کی جماعت اہل حدیث کے علماء
بیان کرتے ہیں تو کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اتباع
سنت میں بہت زیادہ متشدد اور اقبازی حیثیت کے مالک تھے وہ اس
مصرح حدیث اور امیر رسول کی مخالفت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تو
بڑے جلیل القدر صحابی ہیں کیا کسی بھی صحابی کے متعلق یہ وہم بھی کیا جاسکتا ہے
کہ اس کے سامنے رسول اللہ کا واضح حکم ہو بلکہ وہ خود اس حکم کا راوی بھی
ہو اور اس کے باوجود وہ اس حکم کی مخالفت کرے؟ اگر آپ جماعت
اہل حدیث کے لوگ واقعی سلف کے پیرو ہوتے اور اہلسنت و الجماعت صرف
غیر لگانے ہی دلتے نہ ہوتے بلکہ واقعہ اہلسنت و الجماعت ہوتے تو آپ
اس کا تصور بھی نہ کرتے۔

اگر راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اس کا
کیا حکم ہے ؟

اس لئے کہ اگر راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرتا ہے
تو اس کی یا تو یہ شکل ہوگی کہ اس کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہے یا یہ شکل
ہوگی کہ اس حدیث کا حکم جواز کا ہے اس پر عمل کرنے اور نہ کرنے دونوں
کی گنجائش ہے۔ یا اس کے نزدیک وہ حدیث ”صحیح نہ ہوگی۔ یا اسکو
اس حدیث کے مفہوم و معنی سمجھنے میں اشتباہ ہوا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی راوی
کسی حدیث کی روایت کرتا ہے۔ اور وہ حدیث اس کے نزدیک ثابت بھی
ہے۔ اور اس کے رد کرنے کی کوئی معقول شرعی وجہ بھی نہیں ہے۔ مگر ان تمام
کے باوجود اس کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے تو وہ مردود الشہادۃ ہوگا۔
وہ ساقط الاعتبار ہوگا۔

کوئی صحابی قولِ رسول اور فعلِ رسول کو ثابت اور غیر منسوخ مانتے ہوئے
اس کا عہد امارت نہیں ہوتا ہے

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کسی مومن (اگر وہ واقعی صاحبِ ایمان ہے) کے
تصور میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ کسی صحابی کے بارے میں اس کا اعتقاد رکھے کہ
وہ قصداً اور عہداً کسی سنت ثابتہ کا تارک ہوگا۔

اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضورؐ کی اس حدیث پر معنی جس میں
اعفاء لحدیہ کا حکم ہے عمل نہیں کیا ہے تو سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی
کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں ہے جو آپؐ کی جماعت اہل حدیث
نے سمجھ رکھا ہے۔ کیا آپؐ حضرات اس زعم میں مبتلا ہیں کہ صحابہ سے زیادہ آپؐ حضرات

سنت رسول پر عمل کرنے والے ہوئے ہیں۔

صحابہ کا ڈاڑھی کے بارے میں عمل

اور ایک قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کے بال کو تراش لینے کا عمل صرف حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہی نہیں تھا بلکہ یہی بات حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہما حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے۔ بلکہ حضرت جابرؓ کی حدیث جو حسن سند سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کا یہی عمل تھا۔ اور خاص طور سے حج و عمرہ کے موقع پر تو صحابہ کرام کا عام معمول یہی تھا۔ (تحفہ میہ)

ڈاڑھی کے بارے میں تابعین کا عمل

اور تابعین میں سے یہی بات حضرت حسن بصری اور حضرت عطاء بھی منقول ہے۔ (تحفہ ج ۲ ص ۱۱)

ڈاڑھی کے بارے میں جمہور کا تعامل

اور عہد صحابہ سے لے کر تازمانہ حال جمہور سلیمین کا تعامل بھی یہی رہا ہے کہ ایک قبضہ سے قدر زائد ڈاڑھی کے بال کو وہ تراشتے ہیں۔

ڈاڑھی کے بارے میں غیر مقلدین نے اپنے علماء کی تقلید کی ہے

ان تمام گزارشات سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ڈاڑھی کے سلسلے میں غیر مقلدین کا عمل صحابہ کرام کی سنت ان کے معمول اور حدیث کی روشنی میں نہیں ہے بلکہ یہ محض آباء و اجداد کی تقلید میں ہے۔ اس لئے کہ مولانا مبارکپوری نے اپنی تحفہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ڈاڑھی کے بال میں سے کچھ ترشوانا جائز نہیں ہے۔

کرہ ان یؤخذ شیء من طول اللحیة وعرضہا۔ (تخفہ ج ۴ ص ۱۱)

یعنی مولانا مبارکپوری کا صحابہ کرام کی سنت اور ان کے معمول کے برخلاف فیصلہ یہی ہے کہ ڈاڑھی کے طول و عرض سے کچھ تراشنا مکروہ ہے۔

آپ حضرات سنت صحابہ اور معمولات صحابہ کے خلاف جب اس قسم کا فیصلہ کرتے ہیں تو شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ آپ صحابہ کرام کی عدالت کو ساقط کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اور ان کے دین و دیانہت کو مجروح کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس دہم میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ سنت رسول کے صحابہ کرام سے زیادہ آپ شیعائی ہیں۔ اور حدیث کے مفہوم کو آپ ان اہل زبان سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

جب صحابہ کرام کے بارے میں آپ کا یہی عقیدہ اور مسلک ہے تو بتلائیے کہ آپ میں اور ردافض میں کتنے قدم کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور جب آپ کی جماعت کے محدثین کا زعم یہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اعداؤ الیٰہ حدیث کے راوی ہیں۔ ان کا عمل حدیث کے خلاف تھا اور وہ رسول کے اس امر اغوا کے مخالف تھے تو بتلائیے کہ ان کی روایت کردہ حدیث پر عمل کی گنجائش کہاں باقی رہ گئی ہے۔ اور آپ اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی جرأت کی بنیاد کہاں سے فراہم کرتے ہیں؟

صحابہ کا باطل پر اتفاق کرنا محال ہے

حالانکہ آپ حضرات اگرچہ اجماع کے منکر ہیں مگر کبھی کبھی اس روشن حقیقت کے اظہار پر آپ بھی مجبور ہو ہی جاتے ہیں کہ

صحابہ کا باطل پر اتفاق کر لینا محال ہے۔ (تخفہ پی ۳۲)

آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ جو صحابہ کرام، مقدار قبضہ، کے ماسوا ڈاڑھی

کے بال کو ترشواتے تھے ان کے اس عمل پر کسی صحابی کا انکار ثابت ہے یا کسی صحابی سے آپ یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کے نزدیک بھی اعفاء لحد کا وہی مفہوم تھا جو مفہوم آپ کے علمائے اس اعفاء لحد والی حدیث کے سمجھ لے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں اور آپ کی پوری حجت اہل حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ کرام کے ڈاڑھی کے ایک مشت سے زائد بال ترشوانے پر کسی صحابی یا کسی تابعی سے انکار ثابت نہیں کر سکتی ہے تو یہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ کا یہ عمل حدیث رسول کے خلاف اور باطل ہوتا تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع نہ ہوتا۔ اور یقیناً کسی نہ کسی صحابی سے اس پر انکار ثابت ہوتا۔ صحابہ کرام کی بات تو الگ ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس عمل پر کسی تابعی کا بھی انکار ثابت نہیں۔

غیر مقلد مبلغ چودھری صاحب یہ آپ کی زیادتی ہے۔ جب اعفاء لحد والی حدیث صحیح ہے اور اس حدیث میں ”اعفاء“ یعنی ڈاڑھی کے بال کو جوں کا توں چھوڑ دینے کا حکم صراحتاً موجود ہے۔ اور امر واجب کیلئے ہوتا ہے تو پھر آپ کا اہل حدیث جماعت پر یہ اعتراض کہ ان کے نزدیک ڈاڑھی کا بال طویل و عرض سے ترشوانا حرام ہے بالکل بیجا اور غیر مسموع ہے۔ حدیث رسول کے آگے کسی امتی کی بات خواہ وہ صحابی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ صحابی کتنا بھی جلیل القدر کیوں نہ ہو نہیں سنی جاسکتی۔ اس لئے اصول میں یہ بات مصحح ہے کہ :

ان المعتبر ما رواه الصحابي لا ما رواه كما تنقرون في مقوله (تذہیب ۴)
یعنی معتبر بات وہ ہوگی جو صحابی روایت کرے نہ وہ جو خود اس کا اختیار کر دہ مذہب ہو۔ اس لئے ڈاڑھی کے سلسلہ میں ہمارے علمائے جوابات کہتے ہیں۔

وہی تھی ہے۔ آپ ہمارے علما پر خواخواہ اعتراض نہ کریں۔

بہودھری مبلغ صاحب خواخواہ کا اعتراض کہنا تو ہم نے
آپ ہی حضرات سے سیکھا ہے۔ خواخواہ قسم کا اعتراض تو آپ ہی حضرات
کیا کرتے ہیں۔ خود بھی کرتے ہیں اور یہ اعتراض دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں۔

غیر متقلدوں کا اعتراض وہ درودہ پانی کے مسئلہ میں خواخواہ کا اعتراض ہے

ہم نے آپ کی اس ریش دراز در دراز پر جو حقائق کی روشنی میں گفتگو
کی ہے وہ آپ کو اپنے ادبرا اور اپنے علما پر خواخواہ کا اعتراض نظر آ رہا ہے۔
حالانکہ ہمارا اعتراض خواخواہ کا نہیں ہے بلکہ میں ابھی ثابت کر دینگا کہ ہمارا
یہ اعتراض آپ ہی حضرات کے بتلائے ہوئے قاعدہ اور محدثین اور ائمہ فقہ وفت
کے اصول کی روشنی میں ہے۔

خواخواہ کا اعتراض تو وہ ہے جو آپ حضرات اخلاف پانی کے مسئلہ
میں مار کثیر کی مقدار کے بیان میں ”نہ درودہ پر کیا کرتے ہیں۔ اور اس مقدار
کا ثبوت حدیث سے مانگتے ہیں۔ حنفیہ کے کس عالم نے کہا ہے کہ یہ مقدار حدیث
سے ثابت ہے۔ جب ان کے کسی عالم نے بیات نہیں لکھی ہے تو آپ کو ان سے
حدیث کا ثبوت مانگنا خواخواہ کا اعتراض نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ مار کثیر کی مقدار
کیا ہو۔ اخلاف کے بعض متاخرین علما نے اس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ وہ درودہ
کی مقدار اگر پانی ہو تو اس پر مار کثیر کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ یہ محض اپنے
ایک خیال کا اظہار ہے نہ کہ کسی حنفی کا یہ دعویٰ ہے کہ مار کثیر کی یہ مقدار
حدیث سے ثابت ہے۔

اغفار لمحیہ کے بارے میں غیر مقلد مبلغ کے استدلال پر گاؤں
کے چودھری کا مناقشہ

خیر! باتیں تو ضمنی آگئی ہیں۔ یہاں حنفیہ کی وکالت نہیں کرنی
ہے۔ ہمارے نزدیک راہ حق سے بھٹکے ہوئے سب ہیں خواہ مقلدین ہوں
یا آپ کی جماعت اہل حدیث۔ ہم اپنی گفتگو کا رخ پھر ڈاڑھی والے مسئلہ کی
طرف پھیرتے ہیں۔

جس طرح مسائل میں تقلید حرام ہے اسی طرح اصول میں بھی حرام ہے

آپ نے ڈاڑھی کے بال کو جوں کا توں چھوڑنے کے سلسلہ میں ایک بات یہ
کہی ہے کہ اصول میں یہ بات مصرح ہے کہ راوی جو حدیث روایت کرے اس کا
اعتبار ہو گا نہ وہ جو مذہب اختیار کرے اس کا اعتبار ہو گا۔

میں کہتا ہوں کہ چلے آپ اپنے اسی اصول کو کتاب و سنت سے ثابت
کر دیجئے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ جماعت اہل حدیث کا مذہب کتاب و سنت
پر مبنی ہے۔ آپ کسی امتی کے نہیں خدا اور رسول کے مطیع اور متبع ہیں۔ تو کم از
کم آپ اپنے مذہب ہی اصول میں تو ضرور کتاب و سنت کی روشنی میں گفتگو کرتے
ہوں گے اور ان اصول میں امتی کا نہیں اٹھا اور رسول کا فرمان ہی برا استدلال ہو گا؟
میں آپ کی اس ریش دراز دروازے کے حوالے آپ سے گزارش
کرتا ہوں کہ آپ اپنے اس اصول کو کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہو گا نہ اس
کے عمل کا اس کو کتاب و سنت سے ثابت کر دیں۔

مبلغ صاحب! آپ لوگ خود تو امتوں کے گڑھے ہوئے اصول کو
جان سے پیارا سمجھتے ہیں اور مسلم و عقل کو بالائے طاق رکھ کر اس پر عمل بھی

کرتے ہیں اور دوسروں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں تقلید کرتا ہے۔
اگر مسائل میں کسی امتی کی تقلید حرام ہے تو اصول میں اس کی تقلید کیونکر
جائز ہوگی ؟

یہ اصول کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا نہ کہ اس کے عمل کا

متفق علیہ نہیں نہ یہ عقل کے مطابق ہے

آپ حضرات کا یہ کہنا کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا نہ کہ اس کے عمل کا
نہ یہ متفق علیہ ہے اور نہ یہ عقل کے مطابق ہے۔ اس کا متفق علیہ نہ ہونا تو
اس سے ظاہر ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ راوی اپنی روایت
کے خلاف اگر عمل کرے گا جبکہ وہ روایت اس کے علم کے مطابق ثابت اور
غیر منسوخ ہے تو اس سے راوی کی ثقاہت و عدالت باطل ہو جائے گی۔
ہم اہل قرآن کا یہی مذہب ہے اور بہت سے ائمہ حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔

اگر راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اس حدیث پر عمل ہوگا

اور بہت سے علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر راوی اپنی روایت کے خلاف
عمل کرے تو اس روایت پر عمل کرنا جائز نہ ہوگا۔

عل الراوی بخلاف روايته بعد الروایۃ یسقط العمل بہ عندنا۔

(قواعدنی علوم اہمدیث ص ۲۰۲)

یعنی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا یہ اس کا موجب ہوتا ہے
کہ اس روایت پر عمل نہیں ہوگا یہی احناف کا اصول ہے۔

اگر صحابی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو وہ روایت

نا قابل استدلال ہے

اور اگر صحابی یا کوئی صحابی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو بہت سے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ روایت مجروح ہے۔

عمل الصحابة اوصحابی بخلاف الحدیث یوجب الطعن فیہ (ایضاً)
یعنی صحابہ یا کسی صحابی کا اپنی حدیث کے خلاف عمل کرنا اس حدیث کو مطعون بنا دیتا ہے۔

یہ جو دوسروں کا اصول ہے وہ عین مقفائے عقل ہے۔ اسلئے کہ کسی صحابی کی بات تو دور کی ہے۔ کسی ثقہ عام آدمی کے بارے میں بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے سامنے آنحضرت کا صحیح قول اور آپ کی سنت ثابت ہو اور وہ اس سنت کا راوی بھی ہو اور وہ پھر ملا کسی علت کے اس حدیث پر عمل چھوڑ دے۔ یہ بات جو صراحۃً عقل کے خلاف ہے اسی بات کو آپ لوگوں نے اپنا اصول بنا لیا ہے۔

اعفاء کا معنی اہل لغت محدثین کے نزدیک

آپ نے: "اعفوا للہجی" جو ترمذی کی روایت میں موجود ہے اس کا معنی یہ سمجھ رکھا ہے کہ ڈاڑھی بڑھی رہے پھیلتی رہے جھاڑ جھنکار ہو جائے۔ اس سے شکل بگڑ جائے۔ ہیئت بدل جائے اس میں قیہنی کا لگا ناقلاً حرام ہے۔ لیکن یقین جانئے مبلغ صاحب کہ اعفاء کا یہ معنی کسی بھی اہل لغت نے نہیں ذکر کیا ہے اور نہ خیر القرون میں اس کا یہ معنی صحابہ و تابعین نے سمجھا تھا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر تھا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ہوتا تو حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ جلیل القدر صحابی جو رسول اللہ کی ایک

ایک سنت پر جان چھڑکنے والے اور عمل کرنے والے تھے آپ کی اس سنت کے خلاف اپنی ڈاڑھی کا بال طول و عرض سے ترشواتے نہیں۔

ذرا آئیے دیکھیں اعفار کا معنی اہل لغت کیا بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے یہ میرے پاس مجمع الباری ہے۔ علامہ طاہر محدث بیٹی کا نام تو آپ نے سنا ہوگا یہ ان کی وہ مشہور لغت حدیث میں لکھا ہے جس پر ہندوستانی فخر کرتا ہے اور اہل عرب اس پر رشک کرتے ہیں۔ اس کتاب کی جلد ثالث ص ۶۲۹ پر اعفار پر طویل بحث ہے۔ دیکھئے وہ اس لفظ کا کیا مطلب بتلاتے ہیں۔ اور ترمذی کی روایت آپ کی پیش کردہ میں جو اعفواللہی ہے اس کی وضاحت ان کے نزدیک کیا ہے؟ فرماتے ہیں :

إِعْفَاءُ اللَّحْيِ هُوَ أَنْ يُوَفَّرَ شَعْرُهَا وَلَا يَقْبَضَ بِكَالشَّوَارِبِ
یعنی اعفار اللہی کا مطلب یہ ہے کہ ڈاڑھی کے بال زیادہ رکھے جائیں ڈاڑھی کو مونچھوں کی طرح نہ تراشا جائے۔

اس عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ ڈاڑھی کے بال زیادہ ہونے چاہئیں۔ اور ڈاڑھی کو مونچھوں کی طرح تراشنا کہ ڈاڑھی مونچھوں کی طرح صاف نظر آئے یہ حرام اور ممنوع ہے۔ اور صحابہ کرام کے عمل سے یہ بات واضح ہے کہ ایک قبضہ ڈاڑھی پر ڈاڑھی کے زیادہ بال ہونے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور صحابہ کرام کے اسی عمل کی روشنی میں علامہ طاہر بیٹی فرماتے ہیں

أَمَّا الْإِخْذُ مِنْ طَوْلِهَا وَعَرْضِهَا بِقَدَرِ التَّحْسِينِ فَحَسَنٌ

یعنی ڈاڑھی کے طول و عرض سے کچھ تراش لینا جبکہ مقصد ڈاڑھی میں حسن

پیدا کرنا ہو تو یہ اچھی بات ہے۔

پس اس سے صاف واضح ہے کہ آپ نے یہ جو ڈاڑھی رکھی ہے اتباع سنت کے جذبہ سے نہیں رکھی ہے۔ اور آپ نے نام تو حدیث کا لیا ہے مگر بات مانی ہے اپنے

امام ترمذی پر غیر مقلدوں کو اعتماد نہیں

آپ فوتائے ہیں کہ ڈاڑھی کے سلسلے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث پر صحت کا حکم کس نے لگایا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ آپ جواباً یہ فرمائیں گے کہ اس حدیث پر صحت کا حکم لگانے والے امام ترمذی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ **ہذا حدیث صحیحہ**۔ یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

لیکن بندہ پرور آپ لوگ اور آپ کے علماء دنیا کو کب تک دھوکا دیتے رہیں گے۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ کیا امام ترمذی کی تحسین و تصحیح پر آپ حضرات کو اعتماد بھی ہے؟ آپ کے علماء تو صاف صاف امام ترمذی پر عدم اعتماد کا اعلان کرتے ہیں۔ مبارکپور کا آپ کا وہ جلیل القدر محدث جس کی شان میں آپ حضرات زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اور جس کی تحقیقات علیہ پر آپ حضرات کو بڑا غرور ناز ہوتا ہے۔ سنئے اور کان کھول کر سنئے کہ امام ترمذی کے بارے میں ان کا کیا ارشاد ہے۔

رفع یدین کے مسئلہ کی حدیث

امام ترمذی نے مسند رفع یدین کے سلسلہ کی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے۔

عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الاصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلی فلم یرفع یدہ الا فی اول مرۃ۔
یعنی علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ کیا میں

تم کو وہ نماز نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی اور صرف شروع نماز میں رفع یدین کیا۔ (غیر مقلدوں کی طبع رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کیا۔ اس حدیث کو ذکر کر کے امام ترمذی فرماتے ہیں۔ حدیث ابن مسعود حدیث حسن۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث حدیث حسن ہے۔ نیز فرماتے ہیں :

دبہ یقول غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین۔

یعنی یہی ترک رفع یدین کا مذہب بہت سے صحابہ و تابعین کا ہے۔ اور خود مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کو اس کا اعتراف ہے کہ یہ قول صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

درویذ لک عن عمرو بن علی وابن عمر۔ کہ عدم رفع یدین کا مذہب حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بھی منقول ہے۔^(۱)

غرض امام ترمذی نے ترک رفع یدین کے مذہب کی صحیح حدیث بھی ذکر کی۔ اور یہی مذہب صحابہ و تابعین کی ایک بڑی جماعت کا بھی بتلایا۔ مگر آپ کے یہ علامہ محدث مبارکپوری صاحب ترمذی کے متعلق اپنا فیصلہ دیتا ہے کہ یہ ان کو بے اعتبار بنانے کا فریضہ بڑی خوبی اور پوری محنت و شان سے انجام دیتے ہیں۔ دیدہ و برت کھولنے اور سننے۔ امام ترمذی کے متعلق آپ کے یہ جلیل القدر محدث صاحب کیا فرماتے ہیں۔

(۱) اگرچہ مولانا مبارکپوری مرحوم نے اس اعتراف کے باوجود بھی ان آثار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور نہیں مانیں گے، کی مذہب و علماء اہلحدیث کا قدیم و طویل و پختہ ان آثار کے روکے ہیں اس ضد کا پورے طور پر مظاہرہ کیا ہے جو لائقِ عبرت ہے۔

حدیث ابن مسعود لیس بصحیحہ ولا یحسن بل هو ضعیف لا یقوم
بمثله حجة دامات حسین الترمذی فلا اعتقاد علیه لما فیہ من التامل۔

(تحفه ج ۱ ص ۲۲۰)

یعنی ابن مسعود کی حدیث نہ صحیح ہے اور نہ حسن ہے بلکہ وہ ضعیف
ہے۔ اس طرح کی حدیث سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ اور امام ترمذی نے
جو اس کو حسن قرار دیا ہے تو امام ترمذی کی بات پر اعتماد نہیں اس لئے کہ ان میں
تساہل تھا۔ یہ ہے امام ترمذی کی آپ کے یہاں قدر اور یہ ہے آپ کی
جماعت میں ان کا حدیث میں مقام۔

مبلغ صاحب، ذرا خود آپ ہی انصاف فرمائیں کہ جب امام ترمذی
کی تحسین و تصحیح پر اعتماد ہی نہیں تو اعفاء اللہ والی حدیث کو جو انھوں نے
صحیح قرار دیا ہے اس پر کیسے اعتماد کیا جائے اور کس دلیل سے اس حدیث
کو صحیح قرار دیا جائے۔ خصوصاً صاحب کہ خود راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ
کا عمل اس کے خلاف ہے۔

ہم اہل قرآن کو آپ منکرین حدیث کا طعن دیکر عوام میں بدنام کرتے ہیں مگر
انکار حدیث کی یہ راہ ہم اہل قرآن نے آپ ہی سے سیکھی ہے۔

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہم تقلید نہیں کرتے جھوٹ ہے

آپ حضرات بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے مگر، ہم
اہل قرآن کا یہ تجویز کہ اس آسمان کے نیچے اس جھوٹ سے بڑا کوئی جھوٹ بہت
کم بولا گیا ہے، اب اسی مسئلہ میں دیکھئے کہ آپ کے جلیل القدر محدث مولانا ابوبکر
صاحب نے امام ترمذی پر عدم اعتماد کا جو فیصلہ صادر فرمادیا ہے یہی راگ انکی تقلید
میں سارے غیر مقلدین علماء الاپنے لگے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی پاکستانی کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ آجکل ان کی کتاب ”حرکت الانطلاق الفکری“ کا آپ کی جماعت میں بڑا چرچا ہے اور اس کو عصر حاضر کا شاہکار شمار کیا جا رہا ہے۔ اور مولانا اسماعیل سلفی کو عصر حاضر کا مجمع علیہ الام فی ائمہ دینت باور کرنے کی کچھ سلفی ازہریوں کی بے پناہ کوشش ہے۔ (۱)

یہی مولانا سلفی اپنی اسی شاہکار کتاب میں آپ کے محدث مولانا مبارکپوری کی تقلید میں امام ترمذی کے بارے میں وہی بات فرماتے ہیں جو جلیل القدر محدث مولانا مبارکپوری نے اسی امام فی ائمہ دینت کے بارے میں فرمائی ہے مولانا محمد سلفی سلفی نکلتے ہیں۔

اماتحسین الترمذی فمن عادته الخاصة ومصطلحه
ولا یستلزم الاعتماد والوثوق۔ ۲۵۹

یعنی امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن قرار دینا تو یہ ان کی خاص عادت اور ان کی خاص اصطلاح کی بات ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ان پر یا انکی تحسین پر بھروسہ اور اعتماد کبھی کیا جائے۔

غیر مقلدین کا صحیح حدیث کو ضعیف قرار دینا

اور یہی امام کتاب و سنت صاحب اپنی اسی کتاب میں قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی اس صحیح حدیث کو من کان له امام فقراة الامام له قراءۃ یعنی جس کا امام ہے (اس کو خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے) اس لئے

(۱) مولانا مقدسی حسن ازہری استاد جامعہ سلفیہ فرماتے ہیں ”مما یرى من اتفاق ہے کہ کتاب و سنت میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا۔ (حرکت الانطلاق ص ۲۵۹)

کہ امام کی قرأت خواص کی قرأت ہوتی ہے۔ (۱) یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ

ضعیف باتفاق الاثمہ دلم یصح لہ طریق ... مث

یعنی یہ حدیث باتفاق ائمہ ضعیف ہے اور اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔
مولانا محمد اسماعیل سلفی نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی ہے نہ یہ انکی اپنی تحقیق
ہے بلکہ وہ یہ بات مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی تقلید میں کہہ رہے ہیں۔ اور
یہ جھوٹ انھیں کی تقلید میں بول رہے ہیں۔ مولانا مبارکپوری اپنی کتاب
ابکار المن میں لکھتے ہیں۔ ان هذا الحدیث ضعیف بمجمیع طرقہ ۵۱۹
یعنی یہ حدیث اپنی تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

تو بلا یہ تحقیق کئے ہوئے کہ مولانا مبارکپوری کی یہ بات صحیح ہے یا غلط
جھوٹ ہے یا سچ اس اللہ کے بندہ نے بھی جو ائمہ فقہ کی تقلید کا تو شد و مد سے
منکر ہے مگر اپنے بڑوں کی تقلید میں اس درجہ متعصب ہے کہ اس نے ان کی
تقلید میں اللہ کے رسول کی صحیح حدیث کو رد کر دینے میں بھی ذرا بھی باک محسوس
نہیں کی اور اس صحیح حدیث کے بارے میں ضعیف باتفاق الائمہ کا لغوہ مار بیٹھا۔
غیر مقلد مبلغ ... پچودھری صاحب۔ آپ جو حنفیہ مقلدین کی اس
زور و شور سے تائید کر رہے ہیں کیا آپ کو کسی حنفی نے حنفیہ کا ایجنٹ تو
نہیں بنایا ہے۔

اللہ کے بندے یہ تو سوچئے کہ ہم بھی منکرین تقلید اور آپ بھی منکرین
تقلید ہیں۔ کم از کم انکار تقلید میں تو ہمارا اور آپ کا اشتراک ہے۔ آپ کو

(۱) یہ حدیث تمام انصاف پسند محدثین کے نزدیک صحیح ہے، خود حافظ ابن تیمیہ نے اسکو صحیح بتلایا ہے
عصر حاضر میں سلفیت کا جھنڈا بلند کرنے والے محدث ناصر الدین البانی نے بھی اپنی کتاب بصفتہ
الصلاۃ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تفصیل کیلئے میری کتاب مسائل غیر متعلین دیکھو،

اس لحاظ سے اس مسئلہ میں ہماری طرفداری کرنی چاہئے نہ کہ احناف مقلدین کی۔

آپ نے ہم اہل حق کے خلاف بڑی طولانی گفتگو کی ہے اور کہتے چلے جا رہے ہیں مگر شاید آپ کو پتہ نہیں کہ آپ خود اپنے گردن میں رسہ کسے جا رہے ہیں۔ آپ کی اس ساری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ من کان لہ امام فقراً لا الامام لہ قراءۃ والی حدیث صحیح ہے۔ تو آپ لوگ تمام حدیثوں کا انکار کیوں کرتے ہیں۔ اور اپنے کو منکرین حدیث کیوں کہتے ہیں۔

صحیح حدیث کو رد کر کے غیر مقلدین نے انکار حدیث کا راستہ کھول دیا ہے

گاؤں کا چودھری ہم نے کب اپنے کو منکرین حدیث کہلے۔ آپ خود اپنے اصول کی روشنی میں ایک حدیث بھی صحیح ثابت کر دیجئے ہم اس حدیث کو گلے لگالیں گے۔ انکار حدیث کی راہ پر ہیں ڈالنے والے تو آپ ہی ہیں۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جب ہم ایک حق بات کا اعلان کر رہے ہیں تو آپ ہم پر خفیہ کے ایجنٹ ہونے کا طعنہ کس رہے ہیں۔ ہمیں تبلیغ کرنے کو کوئی حنفی نہیں آیا ہے۔ ہمیں تبلیغ کرنے کو تو آپ آئے ہیں اسلئے ہم آپ کی جماعت کے بارے میں آپ ہی حضرات کی کتابوں کی روشنی میں گفتگو کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے کس کی تائید ہوتی ہے اور کس کی تردید۔ کس کا مذہب حق ثابت ہوتا ہے اور کس کا غلط۔

آپ ہماری گفتگو سے گھبرا رہے ہیں حالانکہ آپ کو ان تضادات سے گھبرانا چاہئے جن پر آپ کے مذہب اور عقیدہ کی بنا قائم ہے۔ آپ کہتے ہیں

کہ آپ منکرینِ تقلید ہیں یہ فریب ہے یہ دھوکہ ہے یہ دکھاوا ہے یہ آپ حضرات کا نفاق ہے اگر آپ واقعہ منکرینِ تقلید ہیں تو آپ کو ہماری جماعت اہلِ قرآن میں آئے بغیر چارہ نہیں اصل منکرینِ تقلید ہم ہیں۔ آپکو تو صرف ائمہ دین اور فقہاء امت اور سلف کی تقلید سے انکار ہے۔ اپنے علماء اور اجار کی تقلید سے تو آپ ایک قدم پیچھے نہیں کھسکتے۔ یہ کیسا انکارِ تقلید ہے؟

احادیث پر آپ کا عمل حقائق اور واقعات کی روشنی میں نہیں ہوتا بلکہ ہوائے نفس اور خواہشاتِ نفس کے تابع ہوتا ہے ائمہِ محدث کے ساتھ آپ کی وابستگی محض دکھاوا ہے آپ کے دل میں ائمہِ حدیث کا قطعاً احترام نہیں۔ اگر ائمہِ حدیث کے ساتھ آپ کی وابستگی اللہ کے لئے ہوتی تو امامِ ترمذی جیسے امامِ حدیث کے بارے میں آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا وہ فیصلہ نہیں ہوتا جس کا نمونہ میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

امامِ ترمذی کے بارے میں علماءِ اہلِ حدیث کی تضادِ بیانی

ہم کیسے یقین کریں کہ حدیث اور ائمہِ حدیث کے تئیں آپ حضرات مخلص ہیں۔ آپ کے یہاں حدیث کے رفض و قبول اور محدثین پر اعتماد اور عدم اعتماد کے بارے میں اتنا تضاد ملتا ہے کہ حقائق پر نگاہ رکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ آپ جماعتِ اہلِ حدیث کا شیوہ اتباعِ نفس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور آپ ہی حضرات ہم کو بھی مجبور کرتے ہیں کہ ہم حدیث کا انکار کریں۔ دیکھئے یہی امامِ ترمذی جس کے بارے میں آپ نے اپنے جلیل القدر قسم کے محدثین کو یہ فرماتے سنا کہ انکی تحسین پر اعتماد نہیں۔ مگر جب امامِ ترمذی کا فیصلہ کسی حدیث کے

بارے میں آپ کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اگرچہ ان کا وہ فیصلہ جمہور
محدثین کے خلاف ہو مگر آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا وہاں انداز
بدل جاتا ہے اور اب وہ امام ترمذی کی شان میں یوں قییدہ خواں ہوتے ہیں۔

قلت الترمذی من ائمة هذا الشأن نقوله حدیث

بریدۃ فی هذا غیر محفوظ یعتمد علیہ داما اخر ۳۱ البزار

حدیثہ بسند ظاہرۃ الصحۃ لاینافی کونہ غیر محفوظ (تکمہ ۱۳)

یعنی میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی فن حدیث کے اماموں میں سے ہیں اسلئے
انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ بریدہ کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس پر اعتماد کیا جائیگا۔

اور بزار کا اس حدیث کو ایسی سند سے ذکر کرنا جس کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے
کہ وہ صحیح ہے اس سے اس کے غیر محفوظ ہونے کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

یہ ہے آپ حضرات کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی دورنگی اور دور خابین
ایک جگہ جب امام ترمذی کا فیصلہ اپنے مطلب کے خلاف تھا تو وہ قابل اعتماد
ہی نہیں سمجھے گئے اور صاف صاف اعلان کر دیا گیا کہ ان کی بات پر اعتماد
نہیں اور یہاں چونکہ امام ترمذی کا فیصلہ آپ حضرات کی خواہش کے مطابق تھا تو
ان کو من ائمة هذا الشأن جیسے عظیم المرتبت لقب سے یاد کیا جاتا ہے
اور صحیح حدیث کو بلا تکلف رد کر دیا جاتا ہے۔ بتلایئے کہ کیا صرف ہم اہل قرآن
ہی منکرین حدیث ہیں یا اس متاع گراں بہا سے آپ حضرات کو بھی کچھ حصہ ملا ہے۔
آپ نے دیکھا کہ رنج یدین والے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث
جو صحیح سند سے مروی تھی اور جس کو امام ترمذی نے حسن قرار دے کر اس کے
صحیح و ثنابت ہونے پر مہر لگا دی تھی آپ کے علمائے امام ترمذی کی اس
تحسین پر چراغ پا ہو کر صاف صاف کہہ دیا کہ امام ترمذی لائق اعتماد نہیں اور انکی
بات کا بھروسہ نہیں۔

لیکن وہی امام ترمذی جب تعجیل ظہر کے سلسلہ کی ایک ضعیف روایت ذکر کرتے ہیں اور اپنی تحقیق کی روشنی میں اس کو حسن قرار دیتے ہیں تو چونکہ یہ بات آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی متنازعہ کے مطابق تھی۔ اس وجہ سے ان کی اس تحسین کو قابل اعتناء سمجھا گیا دیکھئے مولانا مبارکپوری کیا فرماتے ہیں :

قد حسن الترمذی هذا الحديث وفيه حكيم بن جبير وهو متكلم فيه فالظاهر انه لم يرو بحديثه باساؤ وهو من ائمة هذا الفن - (تحفة جلد ۱ ص ۱۳۶)

یعنی امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ حالانکہ اسکی سند میں ایک راوی حکیم بن جبر ہے اس کے بارے میں محدثین نے جرح کی ہے۔ (یعنی وہ محدثین کے نزدیک مجروح ہے) تو ظاہر یہی ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔ اور امام ترمذی تو فن حدیث کے اماموں میں سے ہیں (اس لئے وہ کسی حدیث کے بارے میں جو کچھ فرمائیں گے اس پر اعتماد کیا جائے گا۔)

اس چشم فلک نے انصاف کا خون ہوتے ہوئے بارہا دیکھا ہے مگر انصاف کی گردن پر اہل حدیث نامی جماعت نے جس انداز پر چھری پھیری ہے اس کا مشاہدہ دنیائے کہیں اور نہیں کیا ہوگا۔

مبلغ صاحب! آپ لوگ اہل حدیث نام رکھ کر کب تک دنیا کو دھوکا دیتے رہیں گے۔ اور کب تک انصاف اور حق کا خون کرتے رہیں گے۔ خدا سے ڈریئے دنیا والوں سے شرم کھائیے۔ کل قیامت کے روز خدا کے یہاں آپ حضرات کو بھی منہ دکھانا ہے۔

ظہر کی نماز جلد پڑھنے والی روایت ضعیف ہے

آپ لوگ تو صرف صحیح حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ آخر اس ضعیف حدیث پر عمل کرنا آپ نے یکے گوارہ کر لیا۔ ذرا کتابوں میں اس کے راوی حکیم بن جبر کا حال پڑھئے۔ خود مولانا مبارکپوری نے جو نقل کیا ہے اسکو پڑھ لیجئے فرماتے ہیں۔

امام ذہبی نے میزان میں حکیم بن جبر کے ترجمہ میں محدثین کا یہ کلام ذکر کیا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ شعبہ کو اس پر کلام تھا۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ امام دارقطنی ندیس کو مشرک قرار دیتے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اسکی حدیث بیان کروں تو مجھ کو جہنم کا خوف ہے۔

اندازہ لگائیے کہ جس حدیث کی سند میں ایسا مجروح راوی ہو اس حدیث کو آپ لوگ امام ترمذی کی تحسین پر اعتماد کرتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں اور جس صحیح روایت کی امام ترمذی تحسین کریں اس کو آپ لوگ خلاف مذہب ہونے کی وجہ سے رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جو امام ترمذی وہاں ہیں وہی امام ترمذی یہاں بھی ہیں۔ کیسا انصاف ہے !

ائمہ حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کی تضاد بیا نیاں اور ان کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی مکر وہ کوشش

اور ائمہ حدیث کے بارے میں آپ حضرات کا یہ دُور غاپن اور انکو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوشش کا معاملہ صرف امام ترمذی ہی تک محدود نہیں ہے۔

بلکہ بیشتر ائمہ حدیث و ائمہ دین کے بارے میں آپ کی جماعتِ اہلحدیث کا یہی طرز عمل ہے۔

ذرا درج ذیل ائمہ حدیث کے بارے میں اپنے جلیل القدر قسم کے محدثین کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) علامہ ابن حزم کے متعلق مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں

علا ان تصحیح ابن حزم لا اعتماد علیہ ایضاً (تحفہ منیہ ۲۲)
یعنی ابن حزم کی تصحیح پر بھی اعتماد نہیں کیا جائے گا۔

(۲) محدث ابن جان کے متعلق فرماتے ہیں۔ انہما متعنت و صرف

(تحفہ منیہ ۲۳۱ ابکار المنن ۷۲۲) وہ متعنت اور حد سے تجاوز کر نیوالے تھے۔

(۳) امام نسائی کے بارے میں کہتے ہیں کہ انکی جرح کا اعتبار نہیں اس لئے کہ وہ بھی متعنت ہیں۔ اور ان کا تعنت مشہور ہے۔ (تحفہ منیہ ۱۴۲ ابکار المنن ۲۵۹)

(۴) حافظ ابن تیم کے متعلق فرماتے ہیں۔ و قوله..... ایضاً

باطل مبني علی عدم اطلاعه۔ (ابکار المنن ۷۲۹)

یعنی ابن تیم کی بات بھی باطل ہے۔ یہ اس پر مبني ہے کہ ابن تیم کو انکی اطلاع ہی نہیں تھی۔

(۵) یحییٰ ابن تھان کی روایت کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ۔ وہ بہت

متعنت ہیں۔ (ابکار المنن ۷۵۳)

(۶) امام ثوری جیسے جلیل القدر محدث کو داہم قرار دیا (ابکار المنن ۷۶۸)

(۷) امام حاکم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ان کا حدیث کو صحیح قرار دینا

تسلیم نہیں۔ (ابکار المنن ۷۷۷)

(۸) امام ابو حاتم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔ وہ اگر لایحیجہ بہ

کہتے ہیں تو کہا کریں۔ (ابکار المنن ۷۵۹)

(۱۰) امام اعظمؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ - مدلس ہے اس کی
عن والی حدیث کا اعتبار نہیں - (ابکار ص

(۱۱) ابواسحقؒ بسبی جیسے محدث کو یہ کہہ کر کے - وہ مدلس ہیں - انکی
حدیث کو رد کر دیا - (ابکار ص ۱۸۸ م ۲۶۶)

(۱۲) قتادہ جیسے امام حدیث کی حدیث کو رد کر دیا اور کہا کہ - وہ
مدلس ہیں - (ابکار ص ۲۳۳)

(۱۳) امام ذہبیؒ کی جرح پر عدم اعتماد کا اظہار کیا - (ابکار ص ۲۴۷)

(۱۴) حافظ ہیثمیؒ کے بارے میں کہا - لا یطمئن القلب بتحصین

الھیثمی - (ابکار ص ۲۳۸) یعنی امام ہیثمیؒ کی تحسین سے قلب کو
اطمینان نہیں -

(۱۵) امام بخاریؒ کے استاذ ابن مدینیؒ کے بارے میں عدم اعتماد کا
اظہار کیا - (ابکار المنن ص ۶۵۲)

(۱۶) حافظ ابن تیمیہؒ کی بات کو شوکانیؒ کی اتباع میں رد کر دیا - (ابکار ص ۲۴۷)

(۱۷) قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں محمد بن اسحقؒ کی دھوم دھام سے توثیق
کی اور تشہد کے بارے میں اسی محمد بن اسحقؒ کے بارے میں یہ کلام ذی شان

فرمایا - قلت فی اسناد دہ محمد بن اسحق دھوم دلس وقد رواہ

عن عبد الرحمن بن الاسود معنعنا فکیف یکون اسنادہ حسنا
اصحیحاً دستاهل الترمذی والحاکم مشہور - (ابکار ص ۴۹۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحقؒ ہے اور وہ مدلس ہے

اور اس نے اس حدیث کو عبد الرحمن بن الاسود سے عن سے روایت کیا ہے اسلئے

اس کی سند حسن یا صحیح کیسے قرار پائے گی - اور ہی امام ترمذیؒ اور حاکمؒ کی
بات تو ان دونوں کا تساہل مشہور ہے - دیکھئے ایک ساتھ تین تین محدث

یہ رہا تھ صاف کر دیا۔

(۱۸) امام احمد بن حنبل کی بات کو یوں ٹھکراتے ہیں۔

علی ان قول احمدانی رجل روی منا کثیر لا یتسلم ضعفه۔
(ابکار ص ۲۵۲) یعنی امام احمد کا کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مکرورایت کرتا ہے اس راوی کے ضعف کو مستلزم نہیں۔

(۱۹) امام زہری کو مدلس قرار دیا اور کہا کہ۔ اگر وہ عن سے روایت کریں تو ان کی روایت معتبر نہیں۔ (ابکار ص ۲۱۲)

(۲۰) سعید بن عروبہ جیسے محدث کو مدلس قرار دیکر ان کی حدیث کو رد کر دیا۔ (ابکار ص ۲۱۲)

یہ بیس مثالیں میں نے آپ حضرات کی آنکھ کھولنے کیلئے پیش کی ہیں ورنہ تحفۃ الاخذی اور ابکار المنن میں اس طرح کی پچاسوں مثالیں موجود ہیں۔ ہمیں معلوم ہے اس لئے کہ میں آپ ہی کی جماعت کا آدمی رہا ہوں کہ آپ حضرات متقدمین اور خاص طور سے احناف پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ وہ ائمہ حدیث کی توقیر نہیں کرتے۔ وہ احادیث کو رائے کے مقابلہ میں رد کر دیتے ہیں۔ وہ دشمن سنت ہیں۔ ذرا آپ آنکھ بھاڑیئے اور حدیث اور ائمہ حدیث کے بارے میں اپنے طرز عمل پر غور کیجئے۔ یہ آپ ہی حضرات ہیں جنہوں نے ہم اہل قرآن کو یقین دلایا ہے کہ احادیث کا ذخیرہ ناقابل اعتبار ہے۔ کوئی حدیث ثابت نہیں۔ کسی حدیث کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قول رسول ہے۔ نہ کسی سنت کے بارے میں بطریق جزم کہا جاسکتا ہے کہ وہ سنت رسول ہے۔ اور جب ہم نے آپ حضرات کی اس بات کو مان کر صرف کتاب اللہ کو جس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں قابل عمل ٹھہرایا تو آپ ہم کو الزام دیتے ہیں کہ ہم سنت کے منکر ہیں۔ ہم حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

اور عوام میں ہمیں منکرین سنت کہہ کر بدنام کرتے ہیں۔ پہلے کسی ایک سنت اور کسی ایک حدیث کو سنتِ رسول اور حدیثِ رسول ثابت تو کیجئے۔

گاوؤں کے چودھری کا چیلنج

میں پھر چیلنج سے کہتا ہوں کہ جماعت اہم حدیث کا کوئی فرد کسی ایک سنت کو بھی اپنے اصول کی روشنی میں حدیثِ رسول اور سنتِ رسول نہیں ثابت کر سکتا۔ غیر مقلد مبلغ..... چودھری صاحب آپ ہوش میں ہیں یا بے ہوشی میں جو من میں آ رہا ہے بکتے چلے جا رہے ہیں۔ احادیث کی اتنی ساری کتابیں کیا یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ امام بخاری کی صحیح بخاری۔ امام مسلم کی صحیح مسلم ان کے صحیح ہونے اور امت میں بالاتفاق مقبول ہونے پر تو آج تک کسی مسلمان نے شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا اور آپ چیلنج کر رہے ہیں کہ کوئی سنت اور کوئی حدیث ثابت نہیں۔ یہ ہوائی قلعہ جو آپ تعمیر کر رہے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے؟ گاوؤں کا چودھری..... مبلغ صاحب ہوائی قلعے تعمیر کرنا یہ تو آپ کی عادت کا کام ہے۔ آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا کام ہے۔ میں تو گاوؤں کا چودھری ہوں۔ قلعے شہروں میں تعمیر ہوتے ہیں گاوؤں میں نہیں۔ گاوؤں میں تو جھونپڑی بنائی جاتی ہے۔ اور یقیناً جانے کر میں ہوائی جھونپڑی بھی نہیں بنا رہا ہوں میری گفتگو حقائق اور واقعات کی روشنی میں ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم کی کتابوں پر کسی مسلمان نے شک و شبہ نہیں کیا۔ یقیناً اگر وہ آپ کے لفظوں میں مسلمان ہو گا تو اس نے ان کتابوں پر شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا ہو گا۔ مگر بڑی مشکل تو یہ ہے کہ آپ کے جو عقائد ہیں ان کی روشنی میں ہمارے نزدیک تو آپ کا اسلام ہی مشتبہ ہے۔ آپ خود کو مسلمان ثابت کرنا لوہے کا چنچر جانا ثابت ہو گا۔ مجھے آج کی اس

فرصت میں مجبور نہ کریں کہ میں آپ کے عقائد کا ذکر جھپٹوں۔ اور آپ کے مسلمان ہونے کی حقیقت کو ظاہر کروں۔ اس کیلئے پھر کسی دوسرے موقع سے ہمیں تبلیغ کے لئے تشریف لائیے گا۔

غیر مقلد مبلغ..... آپ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جماعت اہلحدیث کے اصول کے مطابق کوئی حدیث اور کوئی سنت ثابت نہیں ہو سکتی براہ کرم کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

گائڈ کا چودھری.... ضرور کیوں نہیں۔ آج میں وضاحت ہی کرنے کیلئے بیٹھا ہوں۔ بہت دنوں سے منتظر تھا کہ مجھے کوئی جماعت اہلحدیث کا P.H.D ملے۔ آخر آج وہ آپ مل ہی گئے۔ تو میں بھی اس کی وضاحت ہی نہیں بلکہ پوری وضاحت کروں گا۔ اور خود آپ سے داد انصاف چاہوں گا۔

غیر مقلدین کے اصول پر کوئی حدیث اور کوئی سنت ثابت نہیں ہو سکتی

آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کسی حدیث کے رد و قبول کے بارے میں عقل و درایت کو بالائے طاق رکھ کر صرف سند حدیث کو دیکھتے ہیں۔ اور اگر سند میں کوئی راوی ضعیف ہے اور وہ حدیث ان کی منشاء کے خلاف ہے تو وہ بلا تکلف اس حدیث کو رد کر دیتے ہیں خواہ اس کے ثبوت کے کتنے بھی دوسرے مستند ذرائع موجود ہوں۔ میں آئندہ اس کی ایک نہیں متعدد مثالیں دوں گا۔

صحیح احادیث کو رد کرنے کیلئے غیر مقلد و کل اصول

مگر یہی جلیل القدر قسم کے محدثین صحیح حدیث جس کی سند کے تمام راوی

صحیح ہوں مگر حدیث ان کی منشاء کے خلاف ہے تو وہ اس صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے اس قسم کے اصول وضع کرتے ہیں۔

من العلوم ان حسن الاسناد اوصحۃ لایستلزم حسن الحدیث اوصحۃ - (ابکار م۲۵)

یعنی یہ بات معلوم ہے کہ حدیث کی سند کا حسن یا صحیح ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث بھی حسن اور صحیح ہو۔

ایک جگہ فرماتے ہیں : دان کان رجالہ ثقات لکنہ ضعیف (ابکار م۲۵) یعنی اگرچہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن حدیث ضعیف ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں : قلت لایلزم من کون رجالہ رجال الصحیح صحۃ - (ابکار م۲۲) یعنی میں کہتا ہوں کہ صحیح حدیث کے راوی ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث بھی صحیح ہے۔ اسی بات کو پھر دہراتے ہیں۔ قلت کون رجال الحدیث ثقات لایستلزم صحۃ - (ابکار م۱۶) یعنی میں کہتا ہوں کہ حدیث کے رواۃ کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خود حدیث بھی صحیح ہے۔

اپنی مایہ ناز کتاب تحفہ میں بھی اس اصول کو متعدد جگہ بار بار دہرایا ہے مثلاً ایک جگہ ایک صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وقد تقر ما ان حسن الاسناد اوصحۃ لایستلزم حسن الحدیث

اوصحۃ - (تحفہ ص۱۳) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسناد کا حسن یا صحیح ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ حدیث بھی حسن یا صحیح ہو۔ اور مزید ایک صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قلت سلیمان اسنادہ صحیح لکن قد تقر ان صحۃ الاسناد

لايستلزم صحة المتن - (تحفہ مبہج ۶۹) یعنی ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ قاعدہ طے پاچکا ہے کہ سند کے صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا نہیں لازم آتا ہے۔

جناب مبلغ صاحب - اگر ہم اہل قرآن آپ حضرات کے اس اصول کی روشنی میں یہ کہیں کہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ کسی سنت کا صحیح طریقہ سے ثبوت نہیں تو ہمیں آپ مطعون کریں گے۔ اسلام سے خارج کریں گے۔ مگر اہ فرقة قرار دیں گے۔ خود آپ خدا را انعام فرمائیے کہ جب یہ بات طے شدہ ہے اور آپ حضرات کا بھی اس پر عمل ہے کہ سند کے صحیح ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اور راویوں کے ثقہ ہونے سے خود روایت کا معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ اور آپ نے اس اصول کی روشنی میں پچاسوں حدیث کو رد بھی کر دیا ہے تو منکرین حدیث اور منکرین سنت ہونے کا صرف ہم اہل قرآن ہی پر الزام کیوں؟

اگر ہم میں کا کوئی کھڑا ہو کر آپ کے علماء کو للکار دے کہ اگر ہم منکرین حدیث و سنت ہیں تو تم بھی منکرین حدیث و سنت ہو تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔ اور للکارنے والا آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کے اسی اصول کو پیش کرے گا۔

غیر مقلدین کے اصول پر بخاری و مسلم کی بھی روایتوں کا اعتبار نہ ہوگا

آپ کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ آپ کے شیخ اہل فی اہل علامہ سید ندیر حسن میاں صاحب فرماتے ہیں :

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تمام حدیث مرفوعہ سند صحیح ہیں ان میں کسی حدیث کا موضوع ہونا کیا معنی کوئی حدیث ضعیف بھی نہیں ہے (فتاویٰ ندیر بہ ص ۲۱۲)

اگرچہ مولانا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ خود آپ کے اپنے عمل کی روشنی میں بالکل غلط دعویٰ ہے مگر اس وقت ہم چلے میاں صاحب کی بات مان لیتے ہیں۔ میاں صاحب ہی نہیں بلکہ تمام جماعت اہل حدیث بلکہ ہم اہل قرآن کے علاوہ تمام مذاہب اربعہ کے متبعین اسی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے متبعین سے ہمیں غرض نہیں۔ ہمیں تو راہ حق دکھلانے اور اندھیری سے روشنی میں کرنے اور ہمارے اوپر تبلیغ کی مشق کرنے آپ تشریف لائے ہیں اس لئے ہماری ساری گفتگو کا مرکز آپ ہیں اور آپ کی جماعت ہے۔ ہمارے سوالوں کا جواب آپ کو دینا ہے۔

جواب والا آپ کہتے ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ آپ نے بخاری و مسلم کی کتابوں کا نام ہی کسی خوش فہمی میں صحیح رکھ رکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ان بخاری و مسلم کی حدیثوں کے صحیح ہونے کا معیار اور پہچان کیا ہے۔ آپ کس طرح ان کتابوں کی حدیثوں کو صحیح ثابت کریں گے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ کا جواب کیا ہوگا۔ آپ بڑے فخر اور بڑے دعویٰ سے کہیں گے کہ بخاری و مسلم نے اپنی مرویات میں اس کا التزام کیا ہے کہ وہ کسی مجروح اور ضعیف راوی سے روایت نہ کریں گے۔ بخاری و مسلم کی تمام حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان کا کوئی راوی مجروح و متکلم فیہ نہیں ہے۔ اور اسی صحت و سناد کو آپ بخاری و مسلم کی تمام روایتوں کے صحیح ہونے کا معیار قرار دیں گے۔ اولاً تو ہمیں یہی تسلیم نہیں ہے کہ بخاری و مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ ثانیاً جب آپ کا اصول یہی ٹھہرا کہ سند کے صحیح ہونے سے اور راویوں کے فقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ تو آپ بخاری و مسلم کی جو روایت کبھی پیش کریں گے کہنے والا یہی کہہ دے گا کہ زیادہ سے

زیادہ بخاری و مسلم کی روایتیں سنداً صحیح ہیں مگر سند کے صحیح ہونے سے ندرت کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔

آپ کے پاس یا آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کے پاس اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟ کیا آپ اپنے اصولوں کی روشنی میں بخاری و مسلم سے ایک روایت بھی صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟ بتلایئے کہ انکار حدیث کا دروازہ ہم نے کھولا ہے یا اس کی طرف رہنمائی آپ ہی کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی ہے۔ انکار حدیث و سنت کی راہ آپ ہمیں دکھائیں اور جب ہم اس راہ پر چل پڑیں تو آپ ہی ہمیں گمراہ بھی قرار دیں۔ آخر اس ظلم کی کوئی حد ہے۔ پہلے ہمارے باپ دادا حنفی مقلد تھے۔ کسی نے بھی نہ کسی حدیث کا انکار کیا نہ کسی سنت کا جس کو انھوں نے دین سمجھا اس پر جے رہے۔ بخاری و مسلم کی تمام حدیثوں کو صحیح مانتے رہے۔ امام ابو حنیفہ کی تقلید نے ان کو اپنے عقیدہ پر اپنے منسلک پر مضبوطی سے جمار کھا تھا۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے بخاری و مسلم کی حدیثوں کا انکار کیا ہو۔ کسی محدث کی شان میں گستاخی کی ہو کسی امام فقہ و حدیث کے بارے میں طعن و تشنیع کی ہو۔ کسی صحابی رسول کے بارے میں بدزبانی کی ہو اور سنت رسول و سنت صحابہ کا انکار کیا ہو۔ یا کسی نے یہ کہہ کر کرادلوں کے ثقبہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ کسی صحیح حدیث کو رد کر دیا ہو۔ ان کی زندگی بڑے سکون اور بڑی عافیت کی تھی۔ نماز کا نوران کے چہروں پر تھا۔ اللہ اللہ کے ذکر سے ان کی زبان تر رہتی مسجدیں آباد تھیں۔ ایمان کی حلاوت سے وہ آسودہ تھے نہ جھگڑا تھا نہ فساد نہ ائمہ دین کی بے توقیری تھی نہ انکی شان میں گستاخی۔

مگر پہلے تو آپ نے تبلیغ کر کر کے ہم سادہ مزاجوں کو تقلید سے نکالا اور منکرین تقلید یعنی غیر مقلد بنایا۔ اور پھر جب ہم نے آپ کی صحبت میں رہ کر

حقیقی دین سیکھ لیا اور ہم نے آپ ہی حضرات سے یہ سیکھا کہ حق کتاب جس پر عمل کر کے دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کی جاسکتی ہے وہ صرف قرآن ہے کسی حدیث کو ثابِت اور صحیح یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تمام حدیثیں مشکوک ہیں۔ اور شک و ریب کو دین نہیں بنایا جاسکتا۔ اور ہم نے جماعت اہل قرآن میں شمولیت اختیار کر لی تو آپ کو یہ جرات ہوتی ہے کہ ہمیں گمراہ کہیں؟ اور پھر اسی تبلیغ کا آپ حضرات نے جُز چلایا۔

بخاری و مسلم کو امت کی قبولیت عامہ حاصل ہے یہ کہہ کر بخاری و مسلم کی صحت کو ثابِت نہیں کیا جاسکتا۔

اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اس لئے بخاری و مسلم کی احادیث کو صحیح کہتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ بخاری و مسلم قرآن کے بعد اس روئے زمین پر سب سے صحیح کتابیں ہیں اور امت میں ان دونوں کتابوں کو مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ اور تمام امت ان کی روایتوں کو صحیح سمجھتی ہے۔

غیر مقلدین کے مذہب میں اجماع کا اعتبار نہیں

تو میں عرض کروں گا کہ یہ جو آپ لوگ ضرورت کے موقع پر اجماع کا شور مچاتے ہیں اور اتفاق امت کا سہارا لیتے ہیں اور جمہور امت کا بخاری بھکم الفاظ استعمال کرتے ہیں یہ بھی آپ کی منافقانہ پالیسی اور دوڑ خابین کا ایک حصہ ہے۔

آپ اجماع سے استدلال کیسے کرتے ہیں جب کہ اجماع آپ کے مذہب میں کوئی دلیل شرعی نہیں آپ کی جماعت کے علمائے نے تو صراحتاً اجماع کا دلیل شرعی ہونے سے انکار کیا ہے۔

عرف الجادی میں نواب صاحب بھوپالی فرماتے ہیں۔ اولہ دین اسلام
 وملت فقہ خیر الانام مختصر در دو چیز است یکے کتاب عزیز و دیگر سنت
 مطہرہ۔ ص ۳۔ یعنی مذہب اسلام میں دلائل شرعیہ صرف دو چیز میں
 مختصر ہے ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ۔ اور اسی بات کو
 نواب وحید الزماں حیدر آبادی نے بھی لکھا ہے۔ اصول الشیعہ اثنا
 الکتاب والسنۃ۔ (رہدۃ الہدیٰ ص ۱۷)
 یعنی شرعی اصول صرف دو ہیں کتاب اور سنت۔

غرض جب آپ حضرات اجماع کا نام لیتے ہیں تو ہم اہل قرآن کو آپ
 پر ہنسی آتی ہے کہ آپ حضرات کے مذہب اور آپ کی جماعت میں نفاق اور
 تضاد کا کتنا بڑا حصہ ہے ہمیں تو محسوس ہو رہا ہے کہ تبلیغ آپ ہمیں کیا کریں گے
 خود آپ حضرات کو تبلیغ کرنے کی شدید حاجت ہے تاکہ کم از کم یہ نفاق اور
 تضاد والی زندگی سے تو آپ حضرات باہر نکلیں۔

پھر ایک بات اور قابلِ لحاظ ہے کہ امت نے بخاری و مسلم کی جو عام
 روایتوں کو صحیح کہا ہے اس کی بنیاد ظاہر ہے کہ رواۃ ہی ہیں۔ یعنی بخاری
 و مسلم کی روایتوں کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اسی وجہ سے امت کے نزدیک
 بخاری و مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ مگر آپ کا اصول جس کا تفصیل کے
 ساتھ اوپر ذکر ہوا تو یہ ہے کہ سند کے صحیح اور راوی کے ثقہ ہونے سے حدیث کی صحت
 ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اگر آپ کا یہ اصول صحیح ہے تو پھر بخاری و مسلم کی روایتوں
 کو صحیح ثابت کرنا لوہے کے چنے چبانے سے زیادہ دشوار ہو گا۔

بخاری و مسلم کی تمام روایتوں کو غیر مقلدین صحیح نہیں سمجھتے

اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ حضرات کو یہ دھوی کرنا کہ بخاری و مسلم کی

تمام روایتیں صحیح ہیں صرف زبانی دعویٰ ہے علماء آپ خود اس کے منکر ہیں
امام مسلم نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت
ابو موسیٰ اشجری کی روایت ہے فرماتے ہیں۔

علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انا قمتم الى الصلوة
فليؤمكم احدكم واذ اقرأ الامام فانصتوا (اخرجه مسلم واجل)
یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز سکھلائی۔ آپ نے
فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں ایک آدمی امامت کرے اور جب
امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے خواہ سری نماز ہو
یا جہری کچھ پڑھنے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا ہے مگر
آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین فرماتے ہیں۔

اذ اقرأ الامام فانصتوا کا لفظ ثابت نہیں (تحفہ ص ۲۵۹)
یعنی امام مسلم کے نزدیک یہ لفظ تو ایسا ثابت ہے کہ وہ اس کو اپنی صحیح
میں روایت کرتے ہیں اور امام احمد جیسا جلیل القدر محدث اور امام سنت نبوی اسکو
ثابت مانتا ہے۔ مگر آپ کی جماعت کا لغو ان محدثین کے خلاف یہ ہے کہ وہ
غیر محفوظ۔ اور پھر بھی آپ حضرات کا دعویٰ یہی ہے کہ بخاری و مسلم کی
تمام روایتیں صحیح ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں کچھ متعارض حدیثوں کی تطبیق ذکر کر کے ان تمام
حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے مگر آپ کے مبارک پوری صاحب کا زعم یہ ہے۔ قلت
حدیث ابن عباس وعائشہ المذکور فی هذا الباب ضعیف کما
ستعرف فلا حاجة الى الجمع الذي اشار اليه البخاری۔ (تحفہ ص ۲۶۰)
یعنی میں کہتا ہوں کہ ابن عباس اور عائشہ کی مذکورہ حدیث ضعیف ہے

اس وجہ سے اس تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے۔

امام مسلم نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی حضرت زید بن ثابت کا یا اثر بھی ذکر کیا ہے۔ لا قراءۃ مع الامام فی شیء۔ (رواہ مسلم) یعنی امام کے ساتھ مطلقاً قرأت نہ ہوگی۔

لیکن آپ لوگوں نے اس کو بھی تسلیم نہیں کیا اور خواخوہ کی تاویل کر کے اس کے اطلاق کا ستیاناس کر دیا۔

نواب صاحب بھوپالی عرف الجاوی میں فرماتے ہیں کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو اس کو روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ (مش)

اور حضرت امام بخاری حضرت ابن عباس کا کلام نقل کرتے ہیں کہ دعلی الذین یطیعونہ فدیۃ لیست بمنسوخۃ ہی للکبیر الذی لا یتطیع الصوم۔ (رواہ البخاری)

یعنی یہ آیت دعلی الذین یطیعونہ فدیۃ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ اس بوڑھے کے حق میں ہے جو روزہ پر قادر نہ ہو۔

آپ کے مجددین نواب صاحب بھوپالی عرف الجاوی میں فرماتے ہیں کہ جمہور اس شخص پر واجب نہیں جو قنوت اصل پر ہو اگرچہ وہ جمعہ کی اذان کی آواز سننا ہو۔

حالانکہ امام مسلم آنحضور کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ۔ اگر جمعہ کی اذان تم سنو تو جمو میں حاضر ہو۔ (مسلم)

آپ حضرات کا مسلک یہ ہے کہ طواف سے پہلے وضو کا ثبوت نہیں۔ عرف الجاوی میں خاں صاحب فرماتے ہیں۔

وضو قبل از طواف ثابت نہ شدہ۔ یعنی طواف سے پہلے وضو کرنا ثابت

نہیں ہے۔ جبکہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان اول شئ یدأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم انہ تووضاً ثم طاف بالبیت۔ یعنی پہلا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ تشریف لانے کے بعد وضو کر کے طواف کرنا تھا۔

میں کتنی مثالیں دوں کہ آپ حضرات نے بخاری و مسلم کی کتنی روایتوں کو جھوٹا ہے۔ یہ تو چند مثالیں ہیں دیوں مثال پیش کی جا سکتی ہے۔

مبلغ صاحب۔ خدا سے شرمائیے رسول سے حیا کیجئے۔ امت مسلمہ کو جو کہ مذہب کے یہ جو اہل حدیث کا ٹائٹل آپ نے چہرہ پر لگا رکھا ہے اس کو نوچ کر پھینک ڈالئے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث پر عمل ہی کرنے کا شوق ہے تو پھر ہمارے آبا و اجداد جیسے مقلد حنفی تھے آپ بھی سیدھے سادھے حنفی مقلد بنجائیے۔ اور اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ ترقی یافتہ جماعت اور ہدایت یافتہ فرقہ کہلائیں تو پھر بخاری جماعت میں شامل ہو جائیے۔ ہمارے یہاں آپ کا بڑا اعزاز ہو گا۔

غیر مقلد مبلغ..... یہ آپ نے کیا کہا؟ کیا مقلدین اخلاف حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ ان کا عمل تو تمام تر رائے و قیاس پر ہوتا ہے۔

غیر مقلدین اور اہل قرآن بھائی بھائی ہیں

مگڑوں کا چودھری..... مبلغ صاحب جماعت اہل حدیث کے علماء و عوام نے مشہور تو یہی کیا ہے۔ میں بھی آپ ہی کی طرح غیر مقلد ہوں۔ تقلید ہمارا بھی مذہب نہیں۔ اس بارے میں ہم اور آپ بھائی بھائی ہیں۔ جماعت اہل قرآن اور جماعت اہل حدیث کا یہ نقطہ اشتراک خدا کو فریادوں پر مہم ہم اور آپ اور بھی قریب ہوں۔

البتہ انصاف و دیانت کا خون کر کے میں اپنے دامن کو داغدار نہیں کرنا چاہتا۔ اور جو حق ہے اس کا اعلان کرنا میں اپنے دین و ایمان کا تقاضا سمجھتا ہوں۔ آپ حضرات کا اخاف متعلمین کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ دنیا کا بدترین جھوٹ ہے۔ اور یہ اتنا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسا کہ آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ اہلحدیث تمام صحیح حدیثوں کو قابل عمل مانتے ہیں۔

اخاف نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ان کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہے

پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ اخاف کا کبھی یہ دعویٰ نہیں رہا کہ وہ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنا اور بات ہے اور تمام صحیح حدیثوں کو صحیح مانتا اور بات ہے۔ آپ حضرات اور اخاف میں یہ بڑا فرق ہے کہ آپ صحیح حدیثوں پر عمل کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اور اپنی منشا کے خلاف جو صحیح حدیثیں ہوتی ہیں اس کو بلا تکلف ٹھکرا بھی دیتے ہیں اور ان کو ذہن و دماغ کی پوری طاقت کے ساتھ ضعیف قرار دیتے ہیں۔

اخاف مختلف صحیح حدیثوں میں حتی الامکان تطبیق پیدا کرتے ہیں

جب کہ اخاف کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کی بنیاد صحیح احادیث پر رکھتے ہوئے دوسری صحیح حدیثوں کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی محبت کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر ایک مسئلہ میں مختلف صحیح احادیث ہوتی ہیں تو انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان تمام حدیثوں میں جمع و تطبیق کی کوشش کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ احادیث صحیحہ پر عمل ہو جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو وہ صحیح حدیثوں کو صحیح مانتے ہوئے اس کی ایسی توجیہ یا تاویل کرتے ہیں کہ احادیث رسول کا احترام بھی باقی رہے اور ان کی محبت بھی مجروح نہ ہو۔

تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنا کسی کیلئے بھی ممکن نہیں کسی امام فقہ و حدیث نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہے۔

اور یہ صرف احناف ہی کا عمل یا انھیں کا مذہب نہیں ہے بلکہ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنے کا دعویٰ کسی بھی ائمہ فقہ و حدیث نے نہیں کیا ہے۔ یہ تو صرف آپ حضرات یعنی جماعت اہل حدیث کا زعم باطل ہے۔

مختلف احادیث صحیحہ میں جمع و تطبیق کی مثال

یہ جو میں نے مذہب حنفی کے سلسلہ میں عرض کیا ہے کہ احناف کے یہاں دلائل اس کی کوشش ہوتی ہے کہ مختلف احادیث میں جمع و تطبیق پیدا کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ احادیث صحیحہ بلکہ اس سلسلہ میں تمام قسم کی حدیثوں پر روا وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو عمل ہو جائے۔ اور کسی صحیح یا ضعیف حدیث کے ناقابل عمل ہونے کی بات سے متا حد امکان بچایا جائے۔ اس کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔

احناف نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں مختلف احادیث کو جمع کرنے کا مذہب اختیار کیا ہے

قرأت خلف الامام کا مسئلہ احناف اور آپ کے درمیان بڑا معرکہ الاراء مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اور آپ حضرات کو یہ بھی زعم ہے کہ آپ کا مسلک اس بارے میں سب سے قوی اور آپ کے دلائل سب سے زیادہ ٹھوس ہیں۔ میں نے اس مسئلہ میں بہت غور و خوض کیا ہے اور صحیح بات تو یہ ہے کہ مجھے جماعت اہل حدیث سے تعلق ختم کرنے کا باعث یہی مسئلہ بنا ہے۔ میں نے دیکھا

کہ آپ حضرات نے دعویٰ عمل بالمحدیث کے اور اس اعلان کے باوجود کہ آپ جماعت اہلحدیث کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں بطور خاص بڑی ضد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور احناف نے اگر اس کی کوشش کی ہے کہ ان کا عمل اس مسئلہ میں تمام صحیح حدیثوں پر ہو تو آپ حضرات نے محض اپنی ضد اور اتباع نفس میں اس باب کی مختلف حدیثوں کو متردک قرار دے دیے۔ میں آپ کی جماعت کے عمل اور احناف کے عمل دونوں کی یہاں ذرا تفصیل سے وضاحت کر مل گا۔

قرأت خلف الامام کے بارے میں احناف اور جماعت اہلحدیث کے عمل کی وضاحت

آپ حضرات کا اس مسئلہ میں بطور خاص جو استدلال ہے وہ حضرت عبادہ بن صامت کی یہ روایت ہے کہ اللہ کے رسول کا ارشاد ہے :
لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة یعنی جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اسکی کتاب - (ترمذی) نماز ہی نہیں۔

اور آپ نے اس حدیث کو امام مقتدی منفرد و غیر منفرد سب یکلے عام قرار دیا ہے۔ خواہ نماز فرض ہو یا نفل خواہ وہ نماز سری ہو یا جہری۔ امام مقتدی منفرد سب کو فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔

امد مقتدی پر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے فرض ہونے کو آپ نے بطور خاص اس حدیث سے استدلال کیا۔ یہ بھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے۔ عن عبادۃ بن الصامت قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فتقلت علیہ القراءۃ فلما انصاف قال انی اراکم تقرؤون دراءا ما مکم قال قلنا یا رسول اللہ

ای واللہ قال لاتفعلوا الا بام القرآن فانما لاصلوکل من لم یقرأ
بہا۔ (ترمذی)

یعنی حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو آپ پر قرآن کا پڑھنا بھاری ہوا تو آپ نے
نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے بھی پڑھتے
ہو۔ حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم ایسا کرتے ہیں۔
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کیا کرو۔ ہاں سورہ فاتحہ پڑھ
لیا کرو اس لئے کہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنے کے سلسلہ میں یہ دو حدیثیں بطور
خاص آپ کا مستند ہیں۔

میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی بھی حنفی نے ان احادیث کی صحت میں
کلام کیا ہو^(۱)۔ اگرچہ ہم اہل قرآن کو ان دونوں حدیثوں یا ان کے ہم معنی دوہم معنوم
جو آپ حضرات احادیث پیش کرتے ہیں ان کی صحت میں آپ ہی حضرات کے
اصول کی روشنی میں کلام ہے۔ اس لئے کہ یہ قاعدہ ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔
صحت کی سند سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ یا راویوں کے ثقہ
ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ (۲)

اگر آپ کا یہ اصول درست ہے تو آپ کی جماعت کا کوئی شخص ان
احادیث کی صحت کو ثبات نہیں کر سکتا اور وہ یقیناً ہم اہل قرآن کی طرح
یہ کہہ دے گا کہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے سب
مشکوک ہیں۔

(۱) چودھری کی یہ بات غلط ہے اس لئے کہ حضرت عبادہؓ کی اس دوسری مفصل روایت میں صحت کو بہت کلام ہے

(۲) اس پر پوری بحث دیکھئے گزشتہ صفحہ پر۔

مگر اس وقت مجھے اخاف کی بات کرنی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے مطالعہ کی حد تک اخاف نے ان دونوں حدیثوں کی یا ان کے ہم معنی دوسری صحیح حدیثوں کی صحت کا انکار نہیں کیا ہے۔ انکو جو اس بارے میں اشکالات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں اخاف کے اشکالات

(۱) اگر جماعت اہل حدیث کے مذہب کے مطابق امام کے پیچھے قرأت کرنی مقتدی کو ضروری ہو تو قرآن کے اس ارشاد کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا۔ یعنی جب قرآن کی تلاوت ہو (خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر) تو کان لگا کر سنو اور زبان مت ہلاؤ (خاموش رہو)

میں اس بحث میں اس وقت نہیں پڑنا چاہتا کہ اس کا شان نزول کیا ہے (اگرچہ جیسا کہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد فرماتے تھے کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز ہی کے بارے میں ہے) اس لئے کہ بات بہت طویل ہو جائے گی۔ صرف قرآن کے الفاظ پر غور فرمائیے۔ آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ پیچھے پیچھے کر پکار رہا ہے کہ قرأت کے وقت کان لگا کر سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے۔ آیت کا ختم اس لفظ پر ہے (لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ) یعنی تاکہ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ قرأت قرآن کے وقت نماز میں خود قرآن پڑھتے ہیں خواہ سورہ فاتحہ یا کچھ اور وہ ارشاد خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت نہیں ہوتی۔

(۲) اگر جماعت اہل حدیث کے مذہب کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی کو

قرأت کوئی ضروری ہو تو امام مسلم کی اس صحیح روایت کی مخالفت لازم آتی ہے۔
روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں اس طویل روایت کا یہ
آخر کا ٹکڑا محل غور ہے۔ - واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام تلاوت کرے
تو تم خاموش رہو۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ حضرت ابو موسیٰ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اللہ کے رسول نے ہمیں نماز سکھانے کے
موقع پر فرمائی۔ معلم صلوٰۃ اللہ کے رسول ہیں۔ تعلیم صلوٰۃ کا اہم فرض انجہام
دے رہے ہیں۔ جن کو نماز سکھانی جا رہی ہے وہ صحابہ کی جماعت ہے جن
سے دین دنیا میں پھیلے گا۔ اور ان سے لوگ نماز روزہ کے احکام سیکھیں گے۔
اس اہم موقع پر اللہ کے رسول جو سکھلائیں گے اصل اعتبار اس کا ہو گا آپ نے یہاں
صحابہ کرام کو امام کے پیچھے قرأت کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ قرأت خلف الامام سے
منع فرمایا۔

(۳) احناف کا تیسرا اشکال یہ ہے کہ امام ترمذی نے پہلے یہ باب باندھا۔
باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام۔ یعنی اس کا بیان کہ امام کے پیچھے
قرأت کرنی ہے۔ اور اس سلسلہ کی روایت اور اس باب میں ثقل قرأت والی روایت
ذکر کی ہے۔ اور اس کے بعد ہی متصلاً یہ دوسرا باب باندھتے ہیں۔ باب
ما جاء فی تراث القراءۃ خلف الامام اذا جهر الامام بالقراءۃ۔ یعنی
اس کا بیان کہ جب امام جہری قرأت کرے تو مقتدی کو قرأت نہ کرنی چاہئے۔
اور پھر اس سلسلہ کی حدیث ذکر کی۔ احناف آپ حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ
یہ دو ہی امام ترمذی ہیں کہ جن کو آپ حسب موقع امام من اسمۃ هذا الشان کے
مضمین مضمین لقب سے یاد کرتے ہیں۔ انھوں نے حویہ دونوں باب باندھ چکے ہیں اس کا
کوئی مقصد ہے؟ امام ترمذی علیہ الرحمہ کچھ بتلانا چاہتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ پہلے

انہوں نے قرأت خلف الامام کا باب باندھا پھر ترک قرأت خلف الامام کا باب باندھا ؟

ایک ادنیٰ عقل والا بھی جس نے صحاح ستہ کی صرف ورق گردانی نہیں کی ہے بلکہ ان کو سمجھ بوجھ کر پڑھا ہے وہ آپ کو یہ بتلائے گا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ پہلے کے بعد یہ دوسرا باب باندھ کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قرأت خلف الامام کا حکم کسی وجہ سے اگر تھا بھی تو وہ اول زمانہ کی بات ہے۔ بعد میں وہ حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ انہوں نے اس دوسرے باب میں جو روایت ذکر کی ہے وہ اس کے نسخ پر صریح دلیل ہے وہ روایت یہ ہے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جہر فیہا بالقرآۃ فقال هل قرأ معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اتول ما لی انا من القرآن قال فانتہی الناس عن القرآۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یجہر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوٰۃ بالقرآۃ حین سمعوا ذلك من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز جہری پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کچھ پڑھا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ ہاں (میں نے) یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی کہہ رہا ہوں کہ کیا ہو گیا مجھ کو کہ مجھے قرآن پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے لوگ انہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں قرأت کرنے سے (بالکل) رک گئے۔ اخاف حضرات جماعت الجدیدت سے یہ سوال بھی کرنا چاہتے ہیں کہ اگر امام کے پیچھے قرأت کرنا صحابہ کرام کا عام معمول تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیچھے تمام مقتدیوں میں سے صرف ایک ہی نے قرأت کیوں کی۔ اور صرف ایک ہی مقتدی نے کیوں جواب دیا۔

اگر امام کے پیچھے قرأت کا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا یہ انداز کیوں اختیار کیا یہاں قرائتی احل؟ سوال کا یہ انداز تو بتا رہا ہے کہ آپ کو یہ قرأت ناگوار گزری۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نے قرأت کا کبھی حکم نہیں فرمایا کبھی اس کی اجازت بھی تو اب امام کے پیچھے قرأت کرنی آپ کی مرضی اور آپ کی منشا کے خلاف تھا۔ اور صحابہ کرام نے اس منشا کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لیا تھا اور پہلے اگر کوئی امام کے پیچھے کچھ پڑھ بھی لیتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہلکار ناگواری کے بعد وہ بھی رک گیا۔

غیر مقلد مبلغ۔ جو دھری صاحب ہمارا مذہب ہے کہ مقتدی کو سزا دینی آہستہ فاتحہ کی قرأت کرنی ضروری ہے۔ اور اس شخص نے زور سے قرأت کی تھی جس کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منازعت ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری کی وجہ یہی تھی اگر مقتدی سزا قرأت کرے تو امام کے ساتھ منازعت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد نفس سودہ فاتحہ پڑھنے سے روکنا نہیں تھا بلکہ سورہ فاتحہ کو زور سے پڑھنے سے روکنا تھا۔ اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ کی تلاوت آہستہ کرے زور سے کرنا جائز نہیں۔

گھاؤں کا چودھری۔ مبلغ صاحب بڑی شکل تو یہ ہے کہ ایک طرف آپ لوگ کہتے ہیں کہ دین کے بارے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہنی چاہئے صرف کتاب و سنت کی روشنی میں بات کرنی چاہئے مگر جب آپ حضرت کی عکاسی پھرنے لگی ہے تو خود آپ لوگ اپنے اس اصول کی وجہاں بکھیر دیتے ہیں۔

اگر آپ حضرات کا یہی مذہب ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو جہرا نہیں سدا قرأت کرنی چاہئے۔ بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھنی حرام ہے اور چپکے چپکے پڑھنا جائز بلکہ واجب ہے تو قرآن کی کسی آیت سے اپنا یہ مذہب ثابت کر دیجئے پیش کیجئے پورے قرآن سے صرف ایک آیت جس سے آپ کا یہ مذہب ثابت ہو۔

قرآن سے آپ اپنا یہ مذہب ثابت نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکیں گے اور قیامت تک نہیں ثابت کر سکیں گے۔ اچھا تو آپ اہلحدیث میں جانے دیجئے قرآن کو۔ ہمیشہ کیجئے پورے ذخیرہ حدیث سے صرف ایک حدیث جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ زور سے نہیں آہستہ پڑھے "یہ بخاری ہے یہ مسلم ہے یہ ترمذی ہے یہ ابوداؤد یہ نسائی ہے یہ ابن ماجہ ہے۔ ان صحاح ستہ کے علاوہ احادیث کی بے شمار کتابیں ہیں کسی بھی کتاب سے صرف ایک صحیح حدیث آپ پیش کر دیں۔ میں آپ کی بات مان لوں گا۔ اور میں کم از کم اپنے گاؤں کے حقیقیوں میں ابھی جا کر اعلان کر دوں گا کہ آجاؤ اور داخل ہو جاؤ مذہب اہلحدیث میں اے امام ابوحنیفہ کے مقلد دیکھو ہمارے غیر مقلد مبلغ صاحب نے ذخیرہ احادیث سے اپنے مذہب کی حقانیت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صحیح مرفوع متصل قول پیش کر دیا ہے کہ "مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے زور سے نہیں۔"

مبلغ صاحب ہمارے اس چیلنج کو آپ قبول کر لیں میں خود ہی انکی جماعت میں پھر سے شمولیت اختیار کر لوں گا۔ جب نہ قرآن میں اور نہ پورے ذخیرہ حدیث میں اس طرح کی کوئی حدیث ہے تو کس بنیاد پر آپ کا یہ بلند و بالا دعویٰ ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے آہستہ پڑھے زور سے نہیں۔"

پھر دوسری مشکل آپ حضرات کے ساتھ یہ ہے کہ آپ لوگ صرف طوطے کی طرح سے حدیث کے الفاظ پڑھ لینا ہی فن حدیث میں بعیرت کے لئے کافی سمجھتے ہیں کہیں صرف حدیث پڑھ لینے اور اسناد کے رٹ لینے سے حدیث میں کسی کو بعیرت اور تفقہ حاصل ہوتا ہے؟ اگر آپ حضرات کو حدیث میں ذرا بھی بعیرت حاصل ہوئی تو خود حدیث کے الفاظ سے آپ کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جس ایک شخص نے پڑھا تو اس نے آہستہ ہی سے پڑھا تھا۔

„هل قرأ ومن قرأ“ کا فرق

دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ هل قرأ۔ کیا کسی نے کچھ پڑھا؟ اگر وہ زور سے پڑھتا تو آپ هل قرأ نہ فرماتے بلکہ من قرأ فرماتے یعنی کس نے میرے پیچھے پڑھا ہے۔

غیر مقلد مبلغ — چودھری صاحب میں آپ کی بات نہیں سمجھ پا رہا ہوں ذرا هل قرأ اور من قرأ کی وضاحت فرمائیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

گاہوں کا چودھری — P. H. D ہونے کے بعد بھی اتنی معمولی

بات آپ نہیں سمجھ پا رہے ہیں؟ آپ کجاسات میں کیا اسی قسم کے P. H. D لوگ پیدا ہوتے ہیں؟

ارے بندہ خلا فرض کیجئے کہ کچھ بچے آپ کے کمرہ کے پیچھے شور مچا رہے ہیں اور ان کے شور کی آواز آپ کے کان میں پہنچ رہی ہے جس سے آپ کے کام میں حرج واقع ہو رہا ہے۔ اب آپ باہر نکل کر دوسرے بچوں سے کیا پوچھیں۔ یہی تو پوچھیں گے کہ کس نے شور مچایا یا یہ پوچھیں گے کہ کیا کسی نے شور مچایا۔ شور مچانا تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ شور کی آواز سے تو آپ کا کان پھٹا جا رہا ہے۔ کیا کسی نے شور مچایا۔ ایسے موقع پر نہیں بولا جاتا ہے یہ بالکل کھلی بات ہے۔

البتہ۔ کس نے شور مچایا، یہ آپ کو معلوم نہیں ہے۔ اپنی ناگواری کا اظہار اس بچے سے کرنا ہے۔ جس نے شور مچایا ہے۔ اور وہ بچہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کون ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ کس نے شور مچایا، تاکہ شور مچانے والے کا پتہ چلے۔

غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو انصاع العرب اور ابلغ البلاء و فیصحوں کے فیصع اور بلیغوں کے بلیغ تھے۔ اگر اس آدمی نے آپ کے پیچھے زور سے قرأت کی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حل قرآن نہ نکلا ہوتا بلکہ من قرأ آپ فرماتے ہیں۔ اگلی بات آپ کی سمجھ شریف میں؟

غیر مقلد مبلغ — چودھری صاحب ان نکتوں سے ہمارے کان آج تک نا آشنا تھے۔ ہمارے یہاں حدیث اس طرح نہیں پڑھائی جاتی ہے نہ ان نکتوں کو بیان کیا جاتا ہے یہ تو بڑی باریک باتیں ہیں۔

گھاؤں کا چودھری — اسی لئے میں کہتا ہوں کہ گودان حدیث سے صرف کام نہیں چلتا حدیث میں تفقہ اور بصیرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام دیوبندی احفان کی درسگاہوں میں ہوتا ہے۔

منازعت فی القرآن جہراً قرأت کرنے پر موقوف نہیں

غیر مقلد مبلغ — مگر جناب والا اس صحابی نے اگر زور سے نہیں پڑھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا۔ اقول مالی انا مع القرآن میں بھی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ منازعت کیوں ہو رہی ہے۔ منازعت تو جہراً دلی شکل میں پیدا ہوگی اگر اس صحابی نے آہستہ پڑھا ہوتا تو منازعت کی کیا شکل تھی جس پر آپ نے اظہار ناگواری کیا؟ اسی حدیث کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جہراً جائز نہ ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام کی قوتِ ادراکِ عام انسانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا

گاؤں کا چودھری — جناب مبلغ صاحب - کاش جماعتِ المہدیث کے لوگ مقامِ نبوت سے آشنا ہوتے - انبیاء علیہم السلام کی لطافتِ شعور و ادراک کا انکو پتہ ہوتا تو اس طرح کی بات آپ حضرات کی زبان سے نہ نکلتی - آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا معاملہ بھی عام انسانوں جیسا ہوتا ہے - خدا کے لئے اس خیال اور اس عقیدہ سے توبہ کیجئے اور عام انسانوں پر انبیاء علیہم السلام کو قیاس مت کیجئے - انبیاء علیہم السلام کی قوتِ معنویہ اور روح کی لطافت اور قلب کی صفائی اور ان کے احساس و ادراک کی قوت کی کوئی انتہا نہیں ہے -

غلافِ شرع کام آپ کے پیچھے اور وہ بھی نمازیں ہو خواہ وہ سربراہی کیوں نہ ہو - آپ کی طبیعت کا اس سے متاثر ہو جانا یہی مقامِ نبوت کا تقاضا ہے آپ کی لطیف قوتِ روحانیہ اور لطافتِ احساس کے لئے قطعاً بعید نہیں کہ آپ کو ان باتوں کا ادراک ہو تلے ہے - جو ہمارے احساس و ادراک کی گرفت سے باہر ہیں انبیاء علیہم السلام کو کبھی عام انسانوں پر خصوصاً سردارانِ نبیاء علیہم السلام کو قیاس کرنا بددینی اور بدعقیدگی کی بات ہے - ایکم مثلی - والی حدیث آپ کے پیشِ نظر رہے اور یہ فرمان بھی کہ میں تم لوگوں کو پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں - آپ اپنی نگاہ میں رکھیں -

ہل استفہام انکاری سے نفس فعل پر انکار ہوتا ہے -

مبلغ صاحب ! ایک اور نکتہ پر بھی دھیان دیجئے - یہ بھی باریک ہے ذرا توجہ سے سنئے گا کہ اگر احضاف آپ حضرات کی خاطر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے والے نے زور ہی سے پڑھا تھا اور سورہ فاتحہ کی نہیں کسی اور سورہ کی تلاوت کی تھی (جیسا کہ بعض غیر مقلدین علما کہتے ہیں اور تو اور مبارکپوری صاحب نے بھی اس پر بڑا زور دھن کیا ہے) تب بھی احناف کے استدلال پر کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی درست نہیں ہے کوئی آہنچ نہیں آسکتی۔ اس وجہ سے کہ جانتے ولے جانتے ہیں کہ ہل قرأت احد جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نفس قرأت پر انکار کیا ہے اور مطلقاً قرأت پر خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورہ اور خواہ وہ جہراً ہو یا سراً آپ نے انہار ناگواری کیا ہے۔ ہل۔ اس حدیث میں استغناء کے ساتھ ساتھ انکار کے معنی پر بھی مشتمل ہے اور ہل استغناء انکاری سے نفس فعل پر انکار کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس حدیث سے امام کے پیچھے مطلقاً قرأت کی مانعت بالکل واضح ہے خواہ سورہ فاتحہ کی قرأت ہو یا کسی اور سورہ کی اور خواہ جہراً ہو یا سراً اس کا انکار کرنا مہر ترح مبارکہ ہوگا اور صحیح حدیث سے جان چھڑانے کا ناقابل قبول عذر۔ مگر یہ وہ باتیں ہیں جن کا تعلق تفقہ اور فہم حدیث میں گہری بصیرت سے ہے۔ اور جماعت ائمہ حدیث حدیث کے بارے میں اپنے تمام تر شہد و شراہ کے باوجود اس نعمت خداوندی سے محروم ہے۔ اس لئے اگر بات آپ کے سمجھ میں آگئی ہے تو فیروزہ سنئے احناف اور کیا کہتے ہیں۔

احناف کا ایک سوال۔ احناف کا ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر امام کے پیچھے قرأت کرنی جب کہ امام قرأت کر رہا ہو ضروری ہی ہے تو پھر امام ترمذی یہ کیوں فرماتے ہیں واختار اصحاب الحدیث ان لا یقرأ الرجل اذا جہل الہام بالقراءۃ۔ یعنی اصحاب حدیث کا مختار مذہب یہی ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے جب وہ جہراً قرأت کرے تو کچھ نہ پڑھے۔

غیر مقلد مبلغ — چودھری صاحب آپ امام ترمذی کی عبارت
 ناقص نقل کر رہے ہیں پوری عبارت نقل کیجئے دیکھئے اس عبارت کے لئے
 یہ بھی ہے۔ دَقَالُوا يَتَّبِعُ سَكَنَاتِ الْاِمَامِ یعنی اصحابِ حدیث
 یہ کہتے ہیں کہ جب امام سکے کیا کرے گا تو مقتدی قرأت کرے گا۔
 گاؤں کا چودھری — مبلغ صاحب میں نے قصداً اس عبارت
 کو چھوڑ دیا تھا۔ میں بہت دیر سے بول رہا تھا سوچا کہ ذرا آپ بھی کچھ بولیں
 میں تھک گیا تھا۔ اور شاید آپ بھی کچھ بولنا ہی چاہتے تھے۔ اور ذرا مجھے
 یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ آپ P. H. D. فی تلمذیث ہیں یا محض یہ محل اسقاط
 دالی بات ہے۔

غیر مقلد مبلغ — یہ۔ محل اسقاط کیلئے؟

سکات دالی حدیث پر کلام

گاؤں کا چودھری — وہ ایک بہت خاص چیز ہے۔ وہ میں بعد
 میں بتلاؤں گا۔ ذرا اصحاب حدیث کے مذہب کی پہلے وضاحت تو ہو جائے
 آپ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکات کی اتباع کرے گا۔ امام ترمذی
 نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ اصحاب حدیث کا یہ مذہب ہے۔ احناف کو تھوڑی دیر
 کے لئے لبِ یزید سے ہٹا دیجئے۔ ہم اہل قرآن اصحاب حدیث سے یہ پوچھنا
 چاہتے ہیں کہ یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکات کی اتباع کرے گا
 اور جہاں امام سکے کرے گا مقتدی وہاں قرأت کرے گا۔

تو اگر امام نے سکے نہ کیا تو پھر مقتدی کیا کرے گا اور اگر سکے کیا بھی تو
 اس نے مختصر سکے کیا تو مقتدی کیا کرے گا۔ پھر امام سکے کہاں کرے گا؟
 درمیان قرأت فاتحہ میں یا قرأت فاتحہ کے بعد؟ اگر قرأت فاتحہ کے بعد

سکتے کرے گا تو یہ ایک سکتہ ہوا اور حدیث میں سکتات کا ذکر ہے۔ اگر درمیان قرأت میں سکتہ کرے گا تو کتنے سکتہ کرے گا۔ تین کرے گا یا سات کرے گا۔ اگر تین کرے گا تو کس حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت ہے کہ امام مقتدی کی قرأت کی خاطر تین سکتہ کرے گا۔ اور اگر سات کریگا تو کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کر دیجئے کہ امام مقتدی کی خاطر سات سکتہ کرے گا۔

پھر یہ بھی بتلائیے کہ آپ کا مذہب ہے کہ مقتدی کو فاتحہ پڑھنی فرض ہے تو کیا امام کو بھی سکتہ کرنا فرض ہے؟ تاکہ مقتدی اپنا فرض اس کے سکتات میں ادا کرے۔ بہر حال صرف ایک حدیث صحیح یا ضعیف آپ اس کی پیش کر دیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ۔ امام کو مقتدی کی قرأت کی خاطر سکتات کرنا فرض ہے۔ "یا آنحضرت کایہی ارشاد نقل فرمادیں کہ آپ نے مقتدی کو حکم دیا ہے کہ وہ امام کے پیچھے سکتہ میں قرأت کرے۔

جناب والا۔ آپ کی انھیں باتوں نے، ہیں صرف قرآن کا دین مضبوطی سے تھامنے کی راہ دکھائی ہے۔ اور جماعت الہدیت سے برگشتہ کر دیا ہے اب آپ آئیے پھر احناف کے اشکالات کی طرف۔

(۴) جو تھا اشکال احناف کا یہ ہے کہ آپ کا یہ مذہب کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنی ضروری ہے۔

اس حدیث کے خلاف ہے من کان له امام فقرأ الا امام له تراۃ۔ یعنی جس کا امام ہو تو امام کا پڑھنا مقتدی ہی کا پڑھنا ہے۔ یعنی مقتدی کو امام کی قرأت کافی ہوگی۔ اب اس کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔

اور احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں قرأت کرنے اور نہ کرنے کا

ضابطہ اور کلیہ بیان کیا گیا ہے۔ اور خود آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا یہ فرمان ہے کہ اگر کوئی حدیث قواعد کلیہ کے خلاف ہوگی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور آپ حضرات قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں جو حدیثیں ذکر کرتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں اس صحیح حدیث کا اعتبار ہوگا۔

غیر مقلد مبلغ — جو دھری صاحب یہ حدیث بالکل ضعیف ہے۔ اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔ اس ضعیف حدیث سے معیاری صحیح حدیثوں کو آپ مدکور ہے ہیں۔ یہ تو سراسر زیادتی ہے۔ دیکھئے ہمارے مولانا محدث مبارکپوری فرماتے ہیں :

ان هذا الحديث ضعيف بجميع طرقه۔ (ابکار المن ۵۱۹)

یعنی اس حدیث کی تمام سندیں کمزور ہیں۔

من کان له امام والی حدیث صحیح ہے

گھاؤں کا چودھری — جی ہاں جناب۔ آپ کے مولانا محدث مبارکپوری ہی نے نہیں بلکہ انکی تقلید میں تمام جماعت اہلحدیث نے بھی اس صحیح حدیث کو ضعیف قرار دے کر ردی کی نوکریاں ڈال دی ہے۔ اور چونکہ اس حدیث سے قرأت خلف الامام کی مطلقاً مانعت ضابطہ اور کلیہ کے طور پر ثابت ہو رہی تھی اس وجہ سے اہلحدیث حضرات اس حدیث سے بطور خاص چڑھے ہوئے ہیں مگر جناب چاند پر تھوکنے سے چاند تو گدلا ہو گا نہیں اپنا ہی چہرہ بگڑے گا۔ ذرا دھیان دے کر اپنی ہی کتاب الانطلاق العنکری کا مطالعہ کھولئے اس کے ماحشیہ میں آپ کو یہ عبارت نظر آئے گی صحیح للحدیث طرق عدیدۃ۔ یعنی اس حدیث کی متعدد سندیں صحیح ہیں۔

ادب یہ بھی اسی ماسیہ میں نظر آئے گا۔ ومن ذلک یبین خطاً
من ذہب الی تضعیف ہذا الحدیث۔ یعنی معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ
غلطی پر ہیں جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔
اور آپ کے جامعہ سلفیہ بنارس کے تمام علماء و مشائخ اور محدثین نے اس
ریمارک پر ایسی چپ سادھی ہے کہ زبان تک نہیں ہلاتے۔
غیر مقلد مبلغ — آپ کہتے ہیں کہ ہمارے محدثین نے یہ نکھلے کہ جو
حدیث قواعد کلیہ کے خلاف ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا ہمارے کس محدث نے نکھا
ہے۔ ہمارا کوئی محدث ایسا نہیں کر سکتا۔ اس قسم کے قاعدے اور کیلے تو
اخاف پیش کیا کرتے ہیں۔

جو حدیث قواعد قطعیہ کے خلاف ہو اس پر عمل نہیں ہوگا

گاؤں کا چودھری — مبارکپور کے اسی جلیل القدر محدث نے جس نے
زیر بحث حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے۔ ان ہذا الحدیث ضعیف
مجمیع طرقہ۔ آپ کے یہی مبارکپوری صاحب ایک صحیح حدیث کو
رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وبانہ معلوم فی القواعد القطعیۃ۔ (تحفہ ص ۲۴۳) اور یہ حدیث

اس وجہ سے بھی قابل عمل نہیں ہے کہ یہ قواعد قطعیہ کے خلاف ہے۔

غیر مقلد مبلغ — ہمارے مبارکپوری صاحب تو قواعد قطعیہ کی بات

کر رہے ہیں اور اخاف نے جو قرأت خلف الامام کے نسخ کے سلسلہ میں من کان

لہ الامام والی حدیث پیش کی ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ

اس میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔ مگر بہر حال وہ قاعدہ ظنی ہوگا۔ قطعی

نہیں ہوگا۔ اس لئے ہمارے محدث مبارکپوری کی بات اور یہ اخاف کی بات اور

دونوں کے استدلالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

غیر مقلدین کے اصول پر ہر صحیح حدیث سے حکم قطعی ثابت ہوتا ہے

گادوں کا چودھری — جناب من۔ آپ خود فرمائیں کہ آپ حضرت عبادہ کی حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ سے فائز کی فرضیت ثابت کرتے ہیں۔ اور فرض حکم قطعی ہوتا ہے۔ پس یہ حکم قطعی جس دلیل سے ثابت ہوگا وہ دلیل بھی قطعی ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات اپنی کتابوں میں لاصلوٰۃ والی حدیث کو ثبوت قرأت خلف الامام کیلئے دلیل قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ تو اگر لاصلوٰۃ والی صحیح حدیث دلیل قطعی قرار پا سکتی ہے تو من کا نہ امام والی صحیح حدیث دلیل قطعی کیوں نہیں قرار پائے گی۔ اور جو اصول ۳۱ حدیث میں مذکور ہے وہ قطعی کیوں نہیں ہوگا۔ اور جب وہ اصول اور قاعدہ قطعی ہوگا تو اس کے بالمقابل دوسری حدیثیں صحیح ہونے کے باوجود قابل عمل نہیں قرار پائیں گی۔ اب یا تو ان حدیثوں کو جماعت ائمہ حدیث کے مزاج و عادت کے مطابق رد کر دیا جائے گا یا پھر اخاف کا جو طریقہ ہے انکو صحیح ماننے ہوئے ان پر عمل نہ کرنے کی کوئی معقول توجیہ اختیار کی جائے گی تاکہ احادیث رسول کا احترام بھی باقی رہے اور یہ بھی نہ ہو کہ ہم نے صحیح احادیث کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔

فانتھی الناس کی بحث

غیر متعلقہ مبلغ — چودھری صاحب مجھے آپ کی ایک شدید چوک پر اور بھی متنبہ کرنا ہے۔ شدید چوک یا لفظ میں آپ کی رعایت میں کہ رہا ہوں

اس لئے کہ ہر حال آپ ہمارے بھائی ہیں اور کم سے کم عدم تقلید میں ہمارا اور آپ کا اشتراک ہے۔ اگر کوئی حنفی مقلد ہوتا تو میں کہتا کہ تم نے صریح خیانت کی ہے۔

گھاؤں کا چودھری — شکریہ۔ جناب کی ذرہ نوازی ہے متنبہ فرمائیے۔ وہ شدید چوک کیا ہے۔

غیر مقلد مبلغ — آپ نے اخاف کی طرف سے حضرت ابو ہریرہؓ والی جو حدیث پیش کی ہے جس میں آنحضور کے ساتھ منازعت قرآن کا ذکر ہے اور جس میں یہ ہے کہ فانتہی الناس عن القراءة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ آپ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ جہری نمازوں میں آپ کے ساتھ قرأت قرآن سے رک گئے۔

حالانکہ محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ زہری کا قول ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا نہیں۔ اور اصطلاح محدثین میں یہ قول درج ہے دیکھئے ہمارے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔ فقوله فانتہی الناس من قول الزهري ملاحظ

(تحفہ مکیہ ۲۵)

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت جس کو امام زہری نے روایت کیا ہے اس میں فانتہی الناس یہ امام زہری کا قول ہے اور وہ درج ہے۔

گھاؤں کا چودھری — جناب مبلغ صاحب۔ جب میں بھی آپ ہی جیسا اجماعی تھا تو میں نے اسی حوالہ سے ایک مقلد حنفی کے سامنے اس کو مدح کہا تھا اور اس پر اس مقلد حنفی سے لڑا تھا کہ تم اخاف حدیث کی اپنی من مانی تشریح کرتے ہو۔ اس پر اس مقلد حنفی نے بڑے اعتماد سے کہا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ بتلاؤ قرآن کی کس آیت یا کس صحیح حدیث میں ہے کہ یہ امام زہری کا قول ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا نہیں ہے۔ اس دعویٰ پر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث

صحیح صریح مرفوع پیش کر دے اس لئے کہ جماعت اہل حدیث کا کوئی دعویٰ کتاب و سنت سے دلیل کے بغیر نہیں ہوتا۔

مبلغ صاحب - جب اس حنفی مقلد نے مجھ سے یہ بات کہی تو سچ جانے میری آنکھ تلے اندھیرا چھا گیا اور مجھے دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اور پھر میں نے توبہ کی کہ آج سے میں کبھی یہ نہ کہوں گا کہ ہمارا ہر دعویٰ کتاب و سنت پر مبنی ہو جائے۔ پھر میں نے اس مقلد حنفی سے کہا کہ میں اس پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا البتہ محدثین کا یہی فیصلہ ہے تو اس نے کہا کہ فقہار کی تقلید کو حرام کہنے والو تم نے محدثین کی تقلید کا جواز کہاں سے پیدا کر لیا۔ کیا محدثین خدا اور رسول ہیں کہ جو وہ کہہ دیں گے ان کی بات بلا چون چرمان لی جائیگی؟ میں نے اس سے کہا کہ حدیث ایک فن ہے اور کسی بھی فن میں اس فن کے ماہرین پر اعتماد کیا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی محدثین ہی پر اعتماد کیا جائے گا تو اس مقلد حنفی نے کہا کہ یہی تو تمام مقلدین کہتے ہیں کہ فقہ ایک فن ہے اس لئے مسائل فقہیہ میں انھیں فقہار پر اعتماد کیا جائے گا۔ اور کتاب و سنت سے مسائل کا استنباط و استخراج انھیں فقہار کا کام ہو گا یہ حق کسی اور غیر ماہر فن کو نہیں دیا جاسکتا۔

میں نے اس مقلد حنفی سے کہا کہ آخر تم اس فائنٹھی الناس کے بارے میں کیا کہتے ہو یہ کس کا قول ہے۔ اس نے کہا یہ خود حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے میں نے اس سے کہا کہ اس کی دلیل کیلئے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا اجتہاد ہے۔ اگر قرآن کی آیت اور احادیث کے نصوص میں غیر مقلدین کے عوام تک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اجتہاد کریں اور ان کے جو سمجھ میں آئے وہ معنی مطلب بیان کریں تو یہی حق اس حدیث کے بارے میں مجھے کیوں نہیں ہو گا۔ میں نے اس سے کہا کہ جناب والا میں بات سمجھنا چاہتا ہوں محض بحث کرنا میرا مقصد نہیں ہے

اس مقلد نے کہا کہ بحث نہ کرنا اور بات سمجھنا یہ شریفوں کا کام ہے اور آپ کی جماعت میں شرافت عفا ہے ایک غیر مقلد بھی مجھے شریف نظر نہیں آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ جناب والا اب میں شریف بننے جا رہا ہوں اور خدا کی قسم اب میں شریف بن کر رہوں گا۔

تب اس مقلد خفی نے کہا کہ اگر بات یہ ہے تو میں تم کو بتلاتا ہوں کہ۔ فانتھی الناس، والا جملہ خود حضرت ابو ہریرہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو داؤد میں یہی روایت ہے جس میں اسکی تصریح موجود ہے۔ دیکھو ابو داؤد کی روایت میں یہ تصریح موجود ہے قال ابو ہریرہ فانتھی الناس (ابو داؤد) اور کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ لوگوں نے قرأت ترک کر دی تھی — اور ظاہر بات ہے کہ امام ابو داؤد امام ابو داؤد ہیں ان کی روایت کو رد کرنا آسان کام نہیں ہے۔

اور جماعت اہل حدیث کے چھوٹے بڑے آج تک کسی ایک صریح عبارت سے ثابت نہ کر سکے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں ہے۔ امام زہری کا قول ہے۔ ادھر ادھر کے چند محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں اگر ان کو یہ حق ہے کہ امام ابو داؤد جیسے امام کی روایت کو ٹھکرا دیں اور زمانہ میں تو ہمارے لئے یہ کیوں ضروری ہے کہ ہم ان محدثین کی باتیں مانیں جن کا کلام یہ حضرات اس قول کو درج، ثابت کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔

اور چونکہ آپ شریف بننے کیلئے تیار ہیں اور شریف بننے کی قسم بھی کھا چکے ہیں اس وجہ سے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کو امام زہری کا بھی قول تسلیم کر لیا جائے تو بھی حنفیہ کے استدلال پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ اس وجہ سے کہ امام زہری اپنے زمانہ میں اعلم بالسنہ تھے۔ اور ان کی فن حدیث میں جلالت شان پر سب کا اتفاق تھا۔ حجاز و شام میں ان کے زمانہ میں ان کی ٹمکر کے

امام زہری کے بارے میں مولانا مبارکپوری کے بلند کلمات

خود مولانا مبارکپوری ان کا تعارف محمد ثنیٰ سے نقل کر کے اس طرح کراتے ہیں۔ متفق علی جلالہ و اتقانہ ہواحد الاثمة الاعلام
دعالم الحجاز والثام۔ قال الیث ما رأیت عالما اجمع من ابن
شہاب۔ (تحفہ میہ ۱۸)

یعنی امام زہری کے اتقان اور ان کی جلالتِ شان پر سب کا اتفاق ہے
وہ حجاز و شام کے عالم تھے۔ امام بیہت فرماتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب زہری
سے زیادہ جامع محدث کسی اور کو نہیں دیکھا۔

تو جب خود امام زہری جو اس شان کے محدث تھے یہ فرمائیں کہ لوگ آنحضرت اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جہری نماز میں قرأت کرنے سے آنحضرت کے اظہارِ
ناگواری کے بعد رک گئے اور قرأت کرنی مطلقاً چھوڑ دیا تو پھر انہیں کی بات
مانی جائے گی ان کے مقابلہ میں جو بھی راستے ہوگی اور جس کسی کی بھی ہودہ رد
کردی جائے گی۔ یہ اس لئے بھی کہ اس روایت کے راوی حضرت زہری ہی ہیں
اور خود آپ کے مبارکپوری صاحب حافظ ابن حجر کا کلام نقل کرتے ہیں کہ :

راوی الحدیث اعرف بالمراد بہ من غیرہ (ابکار ص ۲۳۳)

یعنی حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

اب اس کے بعد امام زہری کی بات کو (اگر یہ امام زہری ہی کی بات ہے
بھی تو) رد نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری ایک اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ یہ نہ
ابو ہریرہ کا قول اور نہ امام زہری کا قول تو بھی اس سے اصل مسئلہ پر یعنی امام کے

تیسچے کچھ نہ پڑھنے کی ممانعت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے کہ
 آنحضرت کا یہ ارشاد گرامی اقوال مالی انا نافع القرآن (میں بھی کہتا ہوں
 کہ میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں کی جا رہی ہے)
 یہ خود امام کے تیسچے ہر طرح کی قرأت کے ممنوع ہونے کیلئے کافی ہے
 اس لئے کہ خواہ یہ قرأت سورہ فاتحہ کی ہو یا کسی اور سورہ کی بہر حال اس سے
 امام کے ساتھ منازعت ثابت ہو کر رہے گی۔ اسلئے امام کے تیسچے کچھ بھی
 پڑھنا جائز نہ ہو گا۔

امام زہری کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی تضاد بیانی

میں نے اس مقدمہ حنفی سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہمارے مولانا مبارکپوری
 نے امام زہری کی بڑی تعریف کی ہے۔ حالانکہ انھوں نے تو ابکار المن میں
 زہری کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے۔ قلت فی سندہ الزہری
 دھو مدلس فکیف یکون اسنادہ صحیحاً (ابکار ص ۱۱۱)
 یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں زہری ہیں اور وہ مدلس ہیں اسلئے
 اس کی سند کیسے صحیح ہوگی۔ اور بالکل یہی بات اسی کتاب میں ص ۱۹۷ میں
 بھی لکھی ہے۔ تو اس مقدمہ حنفی نے میرے سامنے تحفۃ الاحوذی کی وہ عبارت صفحہ
 وسط کھول کر دکھائی جو ابھی ابھی آپ کے سامنے گندی ہے۔ اور جس میں امام زہری
 کے بارے میں یہ شاندار اعتراف موجود ہے۔

هو متفق علی جلالہ و اتقانہ۔ یعنی ان کی جلالت شان اور حدیث
 میں متفق ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

یقین جانئے اے ہمارے بھائی P. H. D. مبلغ صاحب میں مولانا مبارکپوری
 کی اس تضاد بیانی کو دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ اور اپنے شریف ہونے کی

قسم کو پورا کرنے کے لئے میں اہلحدیث سے اہلقرآن ہو گیا۔

اصل موضوع کی طرف رجوع

احناف کا قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں پانچواں اعتراض

خیر اس بحث کو جھوڑے ہم لوگ درمیان میں ادھر ادھر کی باتوں میں الجھ گئے گفتگو یہ سہہ رہی تھی کہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں جو جماعت اہلحدیث کا مذہب ہے اس پر احناف مقلدین کو کچھ اعتراض ہے ان کے چار اعتراض کا ذکر ہوا، انکا پانچواں اعتراض یہ ہے کہ اگر قرأت خلف الامام مقتدی کیلئے ضروری ہے تو فرض کیجئے کہ اگر مقتدی امام کو حالت رکوع میں پاتا ہے تو وہ کیا کرے گا، وہ رکوع میں سورہ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟ اور رکوع والی اس رکعت کا اس مقتدی کے حق میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اگر وہ سورہ فاتحہ رکوع میں بھی پڑھے گا تو اس کا ثبوت کس حدیث سے ہے، ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ مقتدی کو رکوع میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ سورہ فاتحہ رکوع میں نہیں پڑھے گا اور اسکی یہ رکعت شمار بھی نہ ہوگی تو یہ بات ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف تو ہے ہی اس حدیث کے بھی خلاف ہے، حضرت امام ابو داؤد اپنی سنن میں یہ حدیث ذکر کرتے ہیں:

من ادرك الركوع فقد ادرك الركعة یعنی جس نے رکوع پایا اس نے پوری رکعت پالی۔

اور یہی مذہب حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بھی ہے، اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں

من ادرك الامام في الركوع فقد ادرك الركوع (المغنی)

یعنی جس نے امام کو رکوع میں پایا تو اس نے پوری رکعت پالی۔

غرض اگر رکوع والی رکعت نہ شمار کی جائے گی تو متعدد احادیث و آثار کا رد کرنا لازم آئے گا۔ اور یہ بات جیسا کہ میں نے عرض کیا کسی بھی امام متبوع کا مذہب نہیں ہے۔

اخلاف کا چھٹا اعتراض

اخلاف کا چھٹا اعتراض یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں فصحاء کسی میں و سورۃ معہا، کسی میں و ماتیسہ کسی میں و بماء شام وغیرہ کے الفاظ بھی ہیں تو غیر مقلدین کس دلیل سے صرف سورہ فاتحہ ہی کو فرض قرار دیتے ہیں، اور ان تمام روایتوں کو جن میں یہ الفاظ ہیں رد کر کے یہ کہیں ان کے اس معقول وجہ کیلئے؟

اخلاف کے اور بھی اعتراض ہیں ان سب کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے، غرض اہل حدیث حضرات کے مذہب کو جوں کا توں انکی تشریح کے مطابق تسلیم کر لیا جائے تو یہ اشکالات وارد ہوتے ہیں اور متعدد صحیح حدیثوں کا ترک کرنا لازم آتا ہے،

اہل حدیث علماء نے ان اعتراضات سے جھٹکا را پانے کی بہت کوشش کی ہے مگر سب کی تان اسی پر ٹوٹی ہے کہ خود ان کے بیان کردہ اصول کی وجہ سے بکھر کر رہ جاتی ہیں، اور انکی تاویلات کی ایسی شعبہ بازیاں سامنے آتی ہیں کہ سر پر کھردرنے کو جی چاہتا ہے۔

غیر مقلد مبلغ۔ کس کا رونے کو جی چاہتا ہے، آپ کا یا احناف مقلدین کا؟ گاؤں کا چودھری۔ احناف مقلدین تو آنسو بہاتے ہی رہے ہیں مجھے بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑا، آخر ہمدردی تو ہم اہل قرآن کو احناف کے مقابلہ میں آپ ہی اہل حدیث سے ہے۔

قرأت خلف الامام کے باب میں اخاف کے مذہب کے مطابق نہ کسی اصول کی قربانی دینی پڑتی ہے نہ احادیث و قرآن کا رد لازم آتا ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس بارے میں اخاف کا مذہب کیا ہے ؟ اخاف کہتے ہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہ کر صرف امام کی قرأت کو سننا چاہئے ، مقتدی کو سری نماز میں بھی خاموشی ہی اختیار کرنی چاہئے ، اور وہ اس سلسلہ میں اپنا مسئلہ بغیر کسی تاویل کے قرآن کو بھی بتاتے ہیں اور تمام وہ احادیث بھی ان کے مذہب کی مؤید ہیں جن میں مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنے کا حکم ہے ، اور من کان له الامام فقرأه الا ما قرأه لہ کے کلیہ پر بھی ان کا عمل ہو جاتا ہے ، مقتدی کو امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کی صورت میں بھی کسی حدیث کا چھوڑنا لازم نہیں آتا ، نہ لاھلۃ والی مطلق حدیث جو حضرت عبادۃ بن صامت کی ہے اس کا رد لازم آتا ہے اس لئے کہ اس کا تعلق مقتدی سے نہیں بلکہ صرف امام اور منفرد سے ہے۔

غیر مقلد مبلغ - اخاف کا یہ کہنا سراسر غلط ہے ، حضرت عبادہ والی حدیث مطلق ہے منفرد امام مقتدی سب کو شامل ہے ، اپنی رائے اور عقل سے اخاف مقلدین کو کسی مطلق کو منحصر کرنے کا کیا حق ہے ؟

معاذوں کا چودھری - مبلغ صاحب ذرا بات سمجھئے جوش میں مت آئے یہ اسلئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو دسیوں احادیث اور بیسیوں آثار کا ترک کرنا لازم آئے گا اور قرآن کی مخالفت الگ لازم آئے گی ، اور اگر حضرت عبادہ والی حدیث کو صرف منفرد یا منفرد امام کے بارے میں تسلیم کر لیا جائے تو اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے گا اور اس باب کی تمام روایات بھی متحد نظر آئیں گی ، عمل باحدیث کی اس سے بہتر کوئی دوسری تسکین ہے بھی نہیں ،

اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اہلحدیث حضرات نے بہت سی صحیح احادیث کو یہاں تک کہ صحیح مسلم کی روایت اور قرآن کی آیت اور نص قطعی کو رد کرنے کے لئے جن شعبہ بازیوں کا مظاہرہ کیا ہے اس سے نجات حاصل ہو جائیگی۔
احادیث کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حتی الامکان تمام حدیثوں کو قابل عمل سمجھا جائے۔

غیر مقلد مبلغ۔ بات تو ان مقلدین کی کچھ معقول معلوم ہوتی ہے مگر کیا حضرت عبادہ والی روایت کا جو مطلب احناف بیان کرتے ہیں کسی محدث یا کسی صحابی سے منقول بھی ہے؟ یا یہ صرف احناف کی رائے اور ایجاد بندہ ہے۔

احناف اور تقلید

گلاؤں کا جو دھری۔ احناف سے آپ حضرت کو یہی بدگمانی ہے، ان کی ہر بات اگرچہ وہ کچھ کچھ معقول، ہی کیوں نہ ہو جماعت اہلحدیث کے لوگوں کو رائے ہی نظر آتی ہے، حالانکہ میں نے احناف کو خوب جانچ پرکھ کر دیکھ لیا ہے وہ مجھے ہر طرف سے مقلد کے مقلد ہی نظر آتے ہیں جب دیکھو کسی نہ کسی بڑے کا سپہارا پکھڑے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان سے اجتہاد اور استنباط کی صلاحیت چھین لی گئی، بس تقلید ہی ان کا مزاج بن گیا ہے، یہ قرآن کی تقلید کریں گے یہ رسول کی تقلید کریں گے، یہ صحابہ کی تقلید کریں گے۔ یہ ائمہ و محدث کی تقلید کریں گے اپنی طرف سے کچھ کہنا ان کے لئے حرام ہوگا، ضعیف حدیث تک پر عمل کو ڈالیں گے مگر دین و شریعت کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں گے۔

احناف کا قرأت خلف الامام کے بارے میں مسلک صحابہ کرام کے مسلک کے مطابق ہے

اب دیکھئے اسی قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں انھوں نے حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے یہاں بھی ان کا وہی تعلیدی ذہن کام کر رہا ہے، میں نے اندے پوچھا تھا کہ آپ لوگ حضرت عبادہ کی حدیث کا جو مطلب بیان کرتے ہیں آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے تو انھوں نے جھٹ سے ترمذی کھول کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان دکھلا دیا۔

من صلی رکعة لم یقرأ فیہا بام القرآن فلو یصل الا ان یکون وراء الامام۔

یعنی جس کسی نے کوئی ایک رکعت بھی پڑھی اور اس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی۔ (الایک وہ امام کے پیچھے (یعنی مقتدی) ہو۔)

احناف کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے ان تمام احادیث کی نوعیت کا پتہ چل گیا جن میں سورہ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ذکر ہے کہ یہ پڑھنا مقتدی کیلئے نہیں ہے بلکہ صرف امام اور منفرد کیلئے ہے، مقتدی کا کام امام کے پیچھے صرف کان لگا کر سنا اور خاموش رہنا ہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا حاصل ہے، اور یہی وہ واحد شکل ہے جس کے اختیار کرنے سے اس باب کی تمام احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ نیز قرآن کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے۔

اور احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اتنی صاف و صریح اور دلوٹک بات اس مسئلہ قرأت میں کسی دوسرے ان صحابہ کرام سے مروی نہیں ہے جن کے آثار

اور موقوفات سے جماعت اہل حدیث کے علماء استدلال کرتے ہیں۔

غیر مقلد مبلغ - احناف کی یہ بات تو واقعی قابل غور ہے، مگر حضرت جابر کے اس قول سے کسی حنبلیہ امام حدیث و فقہ نے بھی استدلال کیا ہے یا صرف احناف ہی کو حضرت جابر کا یہ قول نظر آیا۔

گھاؤں کا چودھری - مبلغ صاحب احناف کی یہ بات اگر آپ حضرات کو احادیث پر عمل کرنا ہی ہے تو صرف قابل غور ہی نہیں بلکہ قابل عمل بھی ہے، اور رہا یہ کہ کسی اور امام کتاب و سنت یا فقیہ امت نے بھی احناف کی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا اعتبار کیا ہے کہ نہیں تو یہ ترمذی تو آپ کے سامنے کھلی ہے اس میں امام سنت حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں دیکھئے امام ترمذی کیا فرماتے ہیں، دیکھئے وہ کہتے ہیں۔

واما احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده، واحتج بحديث جابر بن عبد الله -

یعنی امام احمد بن حنبل کا کہنا یہ تھا کہ لا صلوة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب کا معنی یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے والا تنہا ہو، یعنی سفر و ہوا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے۔

غیر مقلد مبلغ، دیکھئے اس کے آگے اور بھی کچھ لکھا ہے، گھاؤں کا چودھری - اس کے آگے یہ عبارت ہے۔

قال احمد فهذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاول قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب ان هذا اذا كان وحده -

یعنی امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت

کے ارشاد لاَصْلُوهُ لَمَنْ يَقْضَا بِغَاثِجَةِ الْكِتَابِ كَاَيْ مَطْلَبِ بَيَانِ كَيْسِے
کہ یہ صرف اس شخص کے حق میں ہے جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔

غیر مقلد مبلغ، یعنی بالکل وہی بات جو احاث کہتے ہیں، یہ تو احاث کا
بڑا اہم مسئلہ ہے اور ہم اہلحدیثوں کیلئے بڑے خوردنکر کی بات ہے۔
گاؤں کا چودھری۔ پھر آپ نے خوردنکر کی بات کی، بھی معاملہ احادیث
کا ہے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح کا ہے تو آپ اہلحدیثوں
کو صرف خوردہ ہی نہیں عمل کی بات سوچنی چاہئے، یا پھر ہماری طرح اہل قرآن
بنجائیے کہ احادیث پر عمل ہی چھوڑ دیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی فہم پر مولانا مبارکپوری کا عدم اعتماد

غیر مقلد مبلغ۔ مگدیکھے تو وہی ہمارے مولانا مبارکپوری صاحب جنہوں
نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی لکھی ہے انہوں نے یہاں کیا لکھا ہے؟ حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا کلام تو انکی نگاہ سے بھی گزرا ہوگا۔

گاؤں کا چودھری۔ بھی آپ کے مولانا مبارکپوری کی کاشتے ہیں مجھے وہ
آج تک سمجھ ہی میں نہیں آئے۔ جب ان کے مطلب کی بات ہوتی ہے تو صحابی و
تابعی کی بات تو دور کی ہے مافظ ابن حجر اور شوکانی کی بات بھی انکو روشن روشن
نظر آتی ہے اور جب بات ان کے مطلب کے خلاف ہو تو وہ سب پر ایک طرف سے
ہاتھ پھیرنے چلے جاتے ہیں، اور اپنی فہم کے آگے کسی کی فہم کا ان کے نزدیک
اعتبار ہی نہیں ہوتا ہے، اور خدا اور عورتوں والی چریا ہٹ کا ایسا نمونہ پیش
کرتے ہیں کہ تو بھلی، تمہ میں انہوں نے کیا لکھا ہے اس کو تو بعد میں دیکھنے
دیکھئے وہ ابکار میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بارے
میں ارشاد ہوتا ہے۔

قلت اشراجا بهذا لا يدل على المنع القراءۃ خلف الامام
 فالاستدلال به على المنع غير صحيح ، (ابکار ص ۵۲)
 یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت جابر کا یہ اثر اس کی دلیل نہیں ہے کہ امام کے
 پیچھے قرأت نہیں کرنی ہے ، سو امام کے پیچھے قرأت سے منع کرنے پر اس سے
 استدلال درست نہیں ۔

یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کا صریح مبارکہ ، یا مہند
 ۔ بلکہ انصاف کا خون ، دیانت کے گلے پر جھری پھیرنا بھی اسی
 کو کہتے ہیں ۔

خیر آپ تحفۃ الاحوذی کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ مولانا مبارکپوری
 نے یہاں کیا لکھا ہے تو دیکھئے اپنی اس شرح میں بھی حضرت جابر بن عبد اللہ
 کی اس روایت کو کس انداز سے ٹھکرا دیتے ہیں ، فرماتے ہیں :
 حمل جابر ہذا المحدث علی غیر المأموم مخالف لظاهرہ
 فانہ بعمومہ شامل للمأموم ایضاً ، (تحفہ ص ۲۵۴)
 فرماتے ہیں کہ حضرت جابر کا اس حدیث کو مقتدی کے علاوہ پر محمول کرنا
 ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے کہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے مقتدی
 کو بھی شامل ہے ۔

یعنی ما شاء اللہ مبارکپوری صاحب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
 سے بھی زیادہ حدیث رسول کے جانکار ہیں ، اور کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 سے زیادہ عمل بالحدیث کے دلدادہ ہیں ، مبلغ صاحب ، حنفی کیا غلط لکھتے ہیں
 کہ آپ لوگ صحابہ کرام کے بارے میں جو خیال رکھتے ہیں وہ شیعوں کے خیالات
 سے بہت میل کھاتا ہے ۔

غیر مقلہ مبلغ ۔ چودھری صاحب ہمیں آپ بہت زیادہ رسوا کریں ،

ہم اپنے مبارکپوری صاحب کی کم پریشان ہیں کہ ہمیں آپ اور زیادہ پریشانی میں ڈال رہے ہیں۔

گاوڑن کا چودھری - میں آپ کو پریشانی میں نہیں ڈال رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ پریشانی سے نکلیں اور ہم اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو جائیں دیکھئے آپ کے مبارکپوری صاحب نے اپنی اس بات کے آگے جوابات کہی ہے وہ اور بھی دیکھ رہے ہیں۔

غیر مقلد مبلغ - کیا کوئی اس سے بھی زیادہ خاص بات ہے؟
گاوڑن کا چودھری - جی ہاں بہت زیادہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کو زمرہ صحابہ سے خارج کر دینے کی مبارک پوری کی کوشش

دیکھئے اس کے آگے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

وقد حرفت ان عبادة بن صامت وهو رجل من اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم وهو راوى هذا الحديث قد حملة
على ظاهره وعدمه وقد تقرران راوى الحديث اذرى بمواد
الحديث من غيره - (تحفه ۲۵۷)

یعنی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عبادة بن صامت اور وہ ایک مہاجر
رسول ہیں اور انہوں نے ہی اس حدیث کی روایت کی ہے انہوں نے اس
حدیث کو ظاہر پر محمول کیا ہے، اور یہ بات طے شدہ کہ حدیث کا راوی حدیث
کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

غیر مقلد مبلغ - اس میں تو کوئی خاص بات نظر نہیں آتی ہے بلکہ انکی
یہ بات تو معقول ہی معلوم ہوتی ہے کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں

سے زیادہ جانتا ہے۔

مگلوں کا چودھری - تعجب ہے کہ آپ حدیث میں P.H-D ہیں اور آپ کو مولانا مبارکپوری کی اس عبارت میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی! ارے دیکھئے مولانا مبارکپوری کس خوبصورتی سے حضرت جابر بن عبد اللہ کو صحابہ کی جماعت ہی سے خارج کر رہے ہیں، اگر ان کا یہ مقصود نہ ہوتا تو آخر اس جگہ حضرت عبادہ کی صحابیت ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی ذرا ان کی یہ عبارت غلطی سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبادہ جو ایک صحابی رسول ہیں۔

اس کا یہی مطلب تو ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ صحابی رسول نہیں ہیں، اس لئے ان کے مقابلہ میں حضرت عبادہ جو صحابی رسول ہیں ان کی بات مانی جائیگی، اگر مبارکپوری صاحب کا یہ مقصود نہ ہوتا تو وہ یوں کہتے۔

حضرت عبادہ کہ وہ بھی صحابی رسول ہیں۔

اور عربی میں یوں کہتے کہ :

وهو ايضا رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
اور دونوں کی صحابیت تسلیم کرنے کے بعد ہی حضرت عبادہ والی روایت کو حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث پر ترجیح دیتے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے انکار کا جو یہ راستہ مبارکپوری صاحب نے ہموار کیا ہے یہ بڑی خاص بات ہے کہ نہیں؟

غیر متعلقہ مبلغ - چودھری صاحب میں نے اس عبارت کو اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھتے وقت بار بار پڑھا مگر ادھر دھیان گیا ہی نہیں، نہ ہمارا جامہ سلفیہ

کے کسی استاد نے کبھی یہ بات بتلائی، اس اہم نکتہ کی طرف آپ کا ذہن کس طرح گیا؟

گاؤں کا چودھری - وہی جو ایک حنفی مقلد سے گفتگو ہوئی تھی اسی مقلد نے مبارکپوری صاحب کی ایسی ہی بہت سی حرکات سے ہمیں آگاہ کیا تھا، جب ہی تو ہم اہل حدیث سے اہل قرآن ہو گئے۔

غیر مقلد مبلغ، مگر اس ایک بات کو چھوڑ کر بقیہ اس عبارت کی ساری باتیں تو صحیح ہیں اخاف انکومان کیوں نہیں لیتے۔

گاؤں کا چودھری - مبلغ صاحب اخاف آپ لوگوں کی طرح سے ایسے سادہ لوح نہیں ہیں کہ جو جلیل القدر محدث بن گیا اس کی بات وہ مان لیں، وہ تقلید کرتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ کی مگر ادروں کی باتوں کو بلا چھاننے پھٹکنے وہ ماننے والے نہیں ہیں۔

مولانا مبارکپوری صاحب کی یہ بات اخاف اسلئے نہیں مانتے کہ آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ جو اس حدیث لاصحلوۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے راوی ہیں انھوں نے اس کو مقتدی امام متغیر و سب کیلئے عام رکھا ہے، ذرا ذخیرہ احادیث میں حضرت عبادہ کی یہ بات جو مبارکپوری صاحب نے ان کے منہ مٹھی ہے اسی تفصیل کے ساتھ آپ کی جماعت کا کوئی محدث یا کوئی پی ایچ ڈی دکھاوے، حضرت عبادہ نے تو صرف اس حدیث کی روایت کی ہے انھوں نے اس تفصیل کے ساتھ اس کی شرح جو آپ کے مبارکپوری صاحب فرما رہے ہیں کہاں کی ہے، اس کا نشان پتہ ذرا آپ بتلا دیں اپنی طرف سے ایک بات گڑھ کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اور زبردستی ان کے سر منڈھنا یہ کہاں کی شرافت ہے، اگر حضرت عبادہ کا یہ کلام کہیں منقول نہیں ہے تو پھر مبارکپوری صاحب کا یہ فرمانا بھی لغو ہے کہ حدیث

کارادی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

مولانا مبارکپوری صاحب کا اعتقاد

اور آپ کے یہ مبارکپوری صاحب تو اتنی معتقاد باتیں کہتے ہیں کہ انکی کسی بات پر اعتماد ہی باقی نہیں رہ گیا ہے، دیکھئے یہاں بلاشبہ بوجہ حضرت عبادہ والی روایت کو اپنے مذہب پر نص قطعی سمجھ لیا ہے تو فرماتے ہیں کہ حدیث کارادی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

اور پچھلی گفتگو میں ڈاڑھی والی بحث میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت آپ ہی نے نقل کی تھی۔ احفوا الثوارب واعفوا اللہمی، یعنی مونچھوں کو کاٹو اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ، اس حدیث کے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ مطلب سمجھا تھا کہ ڈاڑھی اتنی ہونی چاہئے کہ اس کو گھنی کہا جاسکے اور اس سے شکل و صورت بھی نہ بگڑے اور انھوں نے مشروع ڈاڑھی کی مقدار جو انھوں نے یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی دیکھ کر ہی متعین کی ہوگی (۱) وہ ایک قبضہ یعنی ایک مشت کے برابر ہے، مگر مولانا مبارکپوری صاحب حضرت عبداللہ بن عمر کے اس عمل کو ناقابل تسلیم قرار دیتے ہوئے اپنا فیصلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ سناتے ہیں۔

فاسلم الاقوال هو قول من قال بنظاھرا حدیث الاعفاء

دکرا ان یؤخذ شیء من طول اللحیة وعرضھا۔ (تحفہ میلم)

یعنی سب سے صحیح قول وہ ہے کہ ڈاڑھی کے طول و عرض سے کچھ نہ لیا جائے کہ یہ مکروہ ہے۔ یعنی آپ کے مبارکپوری صاحب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ

(۱) خان صاحب بھوپالی نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کا ہلیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ریش مبارک تھی نہ طویل نہ عریض بلکہ بقدر ایک قبضہ۔ آثار صدیقی ص ۲۲۲

”اعفار“ کے معنی کوہانے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اہل لغت میں سے تھے انکا قول لغت میں حجت ہے

حالانکہ مولانا مبارکپوری نے اپنی ابکار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی لغت دانی اور لغت میں ان کے اقوال کے حجت ہونے کا خود یوں اعتراف کیا ہے۔

البعث لغوی والمرجع فیہ الی اهل اللغة وابن عمر من اهل اللغة
ومع العرب فكلما مه حجة وان كان موقوفاً علیہ۔ (۲۴۱)

یعنی یہ بحث زبان اور لغت کی ہے اس میں سند اہل لغت ہی ہو سکتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اہل لغت اور اہل زبان میں سے تھے وہ عرب کا گودا تھے اس لئے ان کا کلام حجت ہے اگرچہ وہ ان پر موقوف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کا انصاف اور ان کی تقنا و بیانی اور بنیتر بازی کی کھلی اور روشن مثال، کیا اس سے آپ کو محسوس نہیں ہوا؟ ہے کہ جماعت اہل حدیث کے اکابر اور جلیل القدر قسم کے محدثین لوگ محض اپنی خواہش کے بندے ہیں، ان کی زبان پر خدا و رسول اور صحابہ کا نام محض دکھاوے کیلئے آتا ہے اور یہ ”بندگان دین“ ہم اہل قرآن کو بدنام کرتے ہیں کہ ہم سنت اور حدیث کے منکر ہیں۔

غیر متعلقہ مبلغ۔ میں واقعی اپنی جماعت کے اس جلیل القدر محدث کی ان حرکتوں سے بہت شرمسار ہوں، البتہ ذرا چودھری صاحب ایک بات اور صاف کر دیجئے کہ احناف متقلدین جو اپنے بیشتر مسائل میں ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور صحیح حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔
گھاؤں کا چودھری۔ دیکھئے جناب پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ہم

اہل قرآن خود غیر مقلد ہیں اسلئے جو میں عرض کروں گا وہ صرف خفیوں سے سنی ہوئی بات ہوگی، ان کی باتوں کا میں صرف ناقل ہوں گا، ان باتوں کو میرا مذہب اور عقیدہ مت قرار دے دیکھئے گا۔

ضعیف حدیث سے استدلال کی بحث

پہلی بات تو یہ ہے کہ احناف پر یہ الزام ہے کہ وہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں اس کو صحیح و غیر منسوخ مانتے ہوئے بلا کسی محقول وجہ کے صحیح حدیث پر ضعیف حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بہت سی حدیثیں سنداً ضعیف ہوتی ہیں لیکن دوسرے قرائن سے ان کا مضمون ثابت ہوتا ہے، اور وہ قرائن اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، تدریب الراوی کا نام تو غالباً آپ نے سنا ہوگا، اس کے صفحہ ۲۰ پر ضعیف حدیث کی بحث میں آپ کو یہ عبارت ملے گی۔ اذ اقل هذا حدیث غیر صحیحہ فمعناہ لم یصح اسنادہ علی الشرح المذکور لانہ کذلک فی نفس الامر۔

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے (ضعیف ہے) تو یہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ صحت سند کی مذکورہ شرط کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے نہ یہ کہ وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے۔

غرض یہ لکھ ہی غلط ہے کہ ہر ضعیف حدیث قابل رد ہوتی ہے اگر یہ کلیہ تسلیم کر لیا جائے تو احادیث کے بہت بڑے ذخیرہ کو متروک قرار دینا ہوگا۔

تمام ائمہ فقہ و حدیث کا عمل ضعیف حدیث پر بھی ہے

اور یہی وجہ ہے کہ کسی محدث اور فقیہ سے یہ بات آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ صرف انہیں احادیث کو قابل عمل قرار دیتا ہے جو سنداً صحیح ہوں، اور

اس کا ہر راوی ہر اعتبار سے صحیح کے معیار اور اس کے شرہ پر پورا اترتا ہو۔
 غیر مقلد مبلغ۔ کیا محدثین بھی ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ ہماری
 جماعت کے تمام علماء تو یہی کہتے ہیں کہ محدثین کا عمل صرف صحیح حدیثوں پر ہوتا ہے
 اور ہم جماعت اہل حدیث کو گم بھی صرف صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں۔
 گماؤں کا چودھری۔ آپ کے علماء تو جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس کا نمونہ تو آپ
 ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور اسی کی وجہ سے آپ کی گردن شرم سے جھکی ہوئی ہے
 جتنا جھوٹ آپ کے علماء بولتے ہیں اس کا مقابلہ صرف شیعہ اور نادان یا بی جماعت
 سے کیا جاسکتا ہے، بڑے انوس کی بات ہے کہ آپ حدیث میں پی ایچ ڈی
 ہیں مگر تاہنوزہ اندھیرے ہی میں ہیں۔

محدثین کا عمل ضعیف حدیث پر ہونے کی مثالیں

آئیے میں آپ کو بتا دیاں کہ ضعیف حدیث پر محدثین کا عمل ہوتا
 ہے یا نہیں، یہ جو ترمذی مع تحفۃ الاحوزی آپ کے ہاتھ میں ہے اسی کو اٹھا لیجئے
 اور ضعیف حدیث پر محدثین کے عمل کی مثالیں دیکھتے جائیے، ہماری گفتگو طویل
 ہوتی جا رہی ہے اسلئے میں یہاں صرف چند مثالیں ہی پیش کروں گا۔
 مثال نمبر ۱: ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم مسح على اعضاء الخف و
 اسفله۔ یعنی آنحضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوزہ کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ دھذا حدیث معلول، یہ معلول
 حدیث ہے، اور آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں هذا المحدث
 دلیل لمن قال ان المسح على اعضاء الخف واسفله لكن المحدث
 ضعیف۔ یعنی یہ حدیث ان لوگوں کی دیں ہے جو اسکے قائل ہیں کہ مسح

موزہ کے اوپر بھی ہوگا اور موزہ کے نیچے بھی لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ، اور اب سنئے کہ اس کے قائل کون لوگ ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں ۔

”یہ سہی بہت سے صحابہ و تابعین کا مذہب ہے اور اسی کے قائل امام

مالک امام شافعی اور امام اسحق ہیں“ (مجاہد ۹۱)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس ضعیف پر عمل صحابہ کا بھی رہا ہے تابعین کا بھی رہا ہے اور محدثین دائرہ فقہ میں سے یہی قول امام مالک امام شافعی اور امام اسحق کا بھی ہے ۔

مثال نمبر ۲۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ کے رسول کا ارشاد تھا لا تقراء الحائض ولا المجنب شیئاً من القرآن یعنی جنبی اور حائضہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں ۔

آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں ، الحدیث ضعیف ، یعنی یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اسی ضعیف حدیث پر اکثر صحابہ و تابعین کا عمل ہے اور یہی مذہب سفیان ثوری ، عبد اللہ بن مبارک امام شافعی امام احمد اور امام اسحق کا ہے ، اور لطف تو یہ ہے کہ خود آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں ۔

قلت قول اکثر اهل العلم هو الرجوع بیدل علیہ حدیث

الباب ۲۔ (مختصر ۱۲۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جو اکثر اہل علم کا مذہب ہے وہی رائج ہے اور

اس پر جو دلیل ہے وہ یہی حدیث ہے ۔

دیکھا آپ نے مبارکپوری صاحب کا ضعیف حدیث والے مسئلہ کو رائج قرار دینا ، جب یہی قول رائج ہے تو خود ان کا مذہب بھی یہی ہوگا بلکہ یہی ہے ، مگر آپ حضرات کو یہی سکھایا گیا ہے کہ ضعیف احادیث پر صرف احناف

کا عمل ہوتا ہے۔

مثال نمبر ۳۔ امام ترمذی نے ترسل فی الاذان یعنی اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنے کی حدیث ذکر کی ہے، پھر فرماتے ہیں۔ ”وہو اسناد مجہول“ یعنی اس کی سند مجہول ہے، اس روایت کے کئی راوی مکمل فیہ ہیں لیکن آپ کے مبارکپوری صاحب اس ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ہومن آداب الاذان ومستحبات۔

یعنی رک کر اذان کہنا یہ اذان کے آداب ومستحبات میں سے ہے

مزید فرماتے ہیں۔

حدیث الباب يدل على ان المؤذن يقول كل كلمة من كلمات الاذان بنفس واحدًا۔ (۱۶۰)

یعنی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ مؤذن اذان کے ہر ہر کلمہ کو ایک سانس میں کہے گا۔

مثال نمبر ۴۔ امام ترمذی نے اس مسئلہ کی کہ مؤذن کو با وضو ہو کر اذان دینی چاہیے، دو حدیثیں ذکر کی ہیں اور یہ دونوں ہی حدیث ضعیف ہے مگر ان پر عمل کرتے ہوئے حضرت امام شافعی اور حضرت امام اسحاق کا مذہب یہ ہے کہ بلا وضو اذان دینی مکروہ ہے۔ مولانا مبارکپوری صاحب سبل السلام سے یہی مذہب امام احمد کا بھی نقل کرتے ہیں۔ اور خود مبارکپوری صاحب کا اختیار کردہ مذہب بھی یہی ہے، اور ان دونوں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا ان کے نزدیک اولیٰ اور احب ہے، سنئے مولانا مبارکپوری کیا فرماتے ہیں۔

العمل على حدیث الباب هو الاولیٰ فان الحدیث وان كان ضعيفا

لكن له شاهد ۱، (تحفہ میہ)

یعنی اس باب کی حدیث پر عمل کرنا ہی بہتر اور اولیٰ ہے اس لئے کہ یہ حدیث

اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے " اور یہاں پر یہ بھی یاد رکھئے کہ جس شاہد کی مولانا مبارکپوری بات کر رہے ہیں وہ خود بھی ضعیف ہے، اور اس کی سند منقطع ہے، اگرچہ آپ کے مولانا صاحب اس کو ظاہر نہیں کر رہے ہیں، پس اس سلسلہ کی حدیث بھی ضعیف اور اس کا جو شاہد ہے وہ بھی ضعیف مگر بقول مولانا مبارکپوری اسی ضعیف حدیث اور منقطع سند والے شاہد پر عمل کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

مثال نمبر - امام ترمذی نے اس سلسلہ کی حدیث ذکر کی جو انان کہے وہی اقامت بھی کہے، اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن بن زیاد افریقی ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف راوی ہے، اس کے باوجود امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں۔
والعمل علیٰ هذا عند اکثر اهل العلم من اذن فہو یقیم

(ترمذی مع التعفہ ص ۱۸۷ جلد ۱)

یعنی اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

مولانا مبارکپوری ضعیف حدیث سے قانون کلی اخذ کرتے ہیں

خیر یہ تو امام ترمذی کی بات تھی آپ کے مبارکپوری صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے وہ امام ترمذی سے دو چار ہاتھ آگے نکل گئے ہیں، فرماتے ہیں:
"ترمذی کی روایت جس کو امام ترمذی نے بروایت محمد بن زکریا ہے اور حضرت عبد اللہ بن زید کی اس باب کی روایت دونوں ہی ضعیف ہیں مگر محمد بن زکریا کی روایت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، اس وجہ سے کہ اس میں قانون کلی کا بیان ہے۔ لان قوله علیہ السلام من اذن فہو یقیم قانون کلی۔ یعنی آنحضرت کا یہ ارشاد کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے قانون کلی ہے۔ (تحفہ مصیبت)

بلغ صاحب ذرا آنکھ کھولئے اور سنئے کہ آپ کے علماء اور جلیل القدر
 قسم کے محدثین ضعیف حدیث پر صرف غل ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ اس سے تاوان
 کٹی بھی اخذ کرتے ہیں، اور پھر بھی اخاف کے بارے میں الہدایت حضرات کا
 پروپیگنڈہ یہی ہوگا کہ اخاف ضعیف حدیث پر غل کرتے ہیں، اور آپ کی حجت
 کے لوگ سینہ پیٹ پیٹ کر اور منہ پھاڑ پھاڑ کر اور نرم ٹھونک ٹھونک کر یہی شور
 مچائیں گے کہ ضعیف حدیثوں میں حجت نہیں۔

مثال نمبر ۱۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے وفو میں پانی کے زیادہ استعمال
 کرنے کی کراہت کے سلسلہ میں حضرت ابی بن کعب کی حدیث روایت کی ہے،
 پھر فرماتے ہیں۔

حدیث ابی بن کعب حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی
 عند اهل الحديث۔

یعنی ابی بن کعب کی یہ حدیث غریب اور محدثین کے نزدیک اس کی سند
 قوی نہیں ہے۔

بلکہ وہ یہ بھی فرماتے ہیں :

ولا يصح في هذا الباب عن النبي صلى الله عليه وسلم شيء۔

یعنی اس باب میں آنحضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح سند
 سے ثابت نہیں ہے۔

اس حدیث کا ایک راوی خارجہ بن مصعب ہے اس کے بارے میں امام
 احمد فرماتے ہیں کہ وہ اہی معنی کمزور تھا، ابن معین فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں تھا
 ابن معین یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ بہت جھوٹ بولنے والا اور کذاب تھا، ابن مبارک
 اس کو متروک قرار دیتے ہیں دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے، امام بخاری
 بھی اس کی روایت کو مردود قرار دیتے ہیں، غرض یہ حدیث سند کے اعتبار سے

محدثین کے یہاں بالکل ضعیف ہے، لیکن آپ کے مبارکپوری صاحب نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے، فرماتے ہیں :

والحدیث یبدل علی کراهیة الاسماء فی الماء للوضوء
وقد اجمع العلماء علی النسخ عن الاسماء فی الماء ولو علی شاطئ
النهر - (تحفہ جلد ۱ ص ۶۱)

یعنی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ وضو کے لئے پانی کا زیادہ استعمال
مکروہ ہے اور علمائے اس پر اجماع کیلئے کہ اگرچہ آدمی دریا کے کنارے ہی کیوں
نہ وضو کرے مگر پانی کا زیادہ استعمال منوع ہوگا۔ (۱)

مثال نمبر - ترمذی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے
الاذان من الراس، یعنی دونوں کان سر ہی کا حصہ ہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں، لیس اسناد کا بذات القاسم، یعنی اس کی سند
درست نہیں ہے۔ یعنی یہ حدیث ضعیف ہے، پھر فرماتے ہیں :

والعمل علی هذا عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ومن بعدهم ان الاذان من الراس۔

یعنی اکثر صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کا یہی قول ہے کہ دونوں کان سر ہی

کا حصہ ہیں (یعنی دونوں جو حکم سر کا ہے وہی حکم کان کا بھی ہے) مولانا مبارکپوری

اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

وهو القول الراجح المعول عليه (تحفہ جلد ۱ ص ۱۸)

یعنی یہی راجح قول ہے اور اسی پر عمل کیا گیا ہے۔

مثال نمبر - امام ترمذی نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه۔

یعنی اس شخص کا وضو نہیں جو بسم اللہ وضو پر نہ پڑھے۔

پھر فرماتے ہیں :

وقال احمد لا اعلم في هذا الباب حديثا اسنادا جيده

یعنی امام احمد فرماتے تھے کہ میرے علم میں اس مسئلہ کی کوئی ایسی حدیث

نہیں ہے جس کی سند عمدہ ہو، اور مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں

کل ما روى في هذا الباب ليس بقوي

یعنی اس باب کی ایک روایت بھی قوی نہیں۔

اس اعراف کے باوجود مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

قلت لا شك في ان هذا الحديث نص على ان التسمية

ركن للوضوء او شرط له ، (تحفہ جلد ۱ ص ۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث (جو ضعیف ہے) اس باب میں نص ہے کہ وضو

میں بسم اللہ کا پڑھنا یا رکن ہے یا شرط ہے۔

یعنی ضعیف حدیث سے وضو میں بسم اللہ کی رکنیت اور اس کے شرط

ہونے کا اثبات کیا جا رہا ہے۔

مثال نمبر - امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ روایت

ذکر کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في العسل في عشرين اناق زق۔

یعنی آنحضور کا ارشاد تھا کہ دس زق (زق ایک پیمانہ ہے) شہدیں
ایک زق زکوٰۃ ہے۔

پھر امام ترمذی فرماتے ہیں:
اس کی سند میں کلام ہے اور اس باب میں آنحضور سے کوئی صحیح حدیث
منقول نہیں۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں:
یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے کہ دس زق میں ایک زق زکوٰۃ نکالی
جائے گی، اور اسی کے متاثر امام احمد اور اسلمی بھی ہیں (تحفہ مہم)
مثال نمبر - امام ترمذی نے سبزیوں کی زکوٰۃ کے بارے میں آنحضور
کا یہ ارشاد نقل کیا ہے سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں۔
امام ترمذی فرماتے ہیں:

اسناد هذا الحديث ليس بصحيح وليس بصحيح في هذا الباب
عن النبي صلى الله عليه وسلم شيء -
یعنی اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اس بارے میں آنحضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔
پھر فرماتے ہیں۔

والعمل على هذا عند اهل العلم ان ليس في الخضر اديات
صدقة - (تحفہ ج ۲ ص ۱۲)

یعنی اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
میں نے یہ دس مثالیں پیش کی ہیں جن سے واضح ہے کہ تمام محدثین اور
خود جماعت اہل حدیث کے علماء ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں، حتیٰ کہ ضعیف
حدیث سے آپ کے علماء قاعدہ کیلئے بھی مستنبط کرتے ہیں اور ضعیف حدیث سے

کسی شے کی رکنیت اور اس کے مشروط ہونے کو بھی ثابت کرتے ہیں، غرض ان مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ضعیف حدیث کو علی الاطلاق رد کر دینا جمہور محدثین کا مسلک نہیں ہے۔

اگر ان دس مثالوں سے بھی آپ کو اطمینان نہ ہوا ہو تو کہئے کچھ مزید مثالیں پیش کروں؟

غیر مقلد مبلغ - یہ چودھری صاحب میرے صلے تو آپ نے ایک نئی دنیا ہی لا کر کے کھڑی کر دی ہے، آج تک ہم اسی غلط فہمی میں تھے کہ ضعیف حدیث پر صرف حنفیہ ہی عمل کرتے ہیں، ہمارے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور ہمارے اساتذہ نے درس حدیث کے حلقوں میں ہمارے ذہنوں میں یہی جمایا تھا۔

ہائے، ہم کس غلط فہمی میں تھے، ہم نے اسی بات کو لے کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں کی ہیں، ہم اپنے ان تصور کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کیسے محاف کرانیں۔

گناؤں کا چودھری - مبلغ صاحب آپ گھبرائیے نہیں آپ نے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا شروع کر دیا ہے، یہ آپ کی مغفرت کیلئے کافی ہے، میں نے ایک حنفی سے سنا تھا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات سے پہلے اپنے تمام حادین، حامدین، طاعینین، جاحنین کو معاف کر کے اپنی قبر میں آسودہ خواب ہوئے ہیں، آج سے آپ اپنی جماعت کے علماء کی باتوں میں نہ آئیں اور کسی بھی امام محدث اور اسناد لے کر شان میں گستاخوں کے خیال سے بھی باز رہیں۔

غیر مقلد مبلغ - انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، ہم نے اپنے جامعہ سلفیہ میں پڑھا حدیث سے پی ایچ ڈی کی مگر ہم کورے کے کورے ہی رہے اور آپ

گھاؤں میں رہ کر علم کی ان گہرائیوں میں اور عقل و فہم کی ان بلندیوں پر پہنچے ہوئے ہیں۔

غیر مقلدین ضدی ہوتے ہیں اس کی مثال

جو دھری صاحب! آپ نے بار بار اس کا ذکر کیا ہے کہ جماعتِ اہل حدیث کے لوگ بڑے ضدی ہوتے ہیں اگرچہ آپ نے اب تک جو کچھ فرمایا ہے اس کی روشنی میں یہ بات بھی حقیقتہً صحیح ہوگی مگر کیا آپ اس کی کوئی مثال دے سکتے ہیں؟ گھاؤں کا چودھری۔ ایک مثال نہیں آپ کے علماء کے ضدی پن کی متعدد مثال دے سکتا ہوں۔ یہ جواب کے ہاتھ میں ابکار المنن ہے لائیے نقدِ نقدی اسی سے اس فرمت میں ایک مثال تو ملاحظہ فرما ہی لیجئے۔

حدیثِ ثلثین تو آپ کے ذہن میں ہوگی، یعنی وہی حدیث جس میں آنحضور کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ پانی کی مقدار اگر دو قلاب ہو تو نجاست پڑنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔

احناف کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال درست نہیں، یہ بات احناف ہی نہیں کہتے بلکہ یہی بات اسمعیل و ثمانی، ابو بکر بن العربی، حافظ ابن عبد البر اور حنفی ابن تیمیہ بھی کہتے ہیں بلکہ آپ کی جماعت کی جگہ بلند قامت شخصیت نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی کہتے ہیں کہ ثلثین والی حدیث سے استدلال درست نہیں وہ مؤول (ضعیف) ہے۔

(عرف الجادی ص ۱۷)

یہ حدیث احناف کے نزدیک اسلئے ضعیف ہے کہ یہ مضطرب ہے، اسکے متن میں بھی اضطراب ہے اور اس کی سند میں بھی اضطراب ہے اور اضطراب کی جتنی قسمیں ممکن ہو سکتی ہیں تقریباً وہ سب اس حدیث میں پائی جاتی ہیں۔

سند کا اضطراب تو یہ ہے کہ سند کا راوی ولید بن کثیر کبھی اس کو اس سند سے روایت کرتا ہے۔

(۱) عن محمد بن جعفر بن الزبیر الاسدی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر۔

اور کبھی وہ اس کی سند یوں بیان کرتا ہے

(۲) عن محمد بن عباد بن جعفر المخزومی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر۔
اور کبھی کہتا ہے۔

(۳) عن عبد اللہ بن عبد اللہ المکبر۔
اور کبھی کہتا ہے۔

(۴) عن عیید اللہ بن عبد اللہ المصغر۔
یہ تو سند کا اضطراب ہوا۔ اور اب متن کا اضطراب ملاحظہ فرمائیے۔
(۱) بعض روایت میں دوستہ کا ذکر ہے۔

(۲) بعض میں تین قلعہ کا ذکر ہے۔

(۳) بعض میں چالیس قلعہ کا ذکر ہے۔

اور قلعہ کے معنی میں بھی اختلاف ہے۔

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلعہ بمعنی راس الریحل ہے۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ قلعہ بمعنی جرة ہے۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلعہ بمعنی قربت ہے۔

(۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلعہ بمعنی راس البجیل ہے۔

اب آپ طے کیجئے اور کسی دلیل قطعی سے متعین کیجئے کہ قلتین والی حدیث میں قلعہ کا فلاں معنی متعین ہے جب آپ کوئی معنی متعین کریں گے تو آپ کا

مخالف کسی لغت کی کتاب سے قلم کا دوسرا معنی پیش کر دے گا، حافظ ابن عبد البر انھیں وجوہ سے تمہید میں فرماتے ہیں ۔

.. جو لوگ قلتین والی حدیث کے قائلین ہیں عقلاً بھی ان کا مذہب ضعیف ہے، اور سند ابھی یہ حدیث ثابت نہیں ہے، نیز اس حدیث میں اہل علم کی ایک جماعت نے کلام کیا ہے ۔

مزید فرماتے ہیں :

قلتین کی مقدار کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ۔
یہ وہی حافظ ابن عبد البر ہیں جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے انھوں نے تمہید مطلب کے موقع پر فرماتے ہیں :

هذا ابن عبد البر حافظ دهره قال في التمهيد
يعني یہ ابن عبد البر ہیں جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے انھوں نے تمہید میں یہ فرمایا ہے ۔ (ابکار)

اور خود مبارکپوری صاحب کو بھی تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حدیث متناؤ سند مضطرب ہے ۔ دیکھئے خود فرماتے ہیں :

اما تضعیف من ضعفه فهو مبني على ظاهرا لا اضطراب الذي
في سنده ومتناؤ (ابکار ص ۱۵)

یعنی جن لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اس کی بنیاد حدیث کے متن و سند کا ظاہری اضطراب ہے ۔

اور ابن دقیق العید سے تحفہ میں نقل کرتے ہیں

وهو صحيح على طريقة الفقهاء لانه وان كان مختلفا في بعض

الفاظه فانه يحاب عنه بحواب صحيح (مہینٹ)

یعنی یہ حدیث فقہاء کے طریق پر صحیح ہے، اسلئے اگرچہ اس کے الفاظ

مختلف ہیں مگر اس کا صحیح جواب دیا جاتا ہے ۔

یعنی محدثین کے طریق پر یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔ اس کے اضطراب کا اگر صحیح جواب دیا بھی جائے گا تو زیادہ سے زیادہ اس کی صحت بطریق العقبار ثابت ہوگی محدثین کے طریقہ پر نہیں ، حالانکہ آپ لوگوں کو فقہاء سے کیا مطلب ان کے طریق پر ایک نہیں لاکھ صحیح جواب بھی دیو اس کو اگر صحیح ثابت کیا جائے تو بھی آپ جماعت اہل حدیث کا اس سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بہر حال محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف کی ضعیف ہی رہیگی ۔
ابکاریں مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں :

فتعین ان المراد من القلۃ فی الحدیث لیس الا الادانی

کا بجرۃ وغیرہا (ص ۳۵)

یعنی پس یہ متعین ہو گیا کہ ”قلہ“ سے مراد حدیث میں صرف برتن ہی ہے جیسے گھڑاد وغیرہ ۔

یہ کہ مولانا مبارکپوری صاحب خوش ہو گئے کہ ہم نے تیر مار لیا اور پالاجیت لیا جس اضطراب معنوی کو بڑے بڑے ائمہ فقہ و حدیث دور نہ کر سکے ہم نے دور کر دیا ، مگر مولانا مبارکپوری کی اس بحث کے سلسلہ میں انکار اور تحفہ میں تمام باتوں کو اور زبردستیوں کو اور کھینچا تانیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے خود اس عبارت ہی میں مولانا مبارکپوری صاحب بدحواس نظر آ رہے ہیں اور چہرہ پر محض دکھاوا کی خوشی ہے اسلئے کہ مولانا مبارکپوری کا یہ ”متعین“ بھی غیر متعین ہے ، آخر مولانا مبارکپوری اس ”وغیرہا“ میں کس کس چیز کو داخل کریں گے اور خود ”جرۃ“ کی مقدار کیا ہوگی ؟ جرہ کتنا بڑا یا وہ کتنا چھوٹا ہوگا ، گھڑا تو بڑا اور چھوٹا سب ہوتا ہے ۔ بہر حال آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث ہر اعتبار سے اصطلاح محدثین میں ”مضطرب“ ہے اور بقول نواب صاحب بھوپالی

معلوم ہے، اور خود مبارکپوری صاحب اس کا اضطراب دفع کرنے سے عاجز ہیں، مگر ان تمام کے باوجود مولانا مبارکپوری کا زعم یہ ہے کہ
 ان حدیث الباب صحیحہ قابل للاحتجاج (میں نے تصحیف)
 یعنی یہ حدیث صحیح اور قابل امتحان ہے۔
 اور ابکار میں فرماتے ہیں

وبالجملة فهذه الاختلاف ليس اضطراباً قادحاً في صحة الحديث
 موردنا لضعفه (مش ۱)

یعنی حاصل بحث یہ ہے کہ یہ ایسا اضطراب نہیں ہے (یعنی اضطراب تو
 ہے مگر ایسا اضطراب نہیں ہے) جو حدیث کی صحت میں قادم بنے اور حدیث میں
 ضعف پیدا کر دے۔

مبلغ صاحب براہ افاضان آپ غور فرمائیں کہ یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے،
 یہ نہیں مانیں گے۔ کی بس ایک بات طے کر لی اور اسی پر اڑ گئے، اس سے بڑھ کر
 بھی کوئی ضد ہو سکتی ہے؟

غیر مقلد مبلغ :- چودھری صاحب میرے اوپر جماعت اہل حدیث کے علماء
 کی زیادتیاں اور حدیث کے رد و قبول میں انکی بے راہ ردیاں کھلتی جا رہی ہیں میری
 زبان پر تالا لگ چکا ہے، میں اپنے کو اس وقت اب اس پوزیشن میں نہیں
 پارہا ہوں کہ اپنے علماء کا دفاع کروں، یا ان کی حمایت میں آپ کے سوالات کا
 جواب دوں شرم سے سر نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔

براہ کرم میری معلومات میں مزید اضافہ کیلئے ذرا ایک بات کی اور دقت
 فوادیں، ہمارے علماء یہی کہتے رہے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں علماء جماعت
 اہل حدیث صحیح حدیثوں سے روگردانی نہیں کرتے، کیا ان کی یہ بات صحیح ہے یا
 اس میں بھی ہمیں دھوکا دیا جاتا ہے، اگرچہ اب تک کی آپ کی گفتگو سے کچھ کچھ

سمجھ میں آتے ہے کہ یہاں بھی ہیں دھوکا دیا جاتا ہوگا۔ براہ کرم اس بارے میں آپ کچھ ارشاد فرمائیں، زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

گھاؤں کا چودھری - مبلغ صاحب آپ کے علماء کی امتیازی شان جہانگ میرا تجربہ ہے یہ ہے کہ وہ کذب دروغ گوئی میں بڑے سے بڑے دروغ گو کا کان کاٹتے ہیں، میں جماعت اہل حدیث کیوں ہی نہیں بدکا ہوں مجھے آپ کے علماء کی متغدا باتوں ہی نے بدکایا ہے، وہ کہتے کچھ ہیں عمل کچھ ہوتا ہے حدیث و قرآن کو انھوں نے اپنا تابع بنا رکھا ہے۔

غیر مقلدین علماء کا صحیح حدیثوں کو ترک کرنا

آپ کے علماء یا آپ کی جماعت کا صحیح حدیث پر کتنا عمل ہے، صحیح حدیثوں سے جان چھڑنے کیلئے ان کی کیا کیا پتیرا بازیاں ہیں، اس کی چند مثالیں عرض کروں گا، ذرا وہ جو آپ کے ہاتھ میں بنارس کے جامعہ سلفیہ والی ابکار المن ہے اے مجھے دیجئے۔

غیر مقلد مبلغ (رہتے ہوئے) گویا آپ ہمارے ہی ہتھیار سے ہیں قتل کریں گے۔

گھاؤں کا چودھری - جب آپ نے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا شروع کر دیا ہے تو اب آپ اپنی جماعت میں رہے کہاں، یا تو آپ پورے غیر مقلد ہو کر اہل قرآن بینی ہماری جماعت میں آجائیں گے، یا پھر آپ اپنی گردن میں تقلید کا تلاء ڈال کر حنفی بن جائیں گے، خیر لائیے ذرا مولانا مبارکپوری کی ابکار المن، آپ کو آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی احادیث صحیحہ کے رد اور ان کے مقابلہ میں ضد اور عناد کی مثالیں دکھلاؤں۔

مثال نمبر - تیمم میں ہاتھ ایک دفعہ مار جائے یا دو دفعہ، دو دفعہ

ہاتھ مارنے کی حدیث حضرت عمار کی ہے، جس کو سند بزار میں روایت کیا گیا ہے، ہدایہ میں حافظ ابن حجر اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: باسناد حسن۔ یعنی اس حدیث کی سند حسن ہے، اس پر مولانا مبارکپوری طویل کلام فرماتے کے بعد یوں لب کشا ہوتے ہیں۔

ومقصود الحفاظ ان اسناد عمار فی الضربین حسن والحدیث ضعیف لما ذکرہ، والمعلوم ان حسن الاسناد اوصیۃ لایستلزم حسن الحدیث اوصیۃ (مشۃ ۲۲۵)

یعنی حافظ ابن حجر کا مقصود یہ ہے کہ حضرت عمار والی حدیث کی سند حسن ہے لیکن حدیث ضعیف ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ سند کا حسن یا صحیح ہونا حدیث کے حسن یا صحیح ہونے کو مستلزم نہیں۔

مثال نمبر ۲۔ اسی سلسلے میں یعنی تیمم میں ہاتھ دو دفعہ مازنا چاہئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے، واطلنی نے اس روایت کو ذکر کر کے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں موقوف ہے امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو بطریق اسنخی حوی ذکر کر کے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، ان تمام محدثین کا اس حدیث کے صحیح ہونے کا فیصلہ ہے، لیکن مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں: نہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ اس حدیث کو ابو زبیر کی نے عن سے روایت کیا ہے اور وہ مدلس تھا اور مدلس کا عتقہ مقبول نہیں، اور حافظ ابن حجر اور امام حاکم نے جو اس کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

فنی تعجیب الحاکم وغیرہ و تحسین الحفاظ نظر ظاہر (مشۃ ۲۲۵)

یعنی حاکم وغیرہ نے جو اس کو صحیح کہا ہے یا اسی طرح حافظ ابن حجر نے جو اس کو حسن کہا ہے وہ قطعاً تسلیم نہیں۔ (۱)

مثال نمبر ۲۔ مملوۃ حصار کے سلسلہ میں علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے طحاوی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر ذکر کیا جس کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں۔

رجالہ ثقات یعنی اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں

وان كان رجاله ثقات لكنه ضعيف فان مداره على حبيب بن

ابی ثابت وهو مدلس (۲۲۵)

یعنی اگرچہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن حدیث ضعیف ہے اس لئے اس کا

مدار حبیب بن ابی ثابت پر ہے اور وہ مدلس ہے۔

مثال نمبر ۳۔ نماز صبح کو اسفار میں یعنی جب خوب اُجالا ہو جائے پڑھنا متعدد حدیثوں سے ثابت ہے، اس سلسلہ کا ایک اثر امام طحاوی نے ذکر کیا ہے

اور وہ اثر مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے، ادوا کی سند صحیح ہے، مگر مولانا مبارکپوری نے یہ کہہ کر اس کو رد کر دیا کہ یہ فلاں حدیث کے معارض ہے۔ (ابکار ۲۶۶)

مثال نمبر ۴۔ اتامت کے کلمات و حرے کہنے چاہئیں، یہی اخاف

کا غریب ہے۔ علامہ نیموی نے حضرت عبد اللہ بن زید الغضائری کی حدیث بیان کی جبکہ

(۱) زندہ باد مبارکپوری صاحب زندہ باد، یہ ہے یہ سلوانی، مانا کہ حافظ ابن حجر، حاکم، زیہی

دارقطنی سب کو ایک ہی پالا میں چت کر دیا۔

اس معاملت بخند باز و نیست تانہ بخند خداے بخشندہ

صحیح سند سے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے، حافظ ابن حزم
اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں -

هذا اسناد في غاية الصحة -

یعنی یہ انتہائی درجہ کی صحیح سند ہے -

اس پر مولانا مبارکپوری کا تبصرہ پڑھئے فرماتے ہیں -

قلت لا شك ان رجاله رجال الصحيح لكن في صحة اسناده

نظرا وان زعم ابن حزم انها في غاية الصحة لان فيها

الاعمش وهو مدلس - (ابکار ۲۹۷)

یعنی میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ اس حدیث کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں

مگر اس حدیث کا صحیح ہونا تسلیم نہیں اسلئے کہ اس کی سند میں اعمش ہیں

اور وہ مدلس ہیں -

مثال نمبر - علامہ نیلمی نے یہ حدیث ذکر کی -

اذا رايت من يبيع او يبتاع في المسجد فقولوا لا ربح لله

في تجارتك -

یعنی اللہ کے رسول فرماتے تھے کہ جس کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت

کرتا ہے تو تم لوگ کہو کہ اللہ تیری تجارت کو نفع آؤں بنائے -

اس روایت کو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے، امام ترمذی فرماتے

ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، اس حدیث کو امام احمد، دارمی، ابن خزیمہ، ابن

حبان اور حاکم نے بھی ذکر کیا ہے امام حاکم کا اس حدیث کے بارے میں

یہ فیصلہ ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے -

مولانا مبارکپوری صاحب اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں -

قلت في سندة عجлан وهو مدلس (ابکار ۳۲۹)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سندیں جملان ہے اور وہ مدلس ہے۔

اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے
.. امام ترمذی کی تحسین ناقابل قبول ہے (۱)

مثال نمبر۔ علامہ نیلمی نے ایک حدیث ذکر کر کے مافظا، بیشتی
سے اس کی تصحیح نقل فرمائی۔ اس پر مولانا مبارکپوری صاحب اپنی پوری
مختصانہ شان سے فرماتے ہیں۔

قلت لا يلزم من كون رجاله رجال الصحيح صحته (۲۲۲)
یعنی میں کہتا ہوں کہ رواۃ کے صحیح ہونے سے خود حدیث کا صحیح ہونا لازم
نہیں آتا۔

مثال نمبر۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے۔

(۱) مولانا مبارکپوری کی بے خبری یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ابن جملان نے اس
حدیث کو عن عمرو بن شعیب عن جلداء کی سند سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں دھو
رواۃ عن عمرو بن شعیب بالعنعنة حالانکہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے
اور یہ بطریق یزید بن خنیفہ عن محمد بن عبدالرحمن عن ثوبان عن ابی ہریرۃ
ہے۔ امام ترمذی نے اسی ابو ہریرہ والی حدیث کو حسن کہا ہے، عمرو بن شعیب
والی دوسری حدیث ہے، اور لطف یہ ہے کہ یہ دوسری حدیث بھی صحیح ہے۔
(حاشیہ ابکار ص ۳۲۹)

ان تمام باتوں سے مولانا مبارکپوری ناواقف اور بے خبر ہیں اور علامہ نیلمی کا
اس انداز میں رد کر رہے ہیں کہ ان سے بڑھ کر فن حدیث کا واقف کار وادب باخبر کوئی
دوسرا نہیں ہے، اور علامہ نیلمی ان کے حملے میں طفل مکتب ہیں۔

قال امرنا ان نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر
یعنی انھوں نے فرمایا کہ ہم نماز میں سورہ فاتحہ اور قرآن
میں سے جو آسانی سے پڑھ سکیں وہ پڑھیں۔

اس روایت کو ابو داؤد، امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن جبان نے صحیح سند
سے ذکر کیا ہے۔ خود مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں کہ :

قد صححه الحفاظ سند ابی داؤد فی التلخیص وفی الفتح
یعنی حافظ ابن حجر نے ابوداؤد کی سند کو تلخیص اور فتح الباری میں صحیح قرار
دیا ہے لیکن اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اس کی سند میں قاعدہ ہے اور وہ بدلس ہے، اسلئے اس روایت کا
صحیح ہونا عمل نظر ہے۔ (ایضاً)

مثال نمبر ۹۔ قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی مشہور حدیث ہے۔
من كان له امام فقرأ له الامام له قراۃ۔

یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے، اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں
مگر مولانا مبارکپوری محض ضد اور تعصب میں فرماتے ہیں۔

ان هذا الحديث ضعيف لجميع طرقه (ص ۵۹)

یعنی یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

اور مولانا مبارکپوری کی دلیل یہ ہے کہ :

فانما لو كان صحيحا لاشتهر هذا من الصحابة رضي الله

عنهم (ص ۶۳)

یعنی اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو صحابہ کرام سے بطور شہرت یہ منقول ہوتی،
یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کے صحیح حدیث کے رد کرنے کا انداز، یعنی
اب صحیح حدیث وہی کہلائے گی جو بطریق شہرت صحابہ کرام سے منقول ہو، اگر

ایسا نہ ہوا تو وہ ضعیف ہوگی۔

مثال نمبر ۱۔ علامہ نیوی نے اذان فجر کے سلسلے میں ابوداؤد کی ایک روایت ذکر کی جس کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ اسنادہ حسن یعنی اس کی سند حسن ہے، اس کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔ قلت فی تحصین اسنادہ نظوفان فیہ محمد بن اسحق و هو مدلس۔ (م ۳۱) یعنی میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حسن قرار دینا محل نظر ہے اسلئے کہ اس کی سند میں محمد بن اسحق ہے اور وہ مدلس ہے۔

مبلغ صاحب - میں نے یہ دس مثالیں پیش کی ہیں کہ آپ کی جماعت کے سربراہ اور جلیل القدر قسم کے محدثین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، اور صحیح حدیثوں کے رد کرنے کی ان میں کتنی جرأت اور ہمت ہوتی ہے، اور بدنام ہم اہل قرآن کو کیا جاتا ہے کہ ہم منکرین حدیث و منکرین سنت ہیں۔

غیر مقلد مبلغ، باقی باتیں تو بعد میں ہونگی یہ ابھی آپ جو ترتیب و مثالیں پیش کر رہے تھے اس سے ہٹ کر آپ نے پچھلے صفحے سے یہ آخری مثال پیش کی ہے کیا اس میں کوئی راز ہے؟

گاؤں کا چودھری - آپ بھی کچھ ہشیار آدمی معلوم ہوتے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی شوق ہو گیا ہے کہ اپنے جلیل القدر قسم کے محدثین کی حرکتوں اور ان کی ناجائز کارروائیوں سے پوری واقفیت حاصل کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ محمد بن اسحق جس کا ذکر آخری مثال میں آیا ہے، ایک بڑی خاص شخصیت کا نام ہے، میں نے چاہا تھا کہ اگر اس کے بارے میں آپ نے کچھ سوال کیا تو اس کا جواب کچھ تفصیل سے دینا ہو گا، اسی لئے میں نے اس مثال کو بالکل آخر میں ذکر کیا تھا۔

غیر مقلد مبلغ - جناب چودھری صاحب میں نے تو سوال کر ہی دیا ہے اب آپ اپنے تفصیلی جواب سے غلطوفا کریں ، آپ کی باتیں بڑی گہری اور پُر از مملو ہوتی ہیں ، میرے تو چودہ طبق روشن ہوتے جا رہے ہیں -

معاذں کا چودھری - میں یہ باتیں تو کر رہا ہوں مگر مجھے اب اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کہیں آپ غیر مقلد سے مقلد اور وہ بھی مقلد حنفی نہ بن جائیں ، مالا نکہ میرا مقصد آپ کو مقلد بنانا نہیں ہے میرا مقصد تو یہ ہے کہ آپ بھی ہماری جماعت اہل قرآن میں شامل ہو جائیں ، اہل حدیث اور اہل قرآن میں عدم تقلید کا نقطہ اشتراک ہے اس لئے کہ آپ کا ہماری طرف کھسک آنا مقلدین کی طرف کھسک جانے سے زیادہ اولیٰ اور افضل ہوگا۔

محمد بن اسحق کے بارے میں مبارکپوری کی تضاد بیانی غیر تو آپ کے سوچنے کی بات ہے کہ آپ غیر مقلد رہیں گے یا مقلد بن جائیں گے اب آپ اپنے سوال کا جواب سنیں ، یہ محمد بن اسحق جس کو یہاں اتنے طنطنے سے مبارکپوری صاحب نے ٹھکرا دیا ہے اور اس کی روایت کردہ صحیح حدیث کو اس کے دس ہوشنگی غدر کی بنا پر رد کر دیا ہے ، یہ محمد بن اسحق قرأت خلف الامام کے بارے کی مشہور روایت جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ہے اس کا راوی بھی ہے مگر وہاں نہ صرف اس کی روایت کو آپ کے مبارکپوری صاحب قبول ہی کرتے ہیں اور اس کو صحیح قرار دیتے ہیں بلکہ محمد بن اسحق کے ثقہ بلکہ منکر الثقات ہونے کی بڑی دھوم دھام سے تقریر کی ہے ، میں حیران ہوں کہ مولانا مبارکپوری کی دیانت و امانت ان کی انصاف پسندی اور حدیث رسول کے رد و قبول کے بارے میں ان کے خلوص و لہجہ کی داد کن الفاظ میں دوں ، دیکھئے تحفہ میں مبارکپوری صاحب محمد بن اسحق کے بارے میں کیا فرماتے ہیں - فرماتے ہیں -

هو محمد بن اسحق بن يسار ابو بكر المطلبی مولاهم المذنی

نزہل العراق اماما لغازی دھو ثقہ قابل الاحتماح علی ما هو الحق۔
یعنی محمد بن اسحق ثقہ ہیں اور حق بات یہی ہے کہ عقائد الاحتماح ہیں پھر
حافظ بدرالدین عینی سے نقل کرتے ہیں۔

من الثقات الکبار عند الجمہور یعنی جمہور کا مذہب یہی ہے کہ وہ
بڑے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔

اور ابن ہمام کا قول نقل کرتے ہیں، ثقہ ثقہ، یعنی وہ ثقہ ہیں ثقہ
ہیں (یعنی ذیل ثقہ ہیں) اور امام شعبہ سے نقل کرتے ہیں۔

هو امیر المؤمنین فی التحدیث۔ یعنی وہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔

نیز یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ محمد بن اسحق سے جلیل القدر محدثین نے روایت
کی ہے، مثلاً امام ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، یزید بن زیع، ابن طہر
عبدالوارث اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے، پھر فرماتے ہیں کہ امام احمد، ابن سین
اور عام محدثین نے ان سے روایت کرنے کو رد رکھا ہے، اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ
امام بخاری نے ان کی توثیق میں بڑا طویل کلام کیا ہے، اور ان کو ثقہ ثابت کیا ہے
نیز فرماتے ہیں کہ ابن جان نے محمد بن اسحق کو ثقافت میں ذکر کیا ہے، اور امام عینی
سے یہ تمام باتیں نقل کر کے حافظ ابن حجر کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے۔

فان الاثمة قبلوا حدیثہ (تحفہ ۱۶ ص ۲۵۴)

یعنی ائمہ محدثین نے ان کی حدیث کو قبول کیا ہے۔

مبلغ صاحب میں حیران ہوں کہ مولانا مبارکپوری صاحب کی باتوں پر
اعتماد کیسے کیا جائے ابھی نمبر والی مثال میں جس محمد بن اسحق کی صحیح حدیث کو اس
کے مدرس ہونے کی بنا پر اتنی حقارت سے ٹھکرا دیا ہے، قرأت خلف الامام والی حدیث
میں جو ان کی منشاء کے مطابق ہے اسی محمد بن اسحق کی تشریف میں لہذا ان کو ثقہ
ثابت کرنے بلکہ ان کبار ثقافت ثابت کرنے بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث ثابت کرنے

ہیں کیسے کیسے زمین و آسمان کے تلابے ملائے جا رہے ہیں، حالانکہ اس کی قرأت خلف اللام والی روایت بھی مضعن تھی یعنی وہ اس کو عن ہی سے روایت کرتے ہیں۔

آخر ہم مولانا مبارکپوری کی اس تضاد بیانی کی کیا توجیہ اور تاویل کریں؟ کیا جو کبار انشاعات میں سے ہوا اور امیر المؤمنین فی الہدایت ہو اور جس کی روایت کو تمام محدثین نے قبول کیا ہو اب اس کی حدیث کو بھی خلاف منشاء ہونے کی وجہ سے تدریس کے عذر کو بنیاد بنا کر رد کر دیا جائے گا؟ کیا راوی کا مدرس ہونا اتنا ہی بڑا جرم ہے؟

محمد بن اسحق کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی صریح بددیانتی

اور دوسری ایک بات جو بہت زیادہ قابلِ توجہ ہے اور جس نے مبارکپوری کی ثقافت، دیانت اور ان کی انصاف پسندی پر نشان لگا دیا ہے اور وہ حدیث کے بارے میں ان کے فیصلوں کو کل نظر بنا دیا ہے وہ یہ ہے کہ تحفہ میں مولانا مبارکپوری نے چونکہ وہاں ان کا اپنا مفاد تھا محمد بن اسحق کے بارے میں صرف مادحین کا کلام نقل کیا ہے، جارحین کے کلام کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے گویا وہ اپنے قارئین کو تاثر دینا چاہتے ہیں کہ محمد بن اسحق تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، قابلِ اجتماع اور وہ سب کا مدوح ہے، حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے، اور مولانا مبارکپوری کی عوام کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی یہ مذموم کوشش ہے، دیکھئے محمد بن اسحق کے بارے میں ممتاز الحدیث، اہم کتاب جرح و تعدیل اور مقدمین و متاخرین محدثین کی کیا رائے ہے۔

(۱) امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ (ضعفاً ضعیفہ ۵۲)

(۲) ابوامام فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ (کتاب العلل ص ۴۳)

- (۳) دارقطنی، اس سے اجماع درست نہیں۔ (بغدادی $\frac{۲۱}{۲}$)
- (۴) سلیمان بن یحییٰ۔ وہ کذاب ہے (میزان $\frac{۲۱}{۳}$)
- (۵) ہشام بن عروہ۔ وہ کذاب ہے ”
- (۶) یحییٰ بن قطان۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے۔ ”
- (۷) وہب بن خالد۔ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ (تہذیب التہذیب $\frac{۲۵}{۹}$)
- (۸) امام مالک۔ وہ رجالوں میں سے ایک رجال تھا (میزان $\frac{۲۱}{۳}$)
- (۹) امام ابو زرعہ۔ وہ محض راجح تھا (توجیہ النظر $\frac{۲۸}{۲۸}$)
- (۱۰) امام بیہقی۔ لوگ اس کے تفردات سے گریز کرتے ہیں (المجمل للنقی $\frac{۱۵۵}{۱۱}$)
- (۱۱) علامہ ماردینی۔ اس میں شہود کلام ہے
- (۱۲) امام احمد بن حنبل لم یحکم بہ فی السنن (تہذیب التہذیب $\frac{۲۲}{۹۳}$)
- (۱۳) ابن معین۔ یس بذاتہ، یس بالقوی
- (۱۴) ابن مدینی۔ وہ ضعیف ہے $\frac{۲۵}{۹۳}$
- (۱۵) امام ترمذی۔ بعض محدثین اس کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے اس میں
- کلام کیا ہے (کتاب العلل $\frac{۲۲}{۲۴}$)
- (۱۶) نووی۔ وہ صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں ہے (مقدمہ نووی ص ۱۶)
- (۱۷) حافظ ذہبی۔ اس کی روایت صحت کے درجے گری ہوئی ہے ($\frac{۱۲۳}{۱۲۳}$) تذکرہ
- حرام و حلال میں اس سے اجماع درست نہیں تذکرہ
- (۱۸) ابن تیم۔ امام احمد نے اس کی روایت کو منکر اور ضعیف بتلایا ہے (زاد المعاد $\frac{۱۳۳}{۱۳۳}$)
- (۱۹) قاضی شوکانی۔ ابن اسحق حجت نہیں ہے خاص طور پر جب وہ عن سے
- روایت کرے (نیل الاوطار $\frac{۲۲۲}{۲۳۳}$)
- (۲۰) نواب صدیق حسن عثمانی حجت نیست (دریل الطالب $\frac{۲۳۹}{۲۳۹}$)
- مولانا مبارکپوری نے کمال دیانت داری سے ان تمام محدثین اور اہل علم

کی جڑوں سے صرف نظر کر کے اپنے مطلب کے موقع پر محمد بن اسحق کے متعلق صرف محدثین کے توشیح و درج کے کلمات کو تحفہ میں نقل فرمایا ہے ۔

اور ان کا کمال تضاد یہ ہے کہ تحفہ میں جس محمد بن اسحق کی اتنی دھم دھام سے توشیح کی ہے اور اس کے بارے میں محدثین سے صرف درج کے کلمات نقل فرمائے ہیں اپنی کتاب ابکار میں اس موقع پر یعنی مثال نمبر میں اس محمد بن اسحق کی روایت کو منقح کہہ کر رد کر دیا ہے اور یہاں محمد بن اسحق کا دس ہونا اس کی صحیح حدیث کو چھوڑنے کیلئے عذر بن گیا ۔

مبلغ صاحب ۔ آپ خود غور فرمائیں کہ آپ کے ان مبارکپوری حقائق کے بارے میں ہم جیسے کھلے ذہن کے لوگ جو کسی گروہی عصیت سے مبتلا نہیں ہیں کیا رائے قائم کریں ؟

غیر منقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب ، مبارکپوری صاحب کا نام براہ کرم اب سیر سے نہ لیں ، مجھے اس سے بڑی شرمندگی ہو رہی ہے ، میں آج تک انکو ایک جلیل القدر محدث عظیم الشان عالم حدیث نہایت متقی پرہیزگار ، منصف فزولج ، عادل و ثقہ سمجھتا تھا مگر اب یہ حقیقت کھل گئی کہ ہم آج تک دھوکے میں تھے ، مولانا مبارکپوری صاحب کی نہ تحفہ پر اب اعتماد باقی رہ گیا ہے نہ ان کی ابکار پر بلکہ اب تو مولانا کی شخصیت میری نگاہ میں ایسی مجروح ہو گئی ہے کہ ان کی کسی کتاب کا نام بھی اب بھروسہ نہیں رہا ۔

خواب تھا جو کچھ کر دیکھا جو سنا افسانہ تھا ۔

گاؤں کا چودھری ۔ آپ نے بجا فرمایا ، میرے اندر کبھی جماعت الحدیث سے جو بدگمانی پیدا ہوئی ہے اس کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ، ایک بڑا سبب مولانا مبارکپوری صاحب کی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رد و قبول کے باتیں ۔ یہی بے انصافی اور رجال حدیث کے بارے میں انکی یہی بددیانتی بنی ہے ،

پہلے میں بھی آپ ہی کی طرح ان کو بڑا جلیل القدر، منصف مزاج محدث سمجھتا تھا
لیکن ان کے اسی قسم کے تعصب نے مجھ کو ان سے بلکہ پوری جماعت اہل حدیث
سے برگشتہ بنا دیا ہے، اور ایسی بات کھل گئی کہ
ہیں یہ کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

امام ابو حنیفہ کو ضعیف قرار دینے میں مبارکپوری کا کھلا تعصب

مثلاً دیکھتے مولانا مبارکپوری نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو
ضعیف ثابت کرنے کے لئے اسی ایک بار المنہ ۵۵۵ اور اس کے باوجود صفحہ ۵۵۵
میں پورا زور صرف کیا ہے اور صرف جارحین کے اقوال نقل کئے ہیں جس سے
وہ اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ امام اعظم کا کوئی مؤلف اور کوئی
مادح نہیں ہے اور پوری دنیا نے محدثین ان کے ضعیف قرار دینے پر متفق
ہے، ورنہ صرف جارحین کے اقوال نقل کرنے کا کیا مطلب ہے، اور لطف
یہ ہے کہ مولانا مبارکپوری کو خود اس کا اعتراف بھی ہے کہ امام اعظم کے بارے
میں کی گئی جرحیں سوائے امام نسائی اور حافظ ابن عبد البر کے سب مبہم ہیں اور
مبہم جرح کا عام محدثین کے حق میں بھی اعتبار نہیں ہوتا امام اعظم ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کی شان تو بڑی عظیم ہے۔

امام اعظم پر کی گئی جرحوں پر گفتگو

مولانا مبارکپوری نے علی بن المدینی کی جرح ان کے بیٹے سے نقل کی ہے
کہ خمسوں حدیثا اخطأ فیہ، یعنی پچاس حدیثوں میں امام ابو حنیفہ سے غلطی واقع
ہوئی، کبھی تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیث یاد تھی،
اور یہاں پچاس حدیث میں ان کی غلطی ثابت کر رہے ہیں، اور جب ان انصاف

پسندوں سے اخاف مطالبہ کرتے ہیں کہ پچاس نہیں صرف پانچ حدیثیں پیش کرو جن میں امام ابوحنیفہ نے غلطی کی ہو تو وہ پچاس اور پانچ کیا ایک حدیث بھی نہیں پیش کر پاتے، صرف امام ابوحنیفہ کے خلاف شہود شہزاد ہے۔ حافظ ابن عبدالبر کا کلام تمہید سے امام ابوحنیفہ کو ضعیف ثابت کرنے کیلئے تو مبارکپوری نے ضرور نقل کیا ہے مگر انا متقا و جامع بیان العلم میں جو تمہید کے بعد کی ان کی کتابیں ہیں امام اعظم کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر کے قول میں رد و تعدیل کے کلمات ہیں ان سے بالکل آنکھ بند کر لی ہے۔

امام نسائی کی جرح کو مولانا مبارکپوری امام ابوحنیفہ کے حق میں جرح مفسر قرار دیتے ہیں اگر مولانا مبارکپوری کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ لیس بالقوی فی الحدیث۔ جرح مفسر ہے تو خود مولانا مبارکپوری کا امام نسائی کے حق میں یہ اعتراف ہے کہ۔

واما قول النسائي ليس بالقوى ايضا غير قادر فانه مجمل، مع انه متعنت وتعنت مشهور (ابکار ۲۵۵)

یعنی امام نسائی کا یہ کہنا کہ لیس بالقوی وہ بھی مفسر نہیں ہے اس لئے کہ یہ جرح مجمل ہے، اس کے علاوہ نسائی متعنت ہیں، اور ان کا تعنت مشہور ہے۔ یعنی معاویہ بن صالح جن کا دفاع مولانا مبارکپوری کر رہے ہیں ان کا مقام امام ابوحنیفہ سے بھی بلند ہے کہ ان کے حق میں تو امام نسائی کا لیس بالقوی کہنا تسلیم نہیں ہوگا، اور اس کے لئے امام نسائی کی جرح کو ان کو متعنت ثابت کر کے اور ان کے تعنت کو مشہور قرار دیکر رد کر دیا جائے گا، اور لیس بالقوی ان کے حق میں جرح مبہم قرار پائے گی اور یہی۔ لیس بالقوی۔ امام ابوحنیفہ کے حق میں مفسر قرار پائے گی، کوئی ٹھکانا ہے اس ظلم بددیانتی اور بے انصافی کا؟ غیر مقلد مبلغ، مولانا نسائی نے تو امام ابوحنیفہ کے حق میں لیس بالقوی

فی الحدیث کہلے اور معاویہ بن صالح کے بارے میں صرف۔ لیس بالقوی، کہا ہے، اس وجہ سے مولانا مبارکپوری نے امام انسانی کی جرح کو معاویہ بن صالح کے بارے میں متہم قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ کے حق میں اسکو مفسر قرار دیا ہے۔

لیس بالقوی، ولیس بالقوی فی الحدیث دونوں کا مطلب ایک ہے

گھاؤں کا چودھری، دیکھئے پھر آپ کی رگ اہلہ شیت پھڑکنے لگی، اور آپ بھی لگے الفاظ سے کیٹلے، ارے جناب جب محدثین کسی راوی حدیث کے حق میں لیس بالقوی استعمال کرتے ہیں تو اس کا کیا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ لاطعی چلانے، کشتی لٹنے اور کھنڈی کیٹلے میں قوی نہیں ہے؟

اس کا مطلب تو یہی ہوتا ہے، اور یہی سب سمجھتے بھی ہیں کہ جس فن کی گفتگو ہو رہی ہے اس فن میں اس کی قوت یا عدم قوت کو ثابت کیا جا رہا ہے۔ اسلئے لیس بالقوی جب کسی راوی کے حق میں کوئی محدث استعمال کرے گا تو اس کا یہی مطلب ہوگا کہ وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب ہو ہی نہیں سکتا، پس جس طرح لیس بالقوی فی الحدیث کو آپ جرح مفسر قرار دیں گے، لیس بالقوی کو بھی جرح مفسر قرار دینا ہوگا، اور اگر لیس بالقوی جرح مبہم ہوگی تو لیس بالقوی فی الحدیث بھی جرح مبہم ہوگی محدثین کی تقلید میں عقل و ہوش کو کھودینا اور بالکل کھلی حقیقت سے آنکھ بند کر لینا یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

خیر ایک باتیں ہیں، انکو شاید آپ حدیث میں پی ایچ ڈی ہونے کے باوجود بھی نہ سمجھ پائیں، اس لئے کہ آپ کی تعلیم کسی جامعہ سلفیہ میں ہوئی ہے، یہ نکتے اخاف کی درسگاہوں میں کھلتے ہیں، براہ کرم آپ یہ فرمائیں کہ مبارکپوری صاحب نے جو معاویہ بن صالح کے حق میں امام انسانی کی جرح کو ان کو مفت قرار دیکر

رد کر دیا ہے اور امام ابو حنیفہ پر ان کی جرح کو قبول کر لیا ہے اس کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب ہے ؟

غیر مقلد مبلغ ، نہیں یہ تو مبارکپوری صاحب کی صریح زیادتی ہے ، ہم نے بھی پڑھ لیا ہے ، کہ متغی کی جرح کا اعتبار نہیں ہوتا ہے ، اور خصوصاً کسی امام مشہور کے بارے میں تو اور بھی اعتبار نہ ہو گا۔

مبارکپوری کا امام نسائی پر غلط باب قائم کرنے کا الزام

گاہوں کا چودھری ۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی مبارکپوری کے اس مبارکپوری صاحب نے اپنی اس کتاب میں بار بار کی ہے ، کہاں تک میں انکی زیادتیاں گنتوں ، یہی امام نسائی جن کی جرح کو امام ابو حنیفہ کے حق میں لکھی دھوم دھام سے مولانا مبارکپوری نے بیان کیا ہے انھیں امام نسائی نے جب اپنی کتاب سنن میں عمران بن حصین کی یہ حدیث ذکر کی ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظهر فجعل رجل یقرأ

خلفہ یسبح اسم ربك الاعلی الخ

اور اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ۔

ترک القراءۃ خلف الامام فیما لیس جہرفیہ

یعنی یہ باب ہے اس سلسلہ کے بیان میں کہ امام کے پیچھے سری نماز میں کچھ پڑھنا نہیں ہے ۔

تو چونکہ امام نسائی کا یہ فرمانا مولانا مبارکپوری کے مزاج کے خلاف تھا اس وجہ سے بڑی شاذاری اور پوری محذورانہ شان سے فرماتے ہیں :

قلت ظهر مما ذکرنا ان فی تبویب النسائی علی هذا الحدیث ترک القراءۃ خلف الامام فیما لیس جہرفیہ ۔ نظر اظہراً

یعنی میں کہتا ہوں کہ ہماری باتوں سے ثابت ہو گیا کہ امام نسانی کا اس حدیث پر یہ باب قائم کرنا۔ ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجہد فیہ قطعاً ناقابل تسلیم ہے۔

اگر احناف یہ کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت کے علماء خواہ ان کا شمار جلیل القدر قسم کے محدثین ہی میں کیوں نہ ہوتا ہو محض اپنی خواہش کا لحاظ رکھتے ہیں تو وہ کیا غلط کہتے ہیں، یہ سارے شواہد آپ کے سامنے ہیں جن سے ان کی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

غیر مقلد مبلغ۔ ہمارے ذہنوں میں اب تک یہ ہی جمایا گیا ہے اور ہمارے کانوں میں یہی پلایا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کسی محدث نے تو حقیق نہیں کی ہے ان کو کسی نے امام فی الحدیث اور حافظ حدیث نہیں شمار کیا ہے، ہمارے مبارک پوری صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں تو کیا کسی محدث نے انکو فقہ بھی کہا ہے؟ اور محدثین نے ان کی احادیث کا اعتبار کیا ہے؟

امام ابو حنیفہ کے موثقین اور حدیث میں امام عالی مقام کا مقام

گھاؤں کا چودھری۔ آپ کے جامعات سلفیہ میں کیا کیا جمایا جاتا ہے اور کیا کیا پلایا جاتا ہے، ہمیں خوب معلوم ہے میں تو کسی زبان میں آپ ہی کی جماعت اہل حدیث کا ایک فرد تھا، جہاں تک امام ابو حنیفہ کے محدثین و موثقین کی بات ہے تو ابھی آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کی کتنی بڑی تعداد ہے اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ امام عالی مقام کا حدیث میں کیا مقام تھا، ذرا مجھے اجازت دیں کہ میں وضو کر لوں۔

غیر مقلد مبلغ، اس وقت وضو کی کیا ضرورت آن پڑی ابھی تو نماز کا وقت بھی نہیں ہوا ہے کافی دیر ہے؟

گھاؤں کا چودھری۔ جناب دلا اگرچہ میں بھی غیر مقلد ہوں مگر بہت سی

وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی میرے دل میں بڑی عظمت ہے، میں اسے بڑے امام فقہ و حدیث کے بارے میں بلا وضو بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں میری طبیعت کا یہی تقاضا ہے، مجھے وضو کرنے کی اجازت دیں۔

(گھاؤں کا چودھری وضو کر کے واپس آتا ہے اور اپنی بات شروع کرتا ہے) توجہ سے سنئے جناب کہ امام اعظم ابو حنیفہ کی عظمت کا اعتراف کرنے والے محدثین کی تعداد کیسا ہے اور علم حدیث میں ان کی جلالت شان، ان کی ثقاہت و عدالت ان کے حفظ و اتقان پر کتنے الفاذا میں انھوں نے شہادت دی ہے۔

(۱) کئی بن ابراہیم امام بخاری کے کبار شیوخ میں سے ہیں، وہ امام محدث کی شان میں فرماتے ہیں:

كان اعلیٰ اهل زماننا

یعنی امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے، خوب یاد رہے کہ اس زمانہ میں علم کا اطلاق قرآن و حدیث ہی پر ہوتا تھا)

(۲) عیسیٰ بن موسیٰ بھی نہایت جلیل القدر محدث ہیں وہ فرماتے ہیں:

هذا عالم الدنيا اليوم یعنی وقت حاضر کے یہ سب کے عالم ہیں۔

(۳) امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

میں نے حدیث کی تفسیر کا واقف کار امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

(۴) محدث یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

میں نے ایک ہزار محدثین کو پایا، اور ان میں سے اکثر سے حدیث

لکھی مگر ان میں سے پانچ سے بڑھ کر صاحب درجہ اور علم والا کوئی اور نہیں تھا،

وران پانچوں میں امام ابو حنیفہ کا نمبر پہلا تھا۔

(۵) شہاد بن حکیم فرماتے ہیں:

میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی فقہ و حدیث کا عالم نہیں دیکھا۔

(۶) بعد ائذن مبارک فرماتے تھے، میں جب کو فہ گیا، اور وہاں کے علماء کے بارے میں معلومات حاصل کی تو سب کا جواب صرف ایک تھا۔

الامام ابو حنیفہؒ

(۷) امام ثوری جیسے جلیل القدر امام حدیث کو اعتراف تھا افتقہ اہل الارض یعنی امام ابو حنیفہ زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

(۸) امام الجرح والتعدیل یحییٰ قطان فرماتے تھے۔

لأنکذب الله ما سمعنا احسن رايا من راى ابى حنیفہؒ، وقد اخذنا باکثر اقواله۔

خدا ہم سے جھوٹ نہ بولے ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی، ہم نے ان کے اکثر قول کو اپنا مذہب بنالیا ہے۔

(۹) امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کو اپنی مشہور کتاب تذکرہ میں حفاظ حدیث میں سے شمار کیا ہے، یہ تذکرہ حافظ ذہبی کی وہی کتاب ہے جس کے بارے میں ان کا خود بیان ہے :

یہ اس میں ان محدثین اور حفاظ حدیث کا ذکر ہے جنکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور جو حدیث کے کھرے کھوٹے اور صحیح و ضعیف کی پرکھ میں معیار ہیں اور انکی طرف اس بارے میں رجوع کیا جاتا ہے،

(۱۰) جلیل القدر محدث اسرائیل بن یونس فرماتے تھے۔ امام ابو حنیفہ بہترین آدمی ہیں، فقہ والی حدیث کو خوب یاد رکھتے ہیں۔

(۱۱) حافظ ابن قیم یحییٰ بن آدم کا امام ابو حنیفہ کے بارے میں یہ اعتراف نقل کرتے ہیں :

كان نعمان جمع حديثه بلداً كله فظروا الى اخروا قبض عليه النبي صلى الله عليه وسلم يعني امام ابو حنیفہ نے اپنے شہر کی تمام حدیثوں کو

جمع کیا تھا اور وہ (بطور خاص) اس پر عمل کرتے تھے جو آنحضور کا آخری فعل تھا۔
(۱۲) یحییٰ بن یسین فرماتے تھے۔

”میں امام وکیع پر کسی محدث کو فوقیت نہیں دیتا، اور امام وکیع امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، وہ انکی تمام حدیثوں کے محافظ تھے۔
امام وکیع نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثوں کو سنا تھا۔

(۱۳) سفیان بن عیینہ کا ارشاد تھا :

اول من اقلد فی الحدیث فی روایۃ اول من صدق فی محدثا
ابو حنیفۃ قدمت الکوفۃ فقال ابو حنیفۃ : ان هذا اعلم
الناس بحدیث عمر و بن دینار فاجتمعوا علی فعلہ ثمہم ۔

یعنی سب سے پہلے مجھے جس نے محدث بنایا وہ امام ابو حنیفہ تھے، میں
جب کوہ پہنچا تو انھوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ عمر و بن دینار کی حدیثوں کا سب
سے زیادہ جانکار عالم ہے، تو لوگ میرے پاس اکٹھا ہوئے اور میں نے لوگوں
سے حدیث بیان کی ۔

(۱۴) حاتم ابن محمد نے تہذیب میں ابن یسین کا یہ قول نقل کیا ہے :

کان ابو حنیفۃ ثقة لا یحدث الایما یحفظہ ۔

یعنی امام ابو حنیفہ ثقہ تھے وہ صرف اسی حدیث کو بیان کرتے جس کو وہ
(اجبی طرح) محفوظ رکھتے تھے ۔

(۱۵) صالح بن محمد ابن یسین سے نقل کرتے ہیں :

کان ابو حنیفۃ ثقة فی الحدیث ۔

امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے ۔

(۱۶) حاتم ابن عبد البر نے الاستقار میں یحییٰ بن یسین ہی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ہو ثقة ما سمعت احدا ضعفہ ۔ یعنی وہ ثقہ ہیں میں نے کسی

سے نہیں سنا کہ اس نے ان کو ضعیف کہا ہو۔

(۱۷) حافظ ابن عبد البر مزید فرماتے ہیں۔

امام شعبہ امام ابو حنیفہ سے بذریعہ خط درخواست کرتے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کریں، اور شعبہ تو شبہ ہی ہیں۔

(۱۸) یحییٰ بن معین کا قول تھا:

صلوٰۃ یعنی امام ابو حنیفہ بہت سچے ہیں۔

(۱۹) اور یہ کہ امام شعبہ حضرت ابو حنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے۔

(۲۰) امام داؤد کا فرمان تھا:

رحمہ اللہ مالک کان اماماً رحمہ اللہ الشافعی کان اماماً رحمہ اللہ

ابو حنیفہ کان اماماً۔

اللہ مالک پر رحم فرمائے وہ امام تھے، اللہ شافعی پر رحم فرمائے وہ بھی امام تھے، اللہ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ بھی امام تھے۔

(۲۱) حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں:

الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوا اکثر من الذین تکلموا فیہ۔

یعنی امام ابو حنیفہ سے جن لوگوں نے روایت کی اور جنہوں نے ان کو ثقہ کہا ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے جنہوں نے ان پر کلام کیا ہے۔

(۲۲) امام بخاری کے جلیل القدر استاد علی بن المدینی فرماتے تھے:

ابو حنیفۃ راوی عند الثوری وابن المبارک وهو ثقہ

لاباس بہ۔

یعنی امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک نے روایت کی ہے وہ ثقہ اور لاباس بہ ہیں (یعنی انکی حدیث پر اعتبار ہوگا۔)

(۲۳) علامہ سحافی فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے تو جو کمال ان کو حاصل ہوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکا۔

(۲۴) علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں :

یدل علی انہا من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتقاد
مذہبہ بینہم والتعویل علیہا واعتبارہ رد او قبولاً۔

یعنی اس بات کی دلیل کہ امام ابو حنیفہ علم حدیث کے بڑے مجتہدین میں سے
تھے یہ ہے کہ لوگوں نے حدیث کے رد و قبول میں ان پر بھروسہ اور اعتماد کیا ہے۔

(۲۵) حافظ ابن الاثیر جزری فرماتے ہیں :

کان اماماً فی علوم الشریعة مریضاً۔

امام ابو حنیفہ علوم شریعت میں درجہ امامت پر فائز تھے لوگ ان سے راضی تھے۔

(۲۶) امام شعبہ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

سکان واللہ جید الحفظ حسن الفہم۔

خدا کی قسم امام ابو حنیفہ اچھے حافظ والے اور اچھی فہم والے تھے۔

(۲۷) حسن بن صالح کا ارشاد تھا :

امام ابو حنیفہ بڑے سمجھدار جانکار اور اپنے علم میں پختہ تھے۔

(۲۸) امام ادزاعی فرماتے تھے۔

ابو حنیفہ فقہ کے شکل مسائل کو خوب جانتے تھے۔

(۲۹) مسعر بن کلام کا حال یہ تھا کہ

جب وہ امام ابو حنیفہ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور جب امام ابو حنیفہ
بیٹھتے تو وہ ان کے سامنے بیٹھتے وہ انکی بڑی تعظیم کرنے والے تھے، وہ امام ابو حنیفہ
کی تعریف کرتے اور ان کا جھکاؤ انھیں کی طرف تھا۔

(۳۰) سفیان ثوری کا امام ابو حنیفہ کے بارے میں یہ ارشاد بھی تھا۔

ان اباحیفۃ سید العلماء
یعنی امام ابو حنیفہ علماء کے سردار ہیں۔

(۳۱) ابن مین یہ بھی فرماتے تھے۔

میرے نزدیک امام ابو حنیفہ کی فقہ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی فقہ کوئی چیز نہیں ہے، اور میرے زمانہ میں سب کی یہی رائے تھی
(۳۲) حبان بن علی کا ارشاد تھا:

امام ابو حنیفہ سے جب بھی کسی دینی یا دنیوی مسئلہ میں رجوع کیا جاتا تو
ان کے پاس اس سلسلہ کا کوئی حسن اثر ملتا۔

(۳۳) زہیر بن معاویہ اپنے شاگردوں سے فرماتے:

میرے یہاں ایک ماہ کی حاضری ہے بہتر یہ ہے کہ تم ابو حنیفہ کے ساتھ انکی
ایک مجلس میں رہو۔ (۱)

مبلغ صاحب ہے امام ابو حنیفہ کی علوم شریعہ میں جلالت شان اور بطور
خاص علم حدیث میں ان کی منزلت و مرتبہ کی بلندی اور امامت، ائمہ حدیث کے
کے نزدیک انکی مقبولیت و محبوبیت اور معتبر اور ثقہ ہونے کا مختصر سا تذکرہ۔

امام ابو حنیفہ صاحب جرح و تعدیل تھے

اب یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابو حنیفہ نہ صرف حافظ حدیث اور کبار
محدثین میں سے تھے بلکہ وہ خود صاحب جرح و تعدیل تھے، اور ان کی جرح
و تعدیل پر لوگوں کو اعتماد تھا، محدثین ان کے کلام سے استدلال کرتے تھے،
ابھی آپ نے گذشتہ گفتگو میں معلوم کیا کہ امام ذہبی نے — جنکے بارے میں

(۱) اس پوری بحث کیلئے دیکھو قواعد فی علوم الحدیث، لشیخ طہر احمد التھانزی۔

مولانا مبارکپوری کا یہ شاندار خراج عقیدت ہے،

هو من اهل الاستقراء التام في نقد الرجال (ابکار ۴۵۴)
یعنی امام ذہبی نقد رجال (راویوں کی چھان پھٹک) میں پوری طرح کی تلاش
و نتیجہ ہی کے بعد کوئی حکم لگانے والے ہیں (۱)

(۱) اگرچہ مولانا مبارکپوری اپنی تغاوریائی کی عادت کی وجہ سے انھیں امام ذہبی جنکو
انھوں نے ابھی ابھی یہ شاندار خراج عقیدت پیش کیلئے ایک جگہ ان کا کلام اپنے
مطلب کے خلاف پکار ان کے اہل استقراء نام ہونے کی اس طرح دھجیاں بکھیرتے ہیں،
دیکھئے فرماتے ہیں اور کس شان سے فرماتے ہیں۔

واما قول الذہبی لیس بمحجة يكتسب حلاله اعتبارا فهو جرح
من غير بيان السبب فلا يقلح ، (ابکار ۲۷۷)

یعنی امام ذہبی کا یہ کہنا کہ (محمد بن عبد الملک) حجت نہیں ہے اس کی حدیث
عبرت کیلئے دکھی جائے گی، یہ ایسی جرح ہے جس میں جرح کا سبب نہیں بیان کیا
گیا ہے اسلئے انکی اس جرح کا اعتبار نہ ہوگا۔

اب کون مولانا مبارکپوری سے پوچھے کہ جب بقول آپ کے امام ذہبی
اہل استقراء نام میں سے ہیں تو ان کی جرح بلا بیان سبب کیوں معتبر نہ ہوگی، آخر اہل
استقراء نام کا کیا مطلب ہوتا ہے، اگر ان کا کلام بھی عام محدثین کے کلام ہی کی طرح
ہوتا ہے، اور ان کی جرح بھی مفسر ہی مقبول کی جائیگی اور اسی وقت قبول کی جائے گی
جب وہ جرح کا سبب بیان کریں گے تو پھر ان کے اہل استقراء نام میں سے ہوتے
کا ضرورت کے وقت نعرہ کیوں بلند کیا جاتا ہے؟ اور پھر ان میں اور کسی دوسرے
محدث میں فرق کیا رہا؟

انھیں امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کا طویل ترجمہ اپنی مایہ ناز کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ اور اس کتاب میں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا صرف انھیں ائمہ حدیث کا تذکرہ ہے جن کے قول کا جرح و تعدیل میں اعتبار ہوتا ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ذہبی امام ابو حنیفہ کو ان ائمہ حدیث میں سے شمار کرتے ہیں جو نقد رجال میں کسوٹی ہیں، اور جن کی جرح و تعدیل پر ائمہ حدیث نے اعتبار کیا ہے۔^(۱) غیر یہ تو ہے ہی اس کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ کو جرح و تعدیل کا امام تسلیم کیا ہے۔ مثلاً امام ترمذی نے اپنی ملل میں جابر جعفی پر جرح اور عطار کی تعدیل کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا کبھی حمانی سے یہ کلام نقل کیا ہے مارأیت اکذب من جابر الجعفی الا افضل من عطاء یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطار سے بڑھ کر افضل آدمی نہیں دیکھا ہے۔ اور امام بیہقی نے مدخل میں عبد الحمید حمانی کا یہ کلام نقل کیا ہے کہ ابو سعید صغانی نے امام ابو حنیفہ سے مدیافت کیا کہ کثوری سے روایت کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، تو امام صاحب نے کہا۔

اكتب عنه فانا ثقة ما خلا حديث ابی اسحق عن ابی المحارث
وحدث جابر الجعفی۔

یعنی تم ان سے حدیث لکھو وہ ثقہ ہیں، البتہ ان حدیثوں کو مت لکھو جو وہ

(۱) غیر مقدمین میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ کے الحاقی ترجمہ کا تو موقع بے موقع امام ابو حنیفہ کی شان گھٹانے کیلئے ضرور ذکر کرتے ہیں، مگر تذکرہ میں ان کے ترجمہ کا نام بھی ان انصاف پسندوں کی زبان پر نہیں آتا، حالانکہ موجودہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے نہ تو قسطنطنیہ کے کتب خانہ کا میزان کا مخطوط مل جلنے کے بعد کہ میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا ترجمہ قطعاً الحاقی ہے اور کسی بددیانت کی بددیانتی ہے۔

ابو اسحق عن امارث کی سند سے بیان کرتے ہیں ، یا انکی جو حدیثیں جابر جعفی سے ہیں ۔

آج آپ کی جماعت کے ۔ دیانت دار لوگ ۔ امام ابو حنیفہ کے حدیث میں ضعیف ہونے کی بات کرتے ہیں ، اور کل امام ابو حنیفہ کا محدثین میں وہ مقام تھا کہ ان سے امام ثوری جیسے لوگوں کے بارے میں پوچھا جاتا تھا کہ ان سے حدیث بیان کی جائے یا نہیں ۔

اور سنئے حافظ ابن حجر نے تہذیب میں زید بن عیاش کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے ۔ ۔ انہ مجھول ، کہ وہ مجهول ہیں ۔

طلق بن حبیب کے بارے میں محدثین نے امام ابو حنیفہ کی یہ جرح نقل کی ہے ۔
طلق بن حبیب کان سیری القدرا یعنی طلق بن حبیب کا مذہب قدریہ کا تھا ۔

تہذیب میں حافظ ابن حجر نے بروایت محمد بن سماعہ عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ ۔ امام ابو حنیفہ کا جہم اور مقاتل کے بارے میں یہ کلام نقل کیا ہے ۔
افط جہم فی النفی انہ لیس بشیء و افطر مقاتل فی الایات حتی جعل اللہ مثل خلقہ ۔

یعنی جہم نے نفی صفات باری میں افراط سے کام لیا کہ صفات کی بالکل نفی کر دی اور مقاتل نے صفات کے ثابت کرکے افراط سے کام لیا کہ اللہ کو اس کی مخلوق جیسا بنایا ۔

امام ذہبی نے ۔ تذکرۃ اہلنا میں جعفر صادق کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے ۔

ما رأیت افقہ من جعفر بن محمد یعنی میں نے جعفر صادق سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا ۔

تدریب میں یہ بھی کی مدخل سے کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔
 ابن جریر، عثمان بن اسود، حنظلہ بن ابی سفیان، امام مالک، سفیان ثوری
 امام ابو حنیفہ اور ہشام وغیرہ کا مذہب تھا کہ راوی کا اپنے شیخ کے سامنے پڑھنا
 یہ زیادہ بہتر ہے کہ شیخ خود راوی کو حدیث پڑھ کر سنائے۔
 تدریب ہی میں یہ بھی ہے کہ

”منادکہ کا حکم قوۃ میں سماع کا ہے، یہی مذہب زہری، شعبی، ابراہیم
 ربیعہ، علقمہ، اور امام مالک کا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ منادکہ کا درجہ سماع اور
 قراءۃ سے کم ہے، اور یہ مذہب سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور شافعی کا ہے۔“
 یہ کچھ مثالیں (۱) آپ کے سامنے ذکر کر دی گئیں تاکہ یہ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا ائمہ حدیث نے جرح و تعدیل میں نہ صرف وزن محسوس کیا ہے بلکہ
 ان سے وہ ہمیشہ استدلال بھی کرتے رہے ہیں، اور محدثین اپنی کتابوں میں
 دیگر ائمہ حدیث کے پہلو بہ پہلو امام ابو حنیفہ کا کلام بھی جرح و تعدیل میں اسی طرح
 نقل کرتے ہیں جس طرح دوسرے ائمہ جرح و تعدیل کا۔

یہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ آپ کی جماعت ائمہ حدیث نے بلا سمجھے
 بوجھے محض احناف کی دشمنی میں اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ضد اور ان کی مخالفت
 میں جو امام موصوف کی امامت فی ائمہ حدیث کا انکار کیا ہے، یا ان کے بارے میں
 یہ شہور کیا ہے کہ محدثین کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں تھا، یا ان کا علم
 حدیث میں کوئی درجہ اور مقام نہیں تھا یا یہ کہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک مجروح و ماساقط
 الاعتبار تھے یہ آپ کے علماء کی محض خیانتِ باطنی اور بددیانتی ہے حقیقت سے
 اس کا کوئی تعلق نہیں، اور امام ابو حنیفہ کے بارے میں جماعت ائمہ حدیث کا بھی
 وہی کردار ہے جو امام اعظم کے بارے میں ردافض و خوارج کا کردار رہا ہے۔

انکہ فقہ وحدیث کے بارے میں طعنہ زنی روافض کا عمل ہے

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ :

یہ روافض اور شیعوں کی صفت ہے کہ وہ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام کے بارے میں قدح کرتے ہیں اور یہ بھی روافض اور شیعوں کا ہی حال ہے کہ وہ امام مالک امام شافعی امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ان کے مقلدین ومتبعین طعنہ زنی کرتے ہیں“
(منہاج السنہ ج ۴)

امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا مذہب بنی و شرعی مسائل میں قریب یکساں

مبلغ صاحب ، مجھے تو حد درجہ تعجب ہوتا ہے جب آپ کی جماعت کے عوام ہی نہیں خواص بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روافض اور شیعوں کا انداز اختیار کرتے ہوئے طعن کرتے ہیں اور ان کے بارے میں شیعوں ہی کے انداز میں بد زبانی کرتے ہیں اور تبرا کتے ہیں ، اور فقہ حنفی کے بارے میں بد کلامی کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں اور کشرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر فقہ حنفی کو اقوال رجال کا مجموعہ قرار دیتے ہیں ، حالانکہ جماعت اہل حدیث کے متفقہ ممدوح جن کا نام لے کر آپ کی جماعت آج عربوں کی دولت ٹھور رہی ہے یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ تھی کہ حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب آپس میں ایک دوسرے سے بہت قریب ہے ، دیکھئے منہاج السنہ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

وفي مذہب ابی حنیفۃ ما هو اقرب الی مذہب احمد

من غیرہ - (ص ۲۵۷)

یعنی مذہب ابوحنیفہ میں جو مسائل ہیں وہ بنسبت دوسروں کے امام احمد کے مذہب سے زیادہ قریب ہیں۔

اور حضرت امام احمد کے بارے میں آپ ہی کی جماعت کے مجدد و صاحب بھوپالی فرماتے ہیں کہ

وہ امام الائمہ تھے وہ امام المحدثین تھے۔ (اتاج الملک ص ۲۴)

ادریہ تو زبان زد عوام بات ہے کہ امام احمد بن حنبل کی فقہ اقرب الے الکتاب والسنہ ہے اور امام احمد زیادہ سے زیادہ طواہر حدیث پر عمل کرتے ہیں، تو جب فقہ حنفی بھی بقول مانظ ابن تیمیہ فقہ حنبلی سے قریب قریب ہی ہے تو یہ کس قدر بات ہے کہ فقہ حنبلی کو تو اقرب الی الکتاب والسنہ کہا جائے اور فقہ حنفی کو کتاب و سنت کے خلاف کہے جانے کی خبرات کیجائے۔

غیر مقلد مبلغ۔ پچھو دھری صاحب آج تو میں آپ سے وہ باتیں سن رہا ہوں جن سے ہمارے کان آج تک نا آشنا تھے، ہمارے علماء اور ہمارے اساتذہ ہمیں کس قدر اندھیرے میں رکھا تھا، وہ ہمیں اخاف کے خلاف ہمیشہ برکتہ کرتے رہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر ہمارے اساتذہ درگشاہوں میں ہمیشہ تبرائیجیجے تھیں، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تو ہمیں ایسی ایسی باتیں بتلائی گئی ہیں کہ ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد ان کا زبان پر لانا بھی باعث شرم، کتاب و سنت کا نام لے کر ہمارے علماء حق و انصاف کا خون اس طرح بھی کریں گے ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا۔

گادوں کا جو دھری۔ مبلغ صاحب جب آپ انصاف پسندی پر اترے ہوئے ہیں اور اپنے علماء کے بارے میں آپ نے یہ اعتراف کر لیا ہے کہ حق و انصاف کا خون کرنا ان کی عادت رہی ہے تو ان کے حق و انصاف کا خون کرنے کی ایک اور مثال بھی ذہن میں رکھئے کہ ”داشہ بکار آید“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر مقلدین کی عصیّت کی مثال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، چھٹے اسلام لانے والوں میں سے ہیں، سابقین اولین میں سے ہیں، آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ کی آمد و رفت اس کثرت سے ہوتی تھی کہ لوگ آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہی کا ایک فرد سمجھتے تھے، صحابہ کرام میں علم و فقہ کے اعتبار سے آپ کو خصوصی امتیاز حاصل تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چال و حال اور آپ کی عادت و اطوار کا آپ کامل و مکمل نمونہ تھے، کبار صحابہ دینی و شرعی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفہ راشد کو آپ کے علم و فقہ پر بھروسہ تھا، آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز آپ صحت اول میں پڑھتے تھے۔

انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مسند رفع یدین میں امام ترمذی نے ذکر کی ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

قال الا اصابکم جلاوتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرۃ۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں تم کو وہ نماز نہ پڑھاؤں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی، پھر آپ نے نماز پڑھائی اور صرف شروع نماز میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ نے اپنا دونوں ہاتھ اٹھایا (غیر مقلدین کی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت آپ نے رفع یدین نہیں کیا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قرار دیا ہے اور ابن حزم

نے اس کو صحیح کہا ہے یہ حدیث ترمذی کے علاوہ ابو داؤد اور نسائی میں بھی ہے۔
 مگر چونکہ یہ حدیث جماعت اہل حدیث کے مذہب کے خلاف ہے اس وجہ
 سے امام ترمذی کی تحسین اور ابن حزم کی تصحیح کے علی الرغم مولانا مبارکپوری
 کا فیصلہ یہ ہے :-

قلت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضعیف۔ (ابکار ص ۸۸)
 یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث
 ضعیف ہے۔
 اور فرماتے ہیں :

وان صححه ابن حزم وحسنه الترمذی
 چاہے ابن حزم نے اس کو صحیح بتلایا ہو اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہو
 اور پھر اس صحیح حسن حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے،
 مجھے اس وقت اس حدیث پر مبارکپوری صاحب کے سب کلام پر گفتگو نہیں
 کرنی ہے، مجھے اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے
 کے لئے مبارکپوری صاحب نے جہاں بہت سی باتیں کہیں ہیں ان میں سے
 ایک بات یہ بھی ہے۔

ولو تنزلنا وسلمنا ان حدیث ابن مسعود هذا صحیح

او حسن فالظاهر ان ابن مسعود قد نسیہ کما نسی

امور اکتیریۃ۔ (ابکار ص ۸۸)

یعنی اگر ہم نیچے اتر کر یہ تسلیم بھی کر لیں کہ حضرت ابن مسعود کی یہ حدیث صحیح
 یا حسن ہے تو ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود یہ بات (نسیہ میں کرنا) بھول گئے
 تھے جیسا کہ انہوں نے (نماز کی) بہت سی باتوں کو بھلا دیا تھا۔
 اور پھر مبارکپوری صاحب نے زلیلی کے حوالہ سے نماز کے سلسلہ کی سات

باتیں تحریر فرمائی ہیں جن کو حضرت عبداللہ بن مسعود بھلا بیٹھے تھے، اور پھر
حافظ زبلی کا یہ کلام نقل کیا ہے۔

واذا جاز علی ابن مسعود ان یسنی مثل هذا فی الصلوٰۃ
کیف لا یجوزنا مثله فی رفع الیدین (۶۸۵)
یعنی جب ابن مسعود نماز کا اس طرح کی باتوں کو بھول سکتے ہیں تو ایسا کیوں
نہیں ہو سکتا کہ رفع یدین والی بات بھی وہ بھول جائیں۔
حافظ زبلی کا یہ کلام مبارکپوری صاحب نے بڑے فخر اور بڑی مسرت
سے نقل فرمایا ہے اور اپنی دانست میں حنفیہ پر زبردست حجت قائم کر دی ہے۔

میں نے اس بارے میں ایک حنفی سے بات کی تو اس نے مجھے جو اس کا جواب
دیا اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ احناف اپنے کیر کڑو کردار، عقیدہ کی پختگی اور محاکم
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اپنی غیرت و ایمانی حرارت اور ناموس صحابہ
کی حفاظت میں اس بلندی کو پیونچے ہوئے ہیں جس کا تصور جماعت اہل حدیث
کے فرد کے بارے میں نہیں کیا جاسکتا، اور کم از کم مجھے تو یقین ہو گیا کہ احناف کی
تعلیق کے بارے میں آپ کی جماعت اہل حدیث کی نفوٹ و بکواس صرف نفوٹ
و بکواس ہی ہیں، احناف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیق جس معنی میں کرتے
ہیں اس کی حقیقت سے آپ کی جماعت کے عوام کی بات تو الگ ہے بڑے بڑے
علماء بھی واقف نہیں ہیں۔ اور اگر وہ واقف ہیں تو احناف کو متقلد مقلد کہہ کر دینا
کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسیان کے بارے میں ایک
حنفی کا جواب

اس حنفی عالم نے مجھے کہا کہ جو دھری صاحب اگر مبارکپوری صاحب کی بات

تسلیم بھی کر لی جائے کہ حافظ زلیعی نے یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہی ہے اور یہ خود ان کی اپنی تحقیق ہے اور مبارکپور کے مولانا مبارکپوری صاحب نے یہاں فریب سے کام نہیں لیا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود کی ذات گرامی تو بہت اونچی ہے کسی بھی صحابی کے بارے میں احناف یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی صحابی دن درات میں پانچ دنہ اور ستر پڑھی جانے والی نماز کی ان عام باتوں کو بھی بھول سکتا ہے جن کی نماز میں بار بار تکرار ہوتی ہے اور جن کا تذکرہ مولانا مبارکپوری صاحب نے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود کے نسیان کو ثابت کرنے کیلئے بڑی مسرت سے کیا ہے۔

اس نے کہا کہ ایک حافظ زلیعی تو کیا دس حافظ زلیعی بھی اگر کسی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات کہیں گے تو احناف انکی باتوں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے۔

اس حنفی عالم نے بڑے پر زور لب و لہجہ میں یہ کہا کہ ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں حافظ زلیعی یا کسی اور کے نہیں، اور امام ابو حنیفہ کے مقلد ہونے کے باوجود اگر کسی دلیل قطعی اور صحیح سند سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی کوئی ایسی بات کہی ہے جس سے کسی اونٹنی صحابی رسول کی بھی صحابیت مجروح ہوتی ہے تو احناف امام ابو حنیفہ کی بات بھی اسی طرح ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے جس طرح حافظ زلیعی یا کسی اور حنفی محدث و محقق کی بات ماننے سے انکار کر دیں گے۔

مولانا مبارکپوری کا حضرت ابن مسعود کے بارے میں نسیان کا قول
حافظ زلیعی کی طرف منسوب کرنا صریح خیانت ہے

پھر اس حنفی عالم نے مجھے تفصیل سے بتلایا کہ مولانا مبارکپوری نے اپنی تمام

ثعالبہ و عدالت، تقویٰ و دینداری کو بالائے طاق رکھ کر محض عوام کو فریب دینے کے لئے اور انکی جہالت سے نائدہ اٹھانے کی خاطر اپنی ابکاریں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسیان کی بات حافظ زلیعی کا نام لے کر اس طرح نقل کی ہے کہ نادانق عوام اور جاہل علماء اہل حدیث یہ سمجھیں کہ یہ حافظ زلیعی کی اپنی تحقیق ہے اور یہ بات زلیعی کے نزدیک مسلم ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حافظ زلیعی تو اس کلام کے صرف ناقل ہیں اور انھوں نے اس کو نقل ہی اسلئے کیا ہے کہ وہ اس کا رد کریں (۱) مگر وہ اسے مبارکپور کے اس مبارکپوری صاحب کی فریب دہی کا اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتے ہیں دینداری و تقویٰ، امانت داری و سپائی و دستبازی اور ایمانداری کا یہلام برسر عاقل یں بھی ہوگا، ہیں اس کا اندازہ اس سے پہلے نہیں تھا۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف نسیان والی فقہ ابو بکر بن اسمعیل سے چلی ہے اور اسکو امام بیہقی نے شہرت دی ہے پھر انکی تقلید میں اب یہ لاگ ہر غیر مقلد عالم کی زبان پر ہے، اور یہ ان عاشقان رسولؐ اور مقلد محمدی کے بطلان نالاں۔ قسم کے لوگوں کو بغض افتا میں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تسلیم کر لیا جائے کہ معاذ اللہ اتنے ہی بھلے تھے کہ نماز کے موٹے موٹے مسائل بھی انکو یاد نہیں تھے تو جو صحاح ستہ ادبیاری و مسلم انکی سیکڑوں روایتیں ہیں ان پر اعتماد کیسے باقی رہے گا۔ اگر کوئی منکر حدیث کھڑا ہو کر یہ کہے کہ ہم بخاری و مسلم میں جو حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتیں ہیں تسلیم نہیں کرتے، اسلئے کہ جب ابن مسعود نماز کی ان موٹی موٹی باتوں کو کبھی بھول سکتے ہیں تو انکی بقیہ احادیث کا کیا اعتبار ان میں ان سے غلطی نہ ہوئی ہو؟ اس کا جواب یہ عاشقان رسولؐ اور مقلد محمدی کے بطلان نالاں کیا دیں گے؟ حق اور سچ یہ ہے کہ انکار حدیث و سنت کا راستہ اسی غیر مقلدیت کی راہ سے کھلا ہے۔

حافظ زلیحی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح فن حدیث کے امام تھے اسی طرح دین و تقویٰ میں بھی بلند مقام کے حامل تھے، ان کی زبان سے کسی بھی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات کا نکلنا قطعاً محال ہے کہ نماز کے ان موٹے موٹے مسائل کو کبھی کہ نمازیں ہاتھ کہاں باندھا جائے، رکوع کیسے کیا جائے نمازیں دونوں ہاتھ کہاں کہاں اٹھایا جائے اور امام کے پیچھے دو آدمی کیسے کھڑے ہوں وغیرہ قسم کی باتیں جن کا بھولنا ایک عام بیخوش نماز پڑھنے والے سے بھی دشوار ہے۔ کسی صحابی اور وہ کبھی حضرت عبدالستار بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ وہ انکو کھول جائیں گے۔

اگر مبارکپوری اور جماعت اہلحدیث کے یہاں کسی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات آسانی سے تسلیم کی جاسکتی ہے تو وہ شوق سے اسے قبول کر لیں اور اس کو اپنا عقیدہ و مذہب جو جو چاہے بنالیں، مگر دوسروں کے بارے میں اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ ان خلاف عقل باتوں کو محض کسی کی تقلید میں اتنی آسانی سے قبول کر لیں گے۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدیت کا دندنا شیعیت سے ملتا ہے اور صحابہ کرام کی صحابیت کو مجروح اور ان کی شخصیات کو مطلق اور ناقابل اعتبار بنانے میں دونوں فرقوں میں کم و بیش ہی کافرت ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے دور خنہ پن کی ایک اعلیٰ مثال

اس حنفی عالم نے مجھے مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دور خنہ پن کی ایسی مثال دی کہ میں مولانا مبارکپوری نور اللہ مرقدہ کے صحابہ کرام کے بارے میں اس دور خنہ پن پر شہ ساری سے گٹ کر رہ گیا، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ میں بھی آپ ہی کی طرح جماعت اہلحدیث کا ہاتھ میں جھنڈا اٹھائے

دوسروں کو اور خصوصاً احناف مقلدین کو تبلیغ کرنا پھرنا تھا، اس کے بعد ہی سے تو میں نے کسی کو اہلحدیث کی تبلیغ کرنا ہی چھوڑ دیا، اور قسم کھالی کہ اب اس مذہب کی کسی کو تبلیغ نہیں کروں گا۔

غیر مقلد مبلغ۔ چودھری صاحب آپ کی ان باتوں نے میرے اندر بڑا اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

ذرا جلدی بتلائیں وہ بات کیا ہے، یا بقول آپ کے مولانا مبارکپوری کا وہ کیا، ”دور خابین“ ہے جس نے آپ کو اہلحدیث مذہب کی تبلیغ سے روک دیا۔ جلد فرمائیں مجھے دھڑکا ہو رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا دل سینے سے باہر نکل آئے گا۔

گاہڑوں کا چودھری۔ مبلغ صاحب! ابھی آپ نے دیکھا کہ آپ کے مولانا عبد الرحمن مبارکپوری صاحب نے کتنی آسانی سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے حلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ ان سے نماز کے فلاں فلاں مسائل میں بھول ہو گئی تھی اسلئے اگر ان سے رفع یدین کے مسئلہ میں بھی بھول ہو گئی ہو تو بوائے تعجب نہیں۔

مگر یہی مبارکپوری صاحب حضرت ابو محمد رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ کی اذان والی حدیث جس میں ترجیع (۱) کا ذکر ہے اس کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے اور

(۱) اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ کو آہستہ کہہ کر زور سے کہنا اسے ترجیع کہتے ہیں غیر مقلدین اذان اسی طرح دیتے ہیں، اب ان عقل کل، لوگوں سے کوئی پوچھے کہ اذان تو اعلام و اعلان ہے آخر اس آہستہ سے صرف انھیں دو نوں کلمات کو کیوں کہا جائے گا اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ وہ کہیں گے کہ یہ بات حضرت ابو محمد رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے، تو آپ ان سے کہیں کہ حدیث کا فن پڑھنے کیلئے کسی دیوبندی حنفی درگاہ کا

احاف پر رد کرتے ہوئے بڑے معصومانہ لب و لہجہ میں فرماتے ہیں :

واما ثانیاً فلان فیہ سوء الظن یا بانی محمد و سآلہ رضی اللہ

عنه و نسبتاً الخطأ الیہ من غیر دلیل (ابکار ص ۲۷۸)

یعنی دوسری بات یہ ہے کہ (اگر احاف کی بات تسلیم کر لی جائے تو) اس میں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے، اور بلا دلیل ان کی طرف خطا کی نسبت کرنا لازم آتا ہے۔

یعنی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ جیسے متأخر الاسلام صحابی کے بارے میں جسکا صحابہ کرام کی جماعت میں فقہ و اجتہاد اور علم و فضل کا کوئی چرچا نہیں تھا۔ نہ مسائل ہمہ میں صحابہ کرام ان کی طرف رجوع کرتے تھے، نہ جماعت صحابہ میں ان کی کسی بھی اعتبار سے کوئی امتیازی شان تھی ان کے بارے میں تو مبارکپوری صاحب تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ ان سے کوئی بھول چوک بھی ہو سکتی ہے، مگر..... حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر سابقین اولین صحابی کے بارے میں جن کا علم و فضل اور فقہ و اجتہاد میں صحابہ کے درمیان ایک خاص بلند مقام مسلم تھا، اور جن سے بڑے بڑے صحابہ کرام فتویٰ معلوم کرتے تھے، اور دین کے مسائل ہمہ میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور جن کے بارے میں خود آنحضور کے تعریفی کلمات مروی ہیں، اور جن کے بارے میں حضرت عمر جیسا جلیل القدر صحابی فرماتا تھا ”انما کنیف ملئ“ علماء کہ ابن مسعود علم کا بھرا ہوا پیالہ ہیں اس جلیل القدر

دعہ کو وہاں ہمیں معلوم ہو چکا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے تمہاری حدیث دانی تو یہ ہے کہ تم نے حدیث کی کتابوں میں پڑھ لیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا ہے، تو اب تم نے کھڑے ہو کر پیشاب کر لے کو مسنون قرار دے دیا، (دیکھو غریقلین کی ڈائری) شائع شدہ از مکتبہ اثریہ غازیہ۔

داشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیاد و لاوسمتا کے بارے میں مولانا عبدالرحمن مبارکپوری اور جماعت اہلحدیث کے دوسرے علماء اور اجار و قسین۔ بلا تکلف یہ بات نقل کرتے ہیں، نقل ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو تسلیم بھی کرتے ہیں تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ اس سے استدلال بھی کرتے ہیں کہ ان سے نماز کے فلا فلاں مسئلے میں بھول ہو گئی تھی۔

سُبْحًا نَلِّ اَهْذَا مَهْتَانِ عَظِيمِ
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

غیر مقلد مبلغ - چودھری صاحب مجھے علم نہیں تھا کہ ہمارے علماء بھی کرام کے بارے میں اس قدر پست ذہنیت بھی ہو سکتے ہیں، اور اپنے مطلب کے لئے اس انداز میں اپنا چولہا دلتے ہیں، ان کی زبان پر صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کی باتیں بھی آ سکتی ہیں۔ آج تو آپ نے میری آنکھ سے ایک نہیں کٹی گئی پروے ہٹا دیئے ہیں، انوس جس مذہب کو میں حقانیت کی سبک بڑی دیں سمجھتا تھا اس کا خمیر اس طرح کی گمراہ کن باتوں سے تیار ہوا ہے، پہلے مجھے اس کا قطعاً علم نہیں تھا، آج آپ نے بڑے مدلل انداز میں اس مذہب کی حقیقت کھیرے سلنے واشگاف کر دیا ہے، میں تو اس مذہب سے بڑا بگمان ہو گیا ہوں اور میری اس بگمانی میں آپ کی پہلی گفتگو کے بعد جو دوسری گفتگو ہوتی وہ مزید اضافہ کر دیتی ہے، ہائے سراب کو ہم نے "ما زلال" سمجھ رکھا ہے اور پیمٹ پر ہیں۔ زبد خالص، کا گمان ہو رہا تھا، خالص تاریکی کو ہم نے نور سمجھ رکھا تھا، زراغہ پر بازہ کا گمان تھا، اور شعبہ بازوں کو ہم نے اہل حق کا ترجمان یقین کر لیا تھا، بازیگوں کے فریبے ہم بالکل نا آشنا تھے۔ میں آپ کے مدشکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ کو اپنی بصیرت افروز گفتگو سے راستہ

دکھا دی، خدا آپ کو جزائے خیر دے، میں نے آپ کا بڑا وقت لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اور بھی کام ہوں گے آپ کی گفتگو اس قدر دلچسپ اور مملو آفریں ہے کہ آپ کے پاس سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا، انشاء اللہ آئندہ بھی آپ سے ملتا رہوں گا اور آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

البتہ چلتے چلاتے ایک اشکال کا جو میرے ذہن میں بار بار پیدا ہوتا رہتا ہے اس کا بھی اگر آپ جواب دے سکیں تو دے دیں۔

کتابوں میں علمی خیانت والا شوشہ

ہمارے علماء اہل حدیث نے آج کل ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے یا یوں کہئے کہ انھوں نے ایک نئی بات نکالی ہے، اور احناف علماء کو بدنام کرنے کیلئے اس کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

گاؤں کا چودھری۔ میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، غالباً آپ کا اشارہ محدثین کی کتابوں میں خیانت والی بات کی طرف ہے۔

غیر مقلد مبلغ۔ جی ہاں، جی ہاں میں اسی کا ذکر کرنے جا رہا تھا، ذرا اس بارے میں بھی کچھ کلمات آپ ارشاد فرمائیں۔

گاؤں کا چودھری۔ جناب والا جمعہ ٹاپر پر پیگنڈہ کرنا یہ آپ کی جماعت اہل حدیث کی پرانی عادت ہے، اگر احناف کی جدید مطبوعہ کتابوں پر آپ کی نگاہ ہوتی تو آپ کو اس سوال کو کہنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور یہ شبہ آپ کے ذہن سے کبھی کا دور ہو گیا ہوتا، بہتر یہ ہے کہ آپ خود ان کتابوں کی طرف رجوع کریں چونکہ یہ بات ایک پر پیگنڈہ کی شکل میں پھیلانی گئی ہے اسلئے جنگو اس بات کی حقیقت جاننے کا شوق ہو اس کو خود ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس سے زیادہ اطمینان ہو گا۔

کتابوں کے نسخوں کے اختلاف سے عبارتوں کا بھی اختلاف ہوتا ہے

ابتداءً کلیہ کے طور پر ایک بات یہ ذہن میں رکھئے مگر کبھی ایک کتاب کے متعدد نسخے ہوتے ہیں اور کبھی ان متعدد نسخوں کی عبارت بھی الگ الگ ہوتی ہے۔ اب اگر کسی مصنف نے کوئی عبارت ایسے نسخے سے نقل کی جو دوسرے نسخے میں نہیں پائی جاتی تو اس کو علمی خیانت کا نام دینا بددیانتی ہے یہ کام صرف جاہلوں کا ہے، اہل علم کی زبان سے اس طرح کی بات نہیں نکلتی ہے۔

اب بعض کتابوں کے نسخوں کا متعدد ہونا اور ان متعدد نسخوں میں سے کسی میں کسی عبارت کا ہونا اور کسی میں نہ ہونا یا ایک سلم حقیقت ہے دیکھئے ترمذی کا وہ نسخہ جو تحفۃ الاخوانی کے ساتھ شائع ہوا ہے اس میں ایک جگہ ایک حدیث کے بارے میں روا عن الاسمشی کی عبارت ہے، اس پر مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں۔

لیس فی بعض النسخ لفظ عن .. وهو الصحيح (تحفہ ص ۲۱۸)

یعنی بعض نسخوں میں "عن" نہیں ہے اور یہی صحیح ہے مشہور حدیث ہے :

المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلّمه الخ

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی تحفہ والے نسخہ میں فرماتے ہیں
"هذا احادیث حسن غریب - یعنی یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

مولانا مبارکپوری اپنی شرح میں یہاں لکھتے ہیں :

قلت ليس في بعض النسخ الحاضرة عندی تحسین الترمذی

لهذا الحديث (تحفہ ص ۲۱۹)

یعنی میں کتابوں کو میرے پاس ترمذی کے جو دوسرے نسخے ہیں اس میں امام ترمذی

کی اس تحسین کا ذکر نہیں ہے ۔

اب اگر کوئی شخص اس حدیث کو ذکر کر کے تحفۃ الاحوذی والے ترمذی کے نسخے سے امام ترمذی کی اس حدیث کی تحسین کو ذکر کر دے اور کوئی دوسرا شخص جس کے سامنے یہ نسخہ نہیں ہے اور اس کے پاس وہ نسخہ ہے جس میں امام ترمذی کی یہ تحسین مذکور نہیں ہے وہ اپنے اس نسخہ کو بنیاد بنا کر امام ترمذی کی تحسین نقل کرنے والے کے خلاف شور مچائے کہ دیکھئے صاحب اس نے امام ترمذی کی عبارت میں خیانت کر کے اپنی طرف سے ایک بات بڑھا دی ہے اور امام ترمذی کی طرف اس حدیث کی تحسین کی نسبت غلط کی ہے، تو اہل علم اس کی اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیں گے چاہے دوچار جاہل اس اعتراض کرنے والوں کی ہاں میں ہاں ملائے والے مل جائیں مگر علم و تحقیق کی دنیا میں ان باتوں کا کوئی وزن نہیں پڑتا۔ کسی بھی صاحب علم کے بارے میں جس کی علمی دنیا میں شہرت بھی ہو اس طرح کی باتیں پھیلانے سے باز رہنا ہی عقل و دین کا تقاضا ہوتا ہے ۔

مولانا مبارکپوری کی علمی خیانتوں کی چند مثالیں

اور مجھے تو جماعتِ اہل حدیث کے علماء پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ دوسروں پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اپنا دامن دیکھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے کہ ہمارے دامن پر کتنے داغ دھبے ہیں دوسروں کی آنکھوں کا انکو تنکا نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہسیر انکو نظر نہیں آتا ۔

دور جانے کی ضرورت نہیں ہے یہ جو آپ کے ہاتھ میں مولانا مبارکپوری کی ابکار رہے لائیے مجھے دیکھیے میں اسی سے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی علمی خیانتوں کی مثالیں دکھاتا ہوں ۔ چند مثالیں انشا اللہ آپ کے لئے کافی ہوں گی ۔

مولانا عبد الرحمن مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

(۱) فردی ابوداؤد فی سننہ عن طریق عبد الرزاق

ثم ام عمر عن عطاء الخراسانی عن سعید بن المسیب

ان بئلا لکان یوذن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

مولانا مبارکپوری نے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اس میں دو دلعوی کیا ہے
ایک یہ کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور دوسرا
یہ کہ یہ حدیث بطریق عبد الرزاق ہے ۔

مولانا مبارکپوری کے اس کلام کے بارے میں خود اس کتاب کا غیر مقلد
محمّدی و معلق لکھتا ہے ۔

لم اجد هذه الرواية في سنن ابی داؤد ولا في مختصر

المزنی ولا في المراسيل ولا في تحفة الاشراف وحق لم اجد

في مصنف عبد الرزاق ايضاً (ابکار ص ۳۳۳)

یعنی نہ مجھے یہ روایت سنن ابوداؤد میں ملی نہ مختصر المزنی میں نہ مراسیل میں

نہ تحفۃ الاشراف میں حتیٰ کہ مجھے یہ روایت مصنف عبد الرزاق میں بھی نہیں ملی ۔

یعنی پوری ایک حدیث ہی کو سنن ابوداؤد اور مصنف عبد الرزاق کے ذمہ ٹھہرایا

اور مارشال الشراسس کذب بیانی کے باوجود کبھی مولانا عبد الرحمن مبارکپوری حتیٰ متنا

جلیل القدر محدث ہی ہیں اور ان کی علمی دیانت، و اہمہ شیت میں کوئی فرق

نہیں آیا، اور نہ جماعت اہمہ شیت کے کسی عالم نے کسی طرح کا حشر برپا کیا۔

(۲) سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں ایک پوری سند کو محدث

ابن خزیمہ کی طرف منسوب کر دیا جب کہ اس سند سے معجم ابن خزیمہ میں اس

حدیث کا نشان و پتہ نہیں ہے، دیکھئے ابکار المن کا یہی غیر مقلد محشی

و معلق اپنی تحقیق کیا بیان کرتا ہے، لکھتا ہے ۔

واما السند الذی یزعمه المؤلف فلم اقف علیہ
 فی صحیحہ کما تقدم (ابکار ۳۵)
 یعنی مؤلف (مبارکپوری) جس سند کا دعویٰ کرتا ہے، مجھے صحیح ابن خزیمہ
 میں اس کا سراغ نہیں لگا۔

(۳) مولانا مبارکپوری علامہ نیوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں
 فرماتے ہیں

وقال فی آخر کلامہ ، یعنی نیوی نے آخری بات یہ کہی ہے اور پھر
 جو انکی بات نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

وانما اطنبنا الکلام لان الذہبی ذہب فی المیزان
 مقلدا للبعض السلف الی تحنین حدیثہ وقال : لنا
 لقول ان حدیثہ من اعلی اقسام الصحیح بل هو من
 قبیل الحسن۔

یعنی ہم نے یہاں کلام ذرا طویل کیا ہے، اسلئے کہ حافظ ذہبی نے میزان
 میں بعض سلف کی تقلید میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، اور انھوں
 نے کہا ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کی حدیث صحیح کی اعلیٰ اقسام میں سے ہے
 بلکہ وہ حسن کی قبیل سے ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کا یہ پورا طول طویل کلام علامہ نیوی
 رحمۃ اللہ علیہ پر فترار ہے، ابکار المنن کا غیر مطلقہ محشی و معلق حاشیہ میں لکھا ہے۔

واما کلامہ الآتی فلم اجدا فیہ (ابکار ۳۶)

یعنی نیوی کی طرف منسوب یہ کلام انکی کتاب التعلیق الحسن میں مجھے نہیں ملا۔
 اور مولانا مبارکپوری نے التعلیق الحسن کا نام لے کر علامہ نیوی کی طرف جو
 کلام منسوب کیا ہے وہ اوپر کی یہی لمبی چوڑی عبارت ہے۔

اب یا تو غیر مقلد محشی و معلق کی بات غلط ہے اساس کی تحقیق کی کاوش
ناکام و ناکمل ہے اور اس نے کامل تحقیق کے بغیر ہی مولانا مبارکپوری پر افتراء
کیا ہے، اور ان کو جھوٹا بنایا ہے یا پھر مولانا مبارکپوری علامہ شوق نیوی حرّان
علیہ پر افتراء کیا ہے اور جھوٹ کا پلندہ خود اپنی طرف سے تیار کر کے علامہ
موصوف کی طرف منسوب کیا ہے۔

بات ان دونوں میں سے کوئی کبھی بھڑکھار مال جماعت اہل حدیث کے بڑے
بڑے علماء کا کردار اس سے نمایاں ہے۔

مگر میں داد دیتا ہوں جماعت اہل حدیث کے علماء و مشائخ کی جرات و بہمت
اور ان کے حوصلہ و صبر و ضبط کی کپوری اس صف میں اس ظلم و اعتداء اور کذب
و افتراء کے بارے میں سناٹا چھایا ہوا ہے اور جماعت اہل حدیث کے کسی ایک
عالم کے کان میں جوں بھی نہیں رہی تھی کہ وہ مولانا مبارکپوری کی اس ناجائز
کاروائی کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالے۔

اب لیجئے چوتھی مثال :

غیر مقلد مبلغ۔ بس کیجئے چودھری صاحب بس کیجئے میرا داغ اپنی
جماعت کے ان علماء کی بددیتوں اور خیانتوں کو معلوم کر کے غصہ سے
پھٹا جا رہا ہے۔

گھاؤں کا چودھری۔ مبلغ صاحب آپ غصہ تھوکنے اور یہ چوتھی مثال بڑی
دلچسپ ہے اس کو سن کر لیجئے یہ بھی الجا رہی ہے سناؤں گا۔

غیر مقلد مبلغ (کان میں انگلی ڈالتے ہوئے) لعنت بھیجئے ابکار اور کفر پر
جہنم میں ڈالئے ان کتابوں کو میں اب ایک بات بھی سننے کیلئے تیار نہیں ہوں، مجھے
آج معلوم ہوا ہے کہ یہ ہمارے علماء جن کی معصومیت، جن کی امانت اور جن کی ثقاہت
کی ہم قسم کھائے ہوئے تھے یہ کہتے بڑے فائن اور جھوٹے اور بددیانت ہیں، خدا کی پناہ

دوسروں کی غلطیوں اور بھول چوک پر ہمارے یہ علماء آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں اور رائی کا سپاڑ بناتے ہیں اور خود ان کی اپنی دیانت و امانت کا حال یہ ہے۔ گادوں کا چودھری - جب میں بھی آپ ہی کی طرح جماعت اہل حدیث میں تھا تو ان باتوں کو سن کر میرا بھی یہی حال ہوا تھا مگر وہی متعلقہ حضفی دیوبندی عالم نے جس کا اور پر تذکرہ ہوا اس نے میرا غصہ دیکھتے ہوئے بڑے حلیمی انداز میں اور بڑے سکون کے ساتھ مسکراتے ہوئے جوابات کہی تھی وہ یہ تھی :

ہم مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی صلاحیت کے قدردان ہیں انکی تحفہ اور ان کی بکار کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، علمی کتابیں ہیں اور ان میں بہت سی بخشش بڑی معلومات افزا رہی بھول چوک تو انسان سے ہوتی ہی ہے، اگر مولانا مبارکپوری انسان ہیں تو ان سے بھی بھول چوک ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے، بڑے بڑے علماء اس طرح کی بھول چوک کا شکار ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے ہم مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنا حرام سمجھتے ہیں، تحفہ اور بکار کو نہ ہم جہنم میں ڈالیں گے نہ کسی کو ڈالنے دیں گے، نہ ہم ان قابل قدر علمی کتابوں پر لعنت بھیجیں گے اور نہ ان کتابوں پر لعنت بھیجنے والوں کو قدر اور عزت کی نچھاورے دیکھیں گے، اور پھر اس نے بڑے درد کے ساتھ مولانا مبارکپوری کے حق میں یہ دعا کی تھی۔

غفرلہ له و عفا عن سیئاتہ و جزاہ عن عملہ الحسن

وسعیہ للشکور فی خدمۃ السنۃ المطہرۃ دنور مرقدہ

یا نوازہ واضحہ له المکان فی جناتہم -

یعنی اللہ ان کی مغفرت فرمائے انکی لغزشوں کو معاف کرے علم حدیث کی خدمت کا انکو بہترین بدلہ، انکی قبر کو اپنے نوازے صمد کے

اور جنت میں ان کے لئے جگہ کشادہ کئے۔

اور پھر اخیر میں اس دلوہندی حنفی عالم نے اس دعا پر اپنی بات ختم کر دی تھی۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُ وَبِحَمْدِكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ
رَبَّنَا لَا تَوَاضِعْنا إِيَّاهُ نَسِينَا أَوْ إِخْطَاؤُنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَيْنَا أَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
مَلَائِكَةً لَنَا بِهِ دَاعِفًا عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا إِنَّتَ مَوْلَانَا
فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

میرے خیال میں ہماری گفتگو کافی طویل ہو گئی اور آپ گھبرا بھی گئے مجھے بھی
کچھ ضروری کام ہے۔

غیر متعلقہ مبلغ۔ جناب چودھری صاحب میں آپ کا بہت بہت شکریہ گزار رہی
آپ نے میری نگاہ کے سامنے سے بہت سے پردے ہٹا دیئے، اور ایسی قیمتی معلومات
بہم پہنچائیں جن سے میرے کان آن تک نا آشنا تھے، آپ نے ایک روشن چراغ میرے
سامنے رکھ دیا، ایسا چراغ جس سے میں اپنی زندگی میں آئندہ بھی روشنی حاصل کر رہا ہوں گا
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خوب سے، انشاء اللہ پھر ملاقات کروں گا۔

دیکھئے میں آیا تھا کس لئے اور کیا ہو کر جا رہا ہوں، میں پھر ایک بار آپ کا شکریہ

ادا کرتا ہوں، اب اجازت دیں۔ السلام علیکم
مگادوں کا چودھری۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ
(یہ پردہ گرتا ہے)

(۲۳ فروری ۱۹۹۷ء اتوار بعد ظہر)

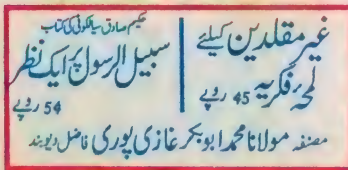
نوٹ ۱۔ یہ تحریر صرف دو ہفتہ میں مکمل ہوئی یہ سب اللہ کی توفیق اور
اس کے فضل سے ہوا۔

محمد ابو بکر غازی پوری

اکابر علماء دیوبند

پاسبانِ حق @ یاہوداٹ کام

کی مصدقہ کتب



دینی مدارس کے طلباء اور تاجر حضرات کیلئے خصوصی رعایت



6862816
6846529

انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ

۲۸۵ - جی ٹی روڈ، باغبان پورہ لاہور

رابطہ کیلئے